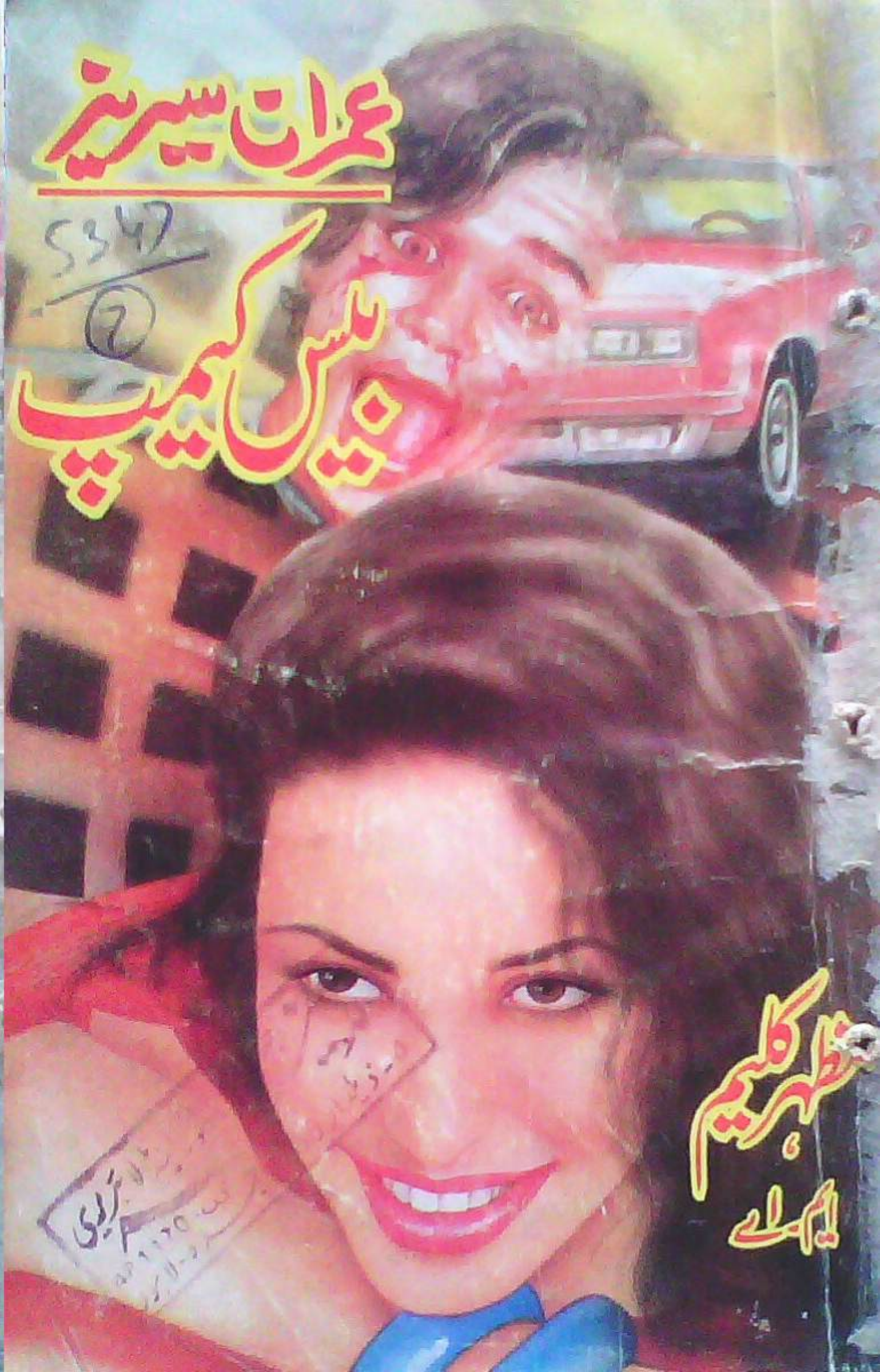


عمرات سیریز

5347

شیش کی گیمپ

عظیم کلیم



عمرات سیریز

5347

شیش کی گیمپ

عظیم کلیم

کہ عمران بحیثیت ایڈر مشن کے مطابق اپنے ساتھیوں کا انتخاب کرتا ہے۔ اس کا مقصد مشن کی تکمیل ہوتا ہے البتہ یہ بات درست ہے کہ اب عمران کی ذاتی کارکردگی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ مشن کے دوران اس کے ساتھیوں کو چاہے وہ کوئی بھی ہوں اپنی صلاحیتیں دکھانے کا موقع نہیں ملتا اس لئے قارئین کو شکایت پیدا ہوتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ شاید عمران جان بوجہ کر ایسا کرتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ عمران کو بحیثیت ایڈر مشن کی تکمیل کے لئے بہت سے ایسے کام کرنے پڑتے ہیں جو اس کے ساتھیوں کو نہیں کرنے پڑتے اس لئے عمران کی کارکردگی اس کے ساتھیوں کی نسبت بڑھ جاتی ہے۔ بہر حال آپ کی شکایت عمران تک پہنچا دی جائے گی اور مجھے امید ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو بھی اپنی صلاحیتیں سامنے لے آنے کا موقع دیتا رہے گا۔ امید ہے آپ اس قدر بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام .

آپ کا مقصد

مظہر کلم

عمران نے ناشتہ سے فارغ ہو کر ابھی اخبارات کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔ کیونکہ اتنے سویرے کسی کی آمد کی اسے قطعاً توقع نہ تھی۔ کال بیل مسلسل بجائی جا رہی تھی اور پھر عمران نے سلیمان کو بڑبڑاتے ہوئے راہداری سے گزر کر دروازے کی طرف بھاٹے ہوئے دیکھا۔

جج - جج - جج ہاں - صاحب ہیں جناب - یفخت
 سلیمان کی اہتہائی بو کھلائی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران کے چہرے پر
 حیرت کے تاثرات ابھر آئے - کیونکہ سلیمان کا اس طرح بو کھلائے
 ہوئے انداز میں جواب دینا یہ ظاہر کر رہا تھا کہ آنے والی کوئی ایسی
 شخصیت ہے جس کے سامنے سلیمان جیسا آدمی بھی بو کھلا سکتا ہے -
 ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ شاید سر عبد الرحمن آگئے ہیں لیکن
 پھر اس نے اپنا یہ خیال بدل دیا کیونکہ سر عبد الرحمن بغیر اعلان دینے

کسی کے بار جانا پسند نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ وہ دفتر سے اپنی کوٹھی جانے کے لئے روانہ ہوتے تو پہلے ٹیلی فون کر کے اطلاع دیتے تھے کہ وہ دفتر سے واپس آ رہے ہیں۔ قدموں کی آواز سنگ روم کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔ آنے والا ایک ہی آدمی تھا۔ عمران کی پر تجسس نظریں دروازے پر ہی جمی ہوئی تھیں کہ اچانک وہ بھی بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ دروازے پر سر سلطان کھڑے نظر آئے۔ ان کے پیچھے سلیمان تھا۔

”آپ۔ آپ اور یہاں۔ اس وقت۔“ عمران کے منہ سے بھی بوکھلائی ہوئی آواز نکلی۔

”السلام علیکم۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ مجھے بغیر اطلاع دیئے آنا پڑا۔ لیکن یہ مجبوری تھی۔“ سر سلطان نے اندر داخل ہوتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ لیکن آپ مجھے کال کر لیتے۔ بنفسیں۔ تشریف رکھیں۔ آپ نے یقیناً ناشتہ نہیں کیا ہوگا۔ سلیمان، سلیمان، جلدی سے سر سلطان کے لئے ناشتہ تیار کرو۔ جلدی۔“ عمران نے کہا۔

”جی صاحب۔“ سلیمان کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”سلیمان۔ ناشتے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے فوری واپس جانا ہے۔ تم فصد مت کرو۔ پھر کسی روز آکر باقاعدہ ناشتہ کر لوں گا۔“ سر سلطان نے پہلے سے زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ چائے تولے آؤ۔“ عمران نے کہا۔ سر سلطان کی سنجیدگی دیکھ کر عمران کو بھی سنجیدہ ہونا پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی ایسی خاص بات ہو گئی ہے جس کی وجہ سے سر سلطان کو اتنے سویرے یہاں آنا پڑا ہے اور پھر وہ باقاعدہ دفتر کے لباس میں بھی نہیں تھے۔

”سنو عمران۔ صدر مملکت بھی میرے ساتھ یہاں آنا چاہتے تھے لیکن میں نے بڑی مشکل سے انہیں روکا ہے کیونکہ ان کی یہاں آمد سے وہ راز جو ہم رکھنا چاہتے تھے وہ ختم ہو جاتا۔“ سر سلطان نے کہا تو عمران کے چہرے پر پہلے سے زیادہ سنجیدگی کی تہہ چڑھ گئی۔ ظاہر ہے صدر مملکت کبھی اس کے فلیٹ پر آنا اور راز۔ یہ باتیں بتا رہی تھیں کہ معاملات اس کی توقع اور امید سے بھی زیادہ سنجیدہ ہیں۔

”کیا ہو گیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لئے سلیمان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھے جس میں چائے کی پیالی اور ایک پلیٹ میں بسکٹ رکھے ہوئے تھے۔ اس نے بسکٹ کی پلیٹ اور چائے کی پیالی سر سلطان کے سامنے رکھ دی اور میز پر موجود ناشتے کے برتن ٹرے میں رکھ کر وہ مڑ گیا۔

”سلیمان۔ تم ایسا کرو کہ دروازے پر ہی رک جاؤ تاکہ کوئی اچانک نہ آجائے۔“ سر سلطان نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی بڑے صاحب۔“ سلیمان نے جواب دیا۔

”آپ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی پراسرار بن رہے ہیں۔“ عمران

نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اب پوری طرح سمجھل چکا تھا۔
 "حالات ہی ایسے ہیں۔" سلطان نے چائے کی پیالی اٹھا کر
 چائے کو گھونٹ لیتے ہوئے کہا اور پھر پیالی کو واپس پرچ میں رکھ دیا۔
 "تمہیں معلوم ہے عمران بیٹے کہ وادی مشکبار میں کافرستانی فوج
 کے خلاف آزادی کی انتہائی خوفناک جنگ لڑی جا رہی ہے اور یہ جنگ
 مشکباری لڑ رہے ہیں وہ مقبوضہ وادی کو کافرستانی قبضے سے آزاد کرا
 کر وہاں اقوام متحدہ کے تحت استصواب رائے کرانا چاہتے ہیں تاکہ
 وادی مشکبار کے باشندے آزادی سے اپنی رائے کا اظہار کر سکیں کہ
 انہوں نے اپنا مستقبل کافرستان کے ساتھ یا پاکیشیا کے ساتھ منسلک
 کرنا ہے۔ بین الاقوامی مجبوریوں کی وجہ سے پاکیشیا کھل کر اس جنگ
 میں مشکباریوں کی مدد نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کے باوجود پاکیشیا جس
 قدر ممکن ہو سکتا ہے ان کی پشت پر کھڑا ہے اور جو امداد وہ کر سکتا ہے
 وہ کر رہا ہے حتیٰ کہ پاکیشیا کے بے شمار نوجوان بھی مشکباریوں کے
 ساتھ مل کر کافرستانیوں کے ساتھ آزادی کی یہ جنگ لڑ رہے ہیں۔ سلطان
 نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

مجھے آپ کی بات میں ایک لفظ پر اعتراض ہے سر سلطان۔ یہ
 جنگ نہیں بلکہ جہاد ہے۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 تمہاری بات درست ہے چونکہ مجھے بحیثیت سیکرٹری خارجہ
 مسلسل اس معاملے پر بین الاقوامی سطح پر بات چیت کرنی پڑتی ہے
 اس لئے میں لفظ جنگ ادا کرنے کا عادی ہو گیا ہوں۔ بہر حال یہ جہاد

جاری ہے اور مشکباریوں کی کئی تنظیمیں اپنے اپنے طور پر اور مل کر
 کافرستانی ناجائز قبضے اور فوج کے خلاف لڑ رہی ہیں اور الحمد للہ انہیں
 مسلسل کامیابیاں بھی حاصل ہو رہی ہیں جن کا اعتراف اب بین
 الاقوامی سطح پر بھی ہونے لگا ہے۔ اس جنگ۔ اور سوری۔ جہاد میں
 رابطہ کی غرض سے اور مستظم اور پلاننگ کے تحت کارروائیاں کرنے کی
 غرض سے خفیہ طور پر ایک ایسی تنظیم موجود ہے جس کا نام تو آل
 پارٹیز کیونیکیشن گروپ ہے لیکن کوڈ میں اسے چکاری گروپ کہا جاتا
 ہے۔ اس گروپ کا لیڈر ایک مشکباری لیڈر صادق چکاری ہے۔ صادق
 چکاری کافرستانی فوج میں طویل عرصے تک کرنل کے عہدے پر فائز رہا
 ہے اور اس کی ڈیوٹی مسلسل ایسے عہدوں پر رہی ہے کہ وہ کافرستانی
 فوج کے تقریباً ہر بڑے قابل ذکر فوجی افسر سے اچھی طرح واقف ہے۔
 اس کے ساتھ ساتھ وہ مقبوضہ وادی مشکبار میں کافرستان کی تقریباً
 تمام فوجی چھاؤنیوں میں بھی تعینات رہا ہے۔ جب مشکباری جہاد کا آغاز
 ہوا تو صادق چکاری نے کافرستانی فوج کی سروس چھوڑ دی اور مجاہدوں
 کے ساتھ شامل ہو گیا۔ وہ حد درجہ ذہین اور جنگی منصوبوں کی تیاری کا
 ماہر ہے۔ جب وہ کافرستانی فوج میں تھا تب اسے کافرستانی فوج کے
 اعلیٰ حکام سپر مائینڈ کہا کرتے تھے۔ اس نے وادی کا ایک ایک چپہ دیکھا
 ہوا ہے اور اسے کافرستانی چھاؤنیوں، اس کی فوج کی فوجی استعداد، ان
 کے کام کرنے کے طریقے۔ ان کے رستے اور ان کے منصوبوں سے
 پوری طرح واقفیت ہے۔ اس لئے کافرستانی فوج کو چھوڑ کر جب وہ

طور پر موجود تھے جن میں ہیڈ کو ارنر قائم کیا گیا۔ اس گاؤں کے تمام لکڑی کاٹنے والے قبیلوں کو ایک ایک دودو کر کے وہاں سے لے جا کر دوسری جگہ بسا دیا گیا اس طرح پورا گاؤں صادق چکاری کے گروپ کے آدمیوں کا ہو گیا۔ وہاں خفیہ طور پر انتہائی جدید اسلحہ بھی سنور کر لیا گیا۔ اس گاؤں کی پوزیشن ایسی ہے کہ اس کے چاروں طرف بلند و بالا پہاڑی چوٹیاں ہیں۔ گو یہ پورا پہاڑی سلسلہ جنگلات سے بھرا ہوا ہے لیکن اس گاؤں کے چاروں طرف کا پہاڑی علاقہ بغیر جنگلات کے ہے۔ قدرتی طور پر اس جگہ پر بارش نہیں ہوتی۔ شاید ہواؤں کا رخ اس قسم کا ہو گا۔ بہر حال یہ پہاڑیاں ہر قسم کے درختوں حتیٰ کہ جھاڑیوں سے بھی خالی ہیں اور پھر یہ پہاڑیاں سیدھی اور سپاٹ ہیں۔ ان پر نہ اوپر چڑھا جاسکتا ہے اور نہ نیچے اترا جاسکتا ہے۔ گاؤں میں جانے کے لئے ایک تنگ سادہ ہے جسے مار گاؤرہ کہا جاتا ہے۔ اس درے سے گزرے بغیر گاؤں تک کسی صورت بھی نہیں پہنچا جاسکتا۔ گاؤں چھوٹا سا ہے اس میں لکڑی کے بنے ہوئے صرف سات آٹھ سو گھر ہیں۔ اس گاؤں کی آبادی صرف تین ہزار افراد پر مشتمل ہے جن میں سے دو ہزار مرد ہیں باقی عورتیں بچے اور بوڑھے ہیں لیکن یہ دو ہزار افراد حتیٰ کہ عورتیں اور بوڑھے بھی مکمل طور پر فوجی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ لیکن بظاہر ان کا کام ارد گرد کے جنگلوں میں لکڑی کاٹنا ہے اور وہ ان لکڑیوں کی ہی تجارت کرتے ہیں۔ یہ سب انتظامات اس لئے کئے گئے تھے تاکہ کافرستانی فوج صادق چکاری اور اس کے ہیڈ کو ارنر کو ٹریس نہ کر سکے۔

مجاہدوں سے آملتا تو اسے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور پھر اس نے کافرستانی فوجوں کو شکست دینے اور تباہ کرنے کے ایسے ایسے اچھوتے اور قابل عمل منصوبے تیار کئے کہ کافرستانی فوج کو مجاہدوں کے ہاتھوں پہ درپے شکستیں ہونے لگیں۔ کافرستانی فوج کے اعلیٰ حکام کو بھی علم ہو گیا کہ ایسا صرف صادق چکاری کی وجہ سے ہو رہا ہے چنانچہ وہ اس کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ اس پر بے شمار قاتلانہ حملے ہوئے۔ اس کے خلاف مخبری بھی ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے ہر موقع پر بچایا۔ اس کے بعد پاکیشیا کی کوشش سے وادی مشکبار میں جہاد کرنے والی تمام تنظیموں کا ایک ورکنگ کمیونیکیشن گروپ قائم ہو گیا اور صادق چکاری کو اس کا سربراہ بنا دیا گیا۔ صادق چکاری نے اس عہدے پر کام کرتے ہوئے اپنی ذہانت کا مزید مظاہرہ کیا اور ایسے ایسے منصوبے تیار کئے کہ وادی مشکبار میں کافرستانی فوجوں کو چھپنے کی جگہ نہ مل رہی تھی اور کافرستان کو مجبوراً وادی میں مزید فوج لے آنا پڑی۔ لیکن اس کے باوجود اس کے خلاف مجاہدوں کی منصوبہ بندی مسلسل کامیاب ہوتی رہی۔ اس گروپ کا کوڈ نام چکاری رکھ دیا گیا اور اس کا کام ہی منصوبہ بندی تھا۔ اس گروپ نے اپنا ہیڈ کو ارنر گھرگ اور خاپاری کے درمیان واقع انتہائی دشوار گزار پہاڑی علاقے کے ایک چھوٹے سے پہاڑی گاؤں مارگامیں بنایا ہوا ہے۔ اس گاؤں کی تمام آبادی مسلمان ہے اور یہ لوگ پہاڑوں پر لکڑی کاٹنے کا کام کرتے ہیں۔ اس گاؤں میں ایک قدرتی پہاڑی کمریک کی وجہ سے بڑے بڑے دو تہہ خانے قدرتی

آدمی بھی نہ اندر جا سکتا ہے اور نہ باہر آ سکتا ہے۔ صادق چکاری نے ایسے موقعوں کے لئے ایک خفیہ راستہ تیار کر رکھا تھا۔ یلین نجانے قدرت کو کیا منظور ہے کہ اس حملہ سے چند منٹ پہلے اس علاقے میں خوفناک زلزلہ آیا اور وہ راستہ مکمل طور پر بند ہو گیا۔ اس طرح اب وہاں سے بھی وہ فرار نہیں ہو سکتے۔ اب سوائے اس کے کہ وہ سب شہید ہو جائیں اور کوئی صورت نہیں ہے۔ باقی تنظیموں نے صادق چکاری کو وہاں سے نکلنے کے لئے اپنے بہترین آدمی بھیجے لیکن وہ سب شہید ہو گئے۔ اب صادق چکاری کی کال آئی ہے کہ اس کے پاس صرف تین روز کا اسلحہ باقی رہ گیا ہے اور اس کے آدھے سے زیادہ آدمی شہید ہو چکے ہیں اس لئے اگر تین روز کے اندر اندر وہ وہاں سے نکل نہ سکا تو پھر آخری حربے کے طور پر وہ اپنے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دے گا۔ اس طرح وہ خود بھی اور اس کے ساتھی بھی شہید ہو جائیں گے۔ اس اعلان کے بعد صدر مملکت نے فوجی ماہرین کی میٹنگ کال کی اور اس سلسلے میں بے حد مغراری کی گئی کہ آخر کس طرح صادق چکاری کو وہاں سے نکالا جائے لیکن باد جو بے حد سوچ بچار کے نجات کی کوئی راہ نظر نہیں آئی جبکہ یہ اطلاعات ملی ہیں کہ حکومت کافرستان نے وہاں کافرستانی فوج کی مدد کے لئے کافرستان سیکرٹ سروس، ملٹری انٹیلی جنس اور دوسری سیکرٹ سہجیاں بھی تعینات کر دی ہیں کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس صادق چکاری کو وہاں سے نکلنے کے لئے وہاں نہ پہنچ جائے۔ سب سے آخر کار یہ فیصلہ کیا گیا کہ سیکرٹ سروس کے چیف

ایک ایسا خصوصی ٹرانسمیٹر وہاں موجود ہے جس کی کال کسی طور پر کچ نہ کی جا سکتی تھی۔ اس ٹرانسمیٹر کی مدد سے صادق چکاری کا پوری وادی میں جہاد کرنے والی تنظیموں اور گروپوں سے مسلسل رابطہ رہتا تھا۔ اور وہ انہیں منصوبے بنا کر کافرستانی فوج کے خلاف لڑاتا رہتا تھا۔ کافرستانی دہجنیاں مسلسل صادق چکاری اور اس کے ہیڈ کوارٹر کو تلاش کرتی رہتی تھیں لیکن آج تک انہیں اس کا پتہ معلوم نہ ہو سکا اور جہاد کا کام انتہائی کامیابی سے آگے بڑھ رہا تھا اور اس وقت صورتحال ایسی ہے کہ اگر یہ جدوجہد مزید تھوڑا عرصہ اور جاری رہی تو کافرستان کو اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے مقبوضہ وادی سے اپنی فوجیں ہٹالینا پڑیں گی۔ اس سلسلے میں صادق چکاری نے بہت سوچ سمجھ کر ایک ماسٹر پلان تیار کیا جو اسے جس کی تفصیلات تمام تنظیموں کو معلوم ہیں اور وہ اس ماسٹر پلان پر عمل کرنے کی جدوجہد میں مشغول ہیں۔ اس ماسٹر پلان پر اگر کامیابی سے عمل ہو جائے تو وادی انشاء اللہ آزاد ہو جائے گی لیکن اس ماسٹر پلان پر عمل کرنے کے لئے ابھی بہت سے ابتدائی کام باقی ہیں جن میں چھ ماہ بھی لگ سکتے ہیں اور سال بھی۔ یلین اپنا تک نجانے کس طرح خبری ہو گئی اور کافرستانی فوج اور دہجنیوں نے اس گاؤں پر چڑھائی کر دی۔ صادق چکاری گروپ کو بھی اس کا علم ہو گیا۔ انہوں نے فوراً سنبھال لئے اور اب گزشتہ تین دنوں سے وہاں خوفناک جنگ ہو رہی ہے۔ ان پہاڑیوں کو چاروں طرف سے فوج نے اس طرح گھیرے میں لے لیا ہے کہ وہاں سے کوئی

جہاں ایکسٹو کو درخواست کی جائے کہ وہ صادق چکاری کو وہاں سے نکلانے کے مشن پر کام کرے تاکہ وادی مستکبار میں ہونے والی جدوجہد کو اس موقع پر سبوتاژ ہونے سے بچالیا جائے۔ صدر مملکت اس معاملے میں اس قدر بے چین تھے کہ وہ خود میرے ساتھ یہاں تمہارے فلیٹ پر آنے کے لئے تیار تھے لیکن میں نے کافرستانی بھینسیوں کی مخبری کی بات کر کے انہیں روک دیا ہے اور میں خود اس وقت یہاں اس لئے آیا ہوں کہ لامحالہ کافرستانی حکومت نے یہاں بھی اپنے بھینسوں کو الرٹ کر دیا ہو گا تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ کیا واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مشن پر کام کرے گی یا نہیں اور اگر کرے گی تو اس کی نگرانی کی جا سکے۔ چونکہ سب کو معلوم ہے کہ چیف ایکسٹو سے رابطہ میرے اور تمہارے ذریعے ہی ہو سکتا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ میری کوٹھی کی بھی نگرانی ہو رہی ہو۔ میرے افس میں بھی انہوں نے کوئی چکر چلا رکھا ہو اور پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہارے فلیٹ کی بھی نگرانی ہو رہی ہو اور میرا تمہارا فون بھی ٹیپ کیا جا رہا ہو۔ اس لئے مجبوراً مجھے صبح اس انداز میں بغیر اطلاع کے یہاں آنا پڑا ہے۔ ” سر سلطان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

” لیکن سر سلطان۔ جب گاؤں پہاڑیوں کے درمیان ہے اور ارد گرد پہاڑیوں پر کافرستانی فوج کا قبضہ ہے اور پھر ان کے پاس ایئر فورس بھی ہے تو کیا وہ گاؤں پر میزائل مار کر اسے تباہ نہیں کر سکتے۔ کیا وہ ہزاروں کی تعداد میں چھاتہ بردار نہیں اتار سکتے۔ وہ کیوں رکے ہوئے

ہیں۔ ” عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ” انہیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ اس جہاد کے لئے ماسٹر پلان تیار ہو چکا ہے اور یہ ماسٹر پلان صادق چکاری کا تیار کردہ ہے۔ اس لئے ان کی حتی الوسع کوشش ہے کہ وہ صادق چکاری کو زندہ گرفتار کر لیں تاکہ اس سے وہ ماسٹر پلان حاصل کیا جاسکے۔ صرف صادق چکاری کو ہلاک کرنا مقصود ہوتا تو وہ یہ کام اب تک کر لیتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ گاؤں پر بمباری نہیں کر رہے۔ جہاں تک چھاتہ برداروں کے وہاں اتارنے کا تعلق ہے تو یہ کام اس لئے ممکن نہیں ہے کہ چھاتہ برداروں کی چاہے جتنی بھی تعداد ہو، وہاں ایسا اسلحہ موجود ہے کہ انہیں فضا میں ہی ہلاک کیا جاسکتا ہے۔ بے ہوش کر دینے والی گیس انہوں نے وہاں بے تحاشہ فائر کی ہے لیکن چونکہ صادق چکاری نے اس سلسلے میں پہلے سے انتظامات کر رکھے تھے اس لئے ان کی یہ کوشش بھی ناکام ہو گئی ہے۔ انہوں نے اب یہی پالیسی بنائی ہے کہ صرف دباؤ بڑھایا جائے۔ آخر کب تک اسلحہ کام دے گا۔ پھر جیسے ہی اسلحہ ختم ہو گا وہ گاؤں پر قبضہ کر کے صادق چکاری کو گرفتار کر لیں گے۔ ” سر سلطان نے کہا۔

” لیکن انہیں یہ بھی تو معلوم ہو گا کہ صادق چکاری اور اس کے گروپ کے آدمی زندہ کافرستانیوں کے ہاتھوں گرفتار ہونے سے موت کو گلے لگانا زیادہ بہتر سمجھیں گے۔ پھر ” عمران نے کہا۔

” پھر وہ ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیں گے اور وہاں سے انہیں بہر حال ماسٹر پلان کے سلسلے میں کچھ نہ کچھ شواہد مل جائیں گے۔ اگر شواہد نہیں

بہنچا دے گا۔ باجوگ میں وادی میں کام کرنے والی ایک انتہائی باخبر اور باادب سائل تنظیم کے آدمی تم سے ملیں گے اور تم جس طرح کہو گے وہ ویسے ہی کریں گے۔ آگے تمہارا اپنا کام ہو گا۔ سر سلطان نے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح تو انہیں پہلے سے اطلاع مل جائے گی۔ آپ ہمیں کوئی ایک ایسا آدمی دے دیں جو اس سارے علاقے سے اچھی طرح واقف ہو اور وہاں کافرستانی فوج کی نقل و حرکت سے بھی کسی حد تک واقف ہو۔ اگر ایسا فوری طور پر ہو سکتا ہے تو ٹھیک۔ ورنہ میں خود ہی اس کا انتظام کر اؤں گا۔ مجھے پوری طرح احساس ہو گیا ہے کہ یہ معاملہ بے حد سنجیدہ ہے۔ وادی مشکبار میں اب تک ہونے والی تمام کارروائیاں داؤ پر لگی ہوئی ہیں۔ اب تک ہزاروں لاکھوں مشکباریوں نے آزادی کے لئے جانیں قربان کی ہیں۔ سب ہی رائیگاں چلی جائیں گی بلکہ شاید پورے مشکبار میں کام کرنے والی تمام تنظیمیں ختم ہو جائیں۔ مشکبار کی قسمت کے فیصلے کا وقت ہے۔ اگر یہ واقعی فاصل ہو گیا تو سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہمارے پاس تو اس وقت ایسا کوئی آدمی نہیں ہے لیکن اگر تم کہو تو کسی سے بات کی جا سکتی ہے۔“ سر سلطان نے کہا۔

”آپ مجھے اس علاقے کا نقشہ۔ صادق چکاری کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی اور جس تنظیم کے پاس آپ ہمیں پہنچا چاہتے تھے ان کی ٹرانسمیٹر

ملے تو ایسے کیوں مل جائیں گے کہ وہ کسی اور تنظیم کے میڈ کو آرٹریا اس کے میڈ کو ٹریس کر کے اس سے یہ ماسٹر پلان حاصل کر لیں جبکہ پاکیشیا اور پوری وادی مشکبار کی تنظیموں کی خواہش ہے کہ صادق چکاری زندہ رہے کیونکہ اس کی زندگی میں ماسٹر پلان کو زیادہ اچھے طریقے سے کامیاب بنایا جاسکتا ہے۔“ سر سلطان نے کہا۔

”تو اب مشن یہ ہے کہ اس صادق چکاری کو وہاں سے زندہ نکالا جائے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ہم صادق چکاری اور اس کے ساتھیوں کی زندگی چاہتے ہیں۔ لیکن وقت بے حد کم ہے صرف تین روز۔“ سر سلطان نے جواب دیا۔

”کیا میرا صادق چکاری سے رابطہ ہو سکتا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ وہ ٹرانسمیٹر کام کر رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی نشریات کچھ کر لی جاتی ہوں لیکن بہر حال وہ کام کر رہا ہے۔“ سر سلطان نے کہا۔

”اس علاقے کی گائیڈنس کے لئے فوری طور پر کوئی آدمی مل سکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اس کا انتظام پہلے سے کر لیا گیا ہے۔ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو آزاد وادی مشکبار میں پہنچانے کے لئے فوجی ہیلی کاپٹر استعمال کیا جائے گا۔ جو تمہیں سرحد کے قریب ایک علاقے ماجوگ

حافظ ۔ سرسلطان نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گئے۔

عمران ان کی کیفیت کو سمجھتا تھا۔ اس لئے وہ خاموش رہا۔

۔ سلیمان " عمران نے دروازہ بند ہونے کی آواز سنتے ہی

سلیمان کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

۔ جی صاحب " دوسرے لمحے سلیمان نے کمرے میں داخل

ہوتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

مجھے فوری طور پر وادی مشکبار جانا ہے۔ انتہائی اہم ترین مشن

ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے واپسی میں کچھ دن لگ جائیں۔ اس لئے اگر تم

چاہو تو کوئی چلے جانا یا اپنے گاؤں " عمران نے کہا۔

" اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے گا صاحب۔ آپ بے فکر ہو کر

جائیں۔ میں یہیں رہوں گا۔..... سلیمان نے کہا اور عمران نے اثبات

میں سر ہلادیا اور پھر فون کارسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل

کرنے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹنڈ " رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی مخصوص آواز

سنائی دی۔

" عمران بول رہا ہوں طاہر۔ انتہائی اہم مشن سلسلے آگیا ہے۔ میں

وائٹس منزل آ رہا ہوں۔ تم جو لیا کو فون کر کے کہہ دو کہ وہ تنویر، کیپٹن

شکیل اور حفصہ کو کہہ دے کہ وہ تیار ہو کر میٹنگ روم میں پہنچ

جائیں۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہوگا۔ اس لئے انہیں کہہ دینا کہ وہ

مشن کے لئے تیار ہو کر آئیں " عمران نے کہا۔

ذیکے نسی وغیرہ دے دیں۔ اس کے بعد باقی کام میں خود ہی کر لوں

گ " عمران نے کہا۔

یہ میں ساتھ ہی ملے آیا ہوں " سرسلطان نے اثبات میں سر

ہلاتے ہوئے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکال کر

عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے لفافہ کھول کر اس میں موجود تین

کٹانے باہر نکالے اور انہیں دیکھنے لگا۔

۔ ٹھیک ہے۔ ابتدا کے لئے کافی ہے۔ آپ صدر صاحب کو کہہ دیں

کہ چیف ایکسٹنڈ اس مشن پر کام کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ لیکن یہ

کام دو اپنے طریقے سے کرے گا۔ عمران نے کہا۔

" لیکن عمران بیٹے۔ بظاہر تو یہ مشن ناممکن لگتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ

صادق چکاری کو بچاتے بچاتے ہم کسی اور سانحہ سے دوچار ہو جائیں۔

۔ سلطان نے کہا تو ان بے اختیار ہنس پڑا۔

ابھی تو آپ اس بات پر زور دے رہے تھے کہ مشن پر کام کیا

جائے۔ اب آپ کو فکر لاحق ہو گئی ہے " عمران نے کہا۔

" وہ ٹھیک ہے لیکن جہادری اور جہارے ساتھیوں کی زندگیاں

بہر حال پاکیشیا اور اس کے گردوزوں عوام کے لئے بھی انتہائی قیمتی

ہیں " سرسلطان نے کہا۔

" اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم سرخرو واپس لوٹیں گے۔

عمران نے کہا تو سرسلطان اٹھ کھڑے ہوئے۔

" ان تعالیٰ جہادری اور جہارے ساتھیوں کی مدد کرے گا۔ خدا

- کیا جوہیا کو بھی آپ ساتھ لے جائیں گے۔ بلیک زیرو نے

کہا۔
نہیں۔ صرف تنویر، کیپٹن شکیل اور صفد، میرے ساتھ جائیں
جئے۔ ہم نے وادی مستکبار پہنچنا ہے عمران نے کہا اور پھر، سید
رکھ کر وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

کافرستان کے پریذیڈنٹ ہاؤس کے خصوصی میٹنگ ہال میں اس
وقت شاگل، مادام ریگھا، لڑکی ایشلی جنس کے چیف کرنل واس کے
ساتھ ساتھ، اور کرنل بھی موجود تھے جو یونیٹارم میں تھے اور ان کے
کاتھدروں پر موجود ستارے سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کا رینک کرنل کا ہے
لیکن شاگل ان سے ذاتی طور پر واقف نہ تھا۔ شاگل کو اچانک سدر کی
طرف سے کال کر کے اس میٹنگ میں شامل ہونے کا حکم دیا گیا تھا اور
شاگل ابھی چند لمبے چیلے ہی پہنچا تھا جبکہ باقی سب لوگ اس سے پہلے
یہاں موجود تھے۔ سب سے پہلے وہ سب خاموش اور انتہائی سنجیدہ انداز میں بیٹھے
ہوئے تھے اس لئے شاگل بھی خاموشی سے بیٹھ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد
میٹنگ روم کا اندرونی دروازہ کھلا اور سدر ممہت اور ان کے چیلے
کافرستان کے وزیراعظم اندر داخل ہوئے اور شاگل اور اس کے ساتھ
موجود سب افساد ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر دونوں فوجی

کرتوں کے ساتھ ساتھ سادہ لباس میں ملبوس کرنل داس تینوں نے فوجی انداز میں سیٹ کئے جبکہ شاگل اور مادام ریکھا نے انتہائی مؤثر بات انداز میں سلام کیا۔

بہنہ صدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور وہ سب دوبارہ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ صدر اور وزیراعظم بھی اپنی اپنی مخصوص کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے۔

یہ انتہائی اہم میننگ ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ کافرستانی مقبوضہ وادی مشکبار میں آزادی کی تحریک چل رہی ہے اور مشکباری پاکیشیا کی درپردہ امداد سے وہاں کامیابیوں پر کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں اور کافرستانی فوج باوجود کوشش کے اس تحریک کو کنٹرول نہیں کر پا رہی اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے یہ تحریک زیادہ تیز اور فعال ہوتی جا رہی ہے۔ اور انہیں زیادہ کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں۔ اگر یہی صورتحال رہی تو جلد ہی کافرستان کو وہاں سے فوج نکالنی پڑے گی اور اس تحریک کی وجہ سے اب بین الاقوامی سطح پر کافرستان کے خلاف دباؤ میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ہم اس بات پر بے حد حیران تھے کہ غیر تربیت یافتہ مشکباری تربیت یافتہ کافرستانی فوج کے خلاف مسلسل اور واضح کامیابیاں کیسے حاصل کر رہے ہیں لیکن پھر ہمیں اصل راز کا علم ہو گیا۔ کافرستانی فوج میں کام کرنے والا ایک مشکباری کرنل جس کا نام صادق چکاری ہے اچانک فوج سے فرار ہو گیا تھا اور پھر اس کا پتہ نہ چل سکا تھا۔ یہ صادق چکاری خصوصی

منصوبہ بندی کا ماہر ہے۔ جب یہ کافرستانی فوج میں تھا تب بھی سرہانہ ہینڈ کہا جاتا تھا۔ ان کامیابیوں کے پیچھے صادق چکاری کا ہاتھ تھا۔ وادی مشکبار میں کام کرنے والی تمام تنظیموں نے مل کر ایک ورکنگ گروپ بنایا ہوا ہے جسے یہ اوگ چکاری گروپ کہتے ہیں۔ اس کا یہ ورکنگ صادق چکاری تھا اور ان تنظیموں کی ساری منصوبہ بندی وہی کرتا تھا۔ اور اس کی منصوبہ بندی کی وجہ سے مشکباریوں کو مسلسل اور بے دریغ کامیابیاں حاصل ہو رہی تھیں اور کافرستانی فوج کو ہر جگہ مشکلات، رکاوٹوں اور پسپائی کا سامنا تھا۔ پھر یہ اطلاع ملی کہ صادق چکاری نے وادی میں کسی جگہ اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا ہے اور وہ وہیں بیٹھ کر تمام تنظیموں کے سربراہوں سے رابطہ رکھتا ہے اور انہیں ہدایات دیتا رہتا ہے۔ پھر یہ اطلاع ملی کہ اس نے کافرستانی فوج کے خلاف کوئی ماسٹر پلان تیار کر لیا ہے اس ماسٹر پلان پر اگر کامیابی سے عملدرآمد ہو گیا تو کافرستان کو ہر صورت میں وادی مشکبار کو چھوڑنا پڑے گا۔ ان تمام اطلاعات کے بعد صادق چکاری کی تلاش انتہائی شدومد سے شروع کر دی گئی۔ ملٹری انٹیلی جنس نے پوری وادی میں اپنے خبرچہوز دیئے۔ مشکباری تنظیموں میں بھی کوشش کر کے چھ آدمی خرید لئے گئے لیکن اس ہیڈ کوارٹر کا پتہ نہ چل رہا تھا۔ پھر اچانک کافرستان کی قسمت نے یادری کی اور ایک خبر نے صادق چکاری کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر لیا۔ یہ ہیڈ کوارٹر گامرگ اور خاپاری کے درمیان واقع پہاڑی سلسلے کے ایک گاؤں مارگا میں بنا ہوا ہے۔ اس علاقے کا

کال کی گئی ہے۔ صدر مہمکت نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ اس گاؤں پر بمباری کر کے اسے تباہ نہیں کیا جاسکتا۔ مادام ریکھانے سب سے پہلے کہا۔

”کیا جاسکتا ہے اور انتہائی آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ہم اس صادق چکاری کو ہر صورت میں زندہ پکڑنا چاہتے ہیں تاکہ اس سے وہ ماسٹر پلان حاصل کیا جاسکے۔ اگر صادق چکاری کو ہلاک کر دیا گیا یا اس کا ہیڈ کوآرڈر تباہ ہو گیا تو پھر یہ ماسٹر پلان ہمیں نہ مل سکے گا۔ اس لئے ہم انتہائی قدم نہیں اٹھا رہے۔“ صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن جناب صدر۔ اگر یہ لوگ بے بس ہو گئے تو پھر یہ خود کشی بھی کر سکتے ہیں اور خود ہی اپنا ہیڈ کوآرڈر تباہ کر سکتے ہیں۔“ شاگل نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ خدشہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ صادق چکاری بچ نکلنے کو بہر حال ترجیح دے گا کیونکہ اس کی جو ہسٹری فون سے ہمیں ملی ہے اس کے مطابق وہ انتہائی ذہین، چالاک اور عیار ادبی ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی منصوبہ بندی کر کے وہاں سے نکلنے کی کوشش کرے گا۔ گو اس نے ٹرانسمیٹر پر یہ دھمکی دی ہے کہ اگر اسلحہ ختم ہو گیا تو وہ مٹا فرستانیوں کے ہاتھ لگنے سے جان و مال زیادہ پسند کرے گا لیکن ہمارے ماہرین کا خیال ہے کہ یہ اس کی طرف سے دھمکی ہے۔ اسے شاید یہ معلوم ہو گیا ہے کہ اس کی ٹرانسمیٹر کال کیج کر لی گئی ہے۔“

محل وقوع عجیب سا ہے۔ اس گاؤں کے گرد ادنیٰ پہاڑیاں ہیں جن پر جنگلات نہیں ہیں اور پہاڑیاں بھی سیدھی اور سہل ہیں۔ اس کا در تک جانے کے لئے ایک تنگ سا دروازہ ہے جس کا نام دروازہ مارگا ہے۔ گاؤں سات آٹھ سو مکانوں پر مشتمل ہے۔ چنانچہ کافرستانی فون نے اس علاقے کو گھیر لیا لیکن گاؤں کے لوگوں نے مزاحمت شروع کر دی اور وہاں سے جو ابی طور پر انتہائی جدید ترین اسلحہ استعمال کیا جا رہا ہے لیکن کافرستانی فون نے اس پورے علاقے کو مکمل طور پر گھیر لیا ہے۔ صادق چکاری کی مزاحمت کو ختم کرنے کے لئے بے دریغ اسلحہ استعمال کیا گیا۔ بے ہوش کر دینے والی گیس بھی بے حد و حساب انداز میں فائر کی گئی لیکن اس مزاحمت کو ختم نہیں کیا جاسکا۔ ہمارے مواصلاتی ماہروں نے اس کے شفیٹ ٹرانسمیٹر کو بھی کیچ کر لیا۔ اس دن اس کی ہونے والی بات چیت بھی سامنے آنے لگی اور اس کے ذریعے یہ اطلاع ملی کہ مارگا گاؤں میں موجود تمام افراد صادق چکاری کے گروپ کے آدمی ہیں اور ان کے پاس ہر قسم کا اسلحہ اور تمام انتظامات موجود ہیں۔ لیکن اب یہ اطلاع ملی ہے کہ ان کے پاس صرف تین روز کا اسلحہ باقی رہ گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ مشہوری تنظیموں نے اس سلسلے میں پاکیشیا سے امداد کی درخواست کی ہے اور پاکیشیا سیکرٹریٹ اس کو صادق چکاری کو بچانے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس اطلاع کی وجہ سے یہ جنگانی مینٹاک

اس لئے اس نے یہ دھمکی دی ہے صدر نے کہا۔

”لیکن جتنا صدر۔ اس دھمکی سے وہ کیا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔
ظاہر ہے اسے اب باہر سے مزید اسلحہ نہیں مل سکتا اور نہ ہی کوئی۔
مل سکتی ہے۔ اس بار کنٹرل داس نے کہا۔

”جو کچھ بھی اس کے ذہن میں ہے۔ ہم بہر حال اسے زندہ پکڑنا
چاہتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ پاکیشیا
سیکریٹ سروس کسی بھی صورت میں وہاں تک نہ پہنچ سکے۔ کیونکہ اگر
وہ لوگ وہاں پہنچ گئے تو پھر ان کا شیطانی ذہن لامحالہ صادق چکاری اور
بچالے جانے کا کوئی نہ کوئی منصوبہ سوچ لے گا۔ آپ لوگ ان دونوں
پوائنٹس کو ذہن میں رکھ کر تجاویز پیش کریں۔ یہ کافرستان کے
مستقبل کا سوال ہے اس لئے جو کچھ بھی کیا جائے خوب سوچ سمجھ کر
کیا جائے۔“ صدر نے کہا تو کمرے میں خاموشی خاری ہو گئی۔

”جتنا۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ان لوگوں کے اسلحہ ختم ہونے کا
انتظار نہیں کرنا چاہئے بلکہ وہاں چھاتہ بردار فوج اتار دی جائے۔“
کنٹرل داس نے کھڑے ہو کر کہا۔

”آپ سب حضرات بیٹھے بیٹھے بات کر سکتے ہیں۔ کھڑے ہونے کی
ضرورت نہیں ہے۔ چھاتہ بردار فوج وہاں اتارنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا
لیکن ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ ان کے پاس ایسا حساس اسلحہ ہے کہ
سینکڑوں چھاتہ برداروں کو وہ فضا میں ہی ہلاک کر سکتے ہیں اور ہم اتنا
بڑا ریسک نہیں لے سکتے۔“ صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جتنا۔ سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ اگر اس شخص صادق چکاری
نے خود کشی کر لی تو پھر ہمارا سارا منصوبہ ناکام ہو جائے گا۔ اس لئے
سب سے پہلے تو ہمیں یہ بات یقینی بنانی ہے کہ اسے زندہ گرفتار کیا
جائے۔ اس کے لئے میرے ذہن میں ایک تجویز ہے کہ ہم اس گاؤں کا
محاصرہ ہٹالیں۔ لازمی بات ہے کہ یہ لوگ وہاں سے ٹکھنے کی کوشش
کریں گے پھر انہیں ایک ایک کر کے پکڑ لیا جائے۔ اس طرح صادق
چکاری کو زندہ گرفتار کیا جاسکتا ہے۔“ مادام ریگھمانے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح اس کے فرار ہونے کے چانس بڑھ جائیں گے
اور اگر اس بار وہ فرار ہو گیا تو پھر کسی صورت ہاتھ نہیں آئے گا۔ فرار
ہونے سے بہتر ہے کہ اسے ہلاک کر دیا جائے تاکہ اس کا ذہن آئندہ
مشکباریوں کے کام نہ آ سکے۔“ اس بار صدر سے پہلے وزیراعظم نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جتنا۔ اگر انہوں نے واقعی پاکیشیا سیکریٹ سروس کو اپنی امداد
کے لئے کال کیا ہے تو پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ ہمارے آدمی پاکیشیا
سیکریٹ سروس کے روپ میں جا کر اس سے ملیں اور اسے گرفتار کر
لیں۔“ ایک فوجی کنٹرل نے کہا۔

”نہیں۔ ایسا ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ انہوں نے لازماً آپس میں
کوڑھٹے کئے ہوئے ہوں گے بلکہ اس طرح تو ہم پاکیشیا سیکریٹ سروس
کو ان کی امداد کرنے کا راستہ خود دے دیں گے۔“ صدر نے یہ تجویز
بھی مسترد کرتے ہوئے کہا۔

دیں گے اور اپنے سب آدمیوں کو ہلاک کر کے خود بھی خود کشی کر لیں گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ انہیں فوری طور پر بمباری کے ذریعے ہلاک کر دیا جائے۔ جہاں تک ماسٹر پلان کے حصول کا تعلق ہے تو یہ کام کسی اور تنظیم کے ایڈر کو پکڑ کر اس سے معلوم کیا جاسکتا ہے کم از کم اس طرح آئندہ کے لئے تو اس صادق چکاری کی منصوبہ بندی سے کافرستان محفوظ ہو جائے گا۔ شاگل نے جواب دیا۔

آپ کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کو یہ مشن سونپا جائے تو یہ مشن آپ کے لئے ناممکن ہو گا۔ صدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ناممکن کوئی چیز نہیں ہوا کرتی جناب صدر۔ نتیجہ ہمیشہ حالات واقعات کے مطابق نکلتا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچ کر کافرستانی فوجیوں میں سے اپنے قدمقامت کے آدمی پکڑ کر ان کا روپ دھارے گی اور اس کے بعد یہ لوگ صادق چکاری سے رابطہ کر کے اسے کہیں گے کہ وہ انہیں گرفتاری دے دے۔ صادق چکاری کو بھی علم ہو گا کہ وہ اصل کافرستانی فوج کو گرفتاری نہیں دے رہا۔ اس لئے وہ بھی آمادہ ہو جائے گا جبکہ یہ اوگ یا تو کافرستانی فوج کو چکر دے دیں گے کہ انہیں یہ احکامات صدر صاحب یا وزیراعظم صاحب کی طرف سے ملے ہیں اور انہوں نے انہیں زندہ گرفتار کر کے صدر صاحب یا وزیراعظم صاحب کے سامنے پیش کرنا ہے اس طرح وہ فوجی ہیلی کاپٹر میں انہیں بٹھا کر وہاں سے نکل جائیں گے اور اس کے بعد آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ کیا ہو گا۔ شاگل نے

جناب سپہاڑی میں سرنگ لگا کر ہمارے آدمی اندر داخل ہو سکتے ہیں اور وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلا سکتے ہیں شاگل نے کہا۔

ان کے پاس انتہائی جدید گیس ماسک موجود ہیں۔ وزیراعظم نے جواب دیا تو سب خاموش ہو گئے۔

کوئی اور تجویز۔ صدر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا لیکن سب خاموش بیٹھے رہے۔

میرے ذہن میں ایک خیال آ رہا ہے کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ان کی مدد کی تو وہ انہیں زندہ باہر نکلنے کے لئے کیا کارروائی کریں گے۔ اگر ہم ایسی کارروائی سوچ لیں تو پھر ہمیں بھی انہیں زندہ گرفتار کرنے کی کوئی تجویز مل جائے گی۔ صدر نے کہا۔ جناب شاگل بتا سکتے ہیں۔ یہ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف ہیں۔ وزیراعظم نے کہا۔

ہاں شاگل صاحب۔ آپ بتائیں۔ اگر یہی صورتحال پاکیشیا میں ہو اور آپ کو انہیں زندہ باہر نکلنے کا مشن دیا جائے تو آپ کیا کرتے۔ صدر نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

جناب۔ میرے خیال کے مطابق جو کچھ آپ چاہتے ہیں ایسا موجودہ حالات میں ناممکن ہے۔ یہ مشکباری ہمارے ہاتھ زندہ آنے کی بجائے موت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس لئے جیسے ہی انہیں یہ یقین ہو جائے گا کہ وہ اب زندہ ہاتھ آجائیں گے وہ اس ہڈ کو اڑ کر کو بھی تباہ کر

کہا تو صدر اور وزیر اعظم دونوں کے چہروں پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔ مادام ریگھا اور کرنل واس بھی حیرت بھرے انداز میں شاگل کو دیکھ رہے تھے کیونکہ شاگل نے جو تجویز پیش کی تھی وہ واقعی انتہائی ذہانت آسیر اور قابل عمل تھی۔ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس اس انداز میں انہیں وہاں سے زندہ نکال لے جانے میں کامیاب ہو سکتی تھی۔

’وری گڈ مسٹر شاگل۔ آپ نے واقعی انتہائی ذہانت سے یہ بات کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایسا ہی کرے گی۔ ہمیں ان کے سابقہ مشنز کی رپورٹس معلوم ہیں۔ یہ لوگ واقعی اسی انداز میں کام کرتے ہیں۔‘ صدر نے تعریف کرتے ہوئے کہا اور شاگل کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

’واقعی جتناب شاگل نے حیرت انگیز طور پر درست منصوبہ بنایا ہے۔ میرے خیال کے مطابق جتناب صدر ہمیں واقعی مسٹر شاگل کی پہلی تجویز پر عمل کرنا چاہئے اور اس صادق چکاری اور اس کے ساتھیوں کو زندہ پکڑنے کی بجائے انہیں ہلاک کر دینا چاہئے۔ ماسٹر پلان کو تو بعد میں بھی ٹریس کیا جاسکتا ہے اور پھر ماسٹر پلان فوری طور پر عمل میں بھی نہیں لایا جاسکتا۔ اس کے لئے لامحالہ کچھ عرصہ انہیں چاہئے۔ اس دوران اسے ٹریس کیا جاسکتا ہے۔‘ وزیر اعظم نے کہا۔

’ٹھیک ہے۔ آپ کی بات درست ہے۔ واقعی ایسا ہونا چاہئے۔‘ وہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم صادق چکاری کو زندہ پکڑنے کے چکر میں رہ جائیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اسے کسی نہ کسی انداز میں نکال کر

لے جائے۔‘ صدر نے کہا اور وزیر اعظم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’جتناب۔ ہمارے لئے کیا حکم ہے۔‘ شاگل نے کہا۔

’جب یہ فیصلہ ہو گیا کہ انہیں تباہ کر دیا جائے تو یہ کام صرف چند منٹوں میں مکمل ہو جائے گا۔ اس لئے اب آپ کی طرف سے کسی اقدام کی ضرورت نہیں رہی۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو آپ سے رابطہ کر لیا جائے گا۔‘ صدر نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کا مطلب تھا کہ سیننگ درخواست کر دی گئی ہے۔ ان کے اٹھتے ہی وزیر اعظم اور باقی افراد بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ اس وقت تک سیننگ ہال میں موجود رہے جب تک صدر اور وزیر اعظم اندرونی دروازے سے واپس نہ چلے گئے۔

’آپ نے انتہائی قابل تحسین انداز میں سیکرٹ سروس کا دفاع کیا ہے مسٹر شاگل۔‘ ایک کرنل نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

’شکریہ۔‘ شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’آج کا دن تو شاگل کا دن ہے۔ انہوں نے صدر صاحب اور وزیر اعظم صاحب کو اپنا فیصلہ تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا۔‘..... مادام ریگھا نے مسکراتے ہوئے کہا تو شاگل نے اس کا بھی شکریہ ادا کیا اور پھر وہ سب بھی مخصوص دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

چکاری نے اچھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس ہماری مدد کے لئے آرہی ہے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ وہ لوگ کہاں ہماری مدد کس طرح اور کس انداز میں کریں گے۔“ ارسلان نے کہا۔

”میں نے ان کی بے حد تعریفیں سنی ہیں لیکن موجودہ حالات ایسے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ وہ کچھ بھی نہ کر سکیں گے۔ ہمیں خود ہی کچھ سوچنا پڑے گا۔“ صادق چکاری نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک ایک سائیڈ پر موجود مستطیل شکل کی مشین سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو وہ تینوں چونک پڑے۔ ارسلان تیزی سے اٹھ کر مشین کی طرف گیا اور اس نے اس کا ایک ہین دبا دیا۔

”ہیلو ہیلو۔“ میں علی عمران بول رہا ہوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نیم کالیڈر۔ صادق چکاری سے میری بات کرائی جائے۔ ادور۔“ ایک آواز سنائی دی تو صادق چکاری اٹھا اور مشین جو دراصل ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا، کے قریب پہنچ کر بیٹھ گیا۔

”ہیلو۔“ میں صادق چکاری بول رہا ہوں۔ ادور۔“ صادق چکاری نے کہا۔

”صادق چکاری صاحب۔ اس ٹرانسمیٹر کی کال کیج کی جارہی ہے۔ آپ کافرستانی فوج میں رہے ہیں اس لئے آپ میری بات سمجھ سکتے ہیں۔ آپ تھری ایکس کو فارٹی ایکس میں تبدیل کر کے مجھ سے بات کریں۔ ادور اینڈ آل۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور صادق چکاری

قدرتی انداز میں بنے ہوئے ایک تہہ خانے فنا کرے میں مجھے ہوئے فرش پر تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے جن میں سے ایک لمبے قد اور ہماری جسم کا آدمی تھا جبکہ دو آدمی درمیانے قد اور دبلے پتلے جسم کے مالک تھے۔ ان تینوں کے چہروں پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ لمبے قد اور ہماری جسم کا آدمی صادق چکاری تھا جبکہ دوسرے دو اس کے ساتھی تھے۔ اس کے نائب۔ ان میں سے ایک کا نام ارسلان اور دوسرے کا نام امد علی تھا۔

”کچھ سوچیں جناب۔ اب تو اسلحہ بہت کم رہ گیا ہے۔“..... احمد علی نے صادق چکاری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”زندگی میں پہلی بار سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا ہوں لیکن کوئی تجویز سمجھ میں نہیں آرہی کہ آخر کس طرح یہاں سے نکلا جائے۔ ابھی تو کافرستانی فوج مجھے زندہ پکڑنا چاہتی ہے۔ اگر انہوں نے گاؤں تباہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تو پھر انہیں چند منٹ لگیں گے۔“ صادق

بے اختیار چونک پڑا

”اوہ۔ اوہ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ واقعی“ صادق چکری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین کو آف کیا اور اس کے بعد اس پر موجود مختلف تابوں کو دائیں بائیں مخصوص انداز میں گھمانا شروع کر دیا۔ ان تابوں کے اوپر لگے ہوئے ڈائلوں میں سونیاں حرکت کرنے لگیں اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے ایک بٹن آن کیا تو مشین سے ایک بار پھر سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ چند لمحوں بعد سیٹی کی آواز نکلنا بند ہو گئی اور ایک سرخ رنگ کا بلب بھی جل اٹھا۔

”ہیلو، ہیلو۔ صادق چکری کالنگ۔ اور۔“ صادق چکری نے ایک اور بٹن دباتے ہوئے کہا۔

”یس علی عمران بول رہا ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے نہ صرف میری بات سمجھ لی ہے بلکہ اس پر عمل بھی کر لیا ہے۔ اب میری بات غور سے سنیں۔ آپ کے گرد کافرستانی فوج کا سخت ترین گھیرا ہے اور وہ لوگ کسی بھی لمحے آپ کو زندہ پکڑنے کا فیصلہ تبدیل کر سکتے ہیں جبکہ ہمیں آپ تک پہنچنے میں بہر حال وقت لگ جائے گا اور آپ تک پہنچنے کے بعد بھی ہمیں کافرستانی فوج کا گھیرا توڑنے اور آپ کو زندہ باہر نکلنے کے لئے کافی وقت چاہئے۔ اس لئے سب سے پہلے آپ اپنا تحفظ کریں۔ مجھے آپ کے گاؤں اور اس کے گرد پہاڑیوں کے سلسلے میں ایک تفصیلی نقشہ دیا گیا ہے اور مجھے اس گاؤں میں پہلے رہنے والے ایک آدمی سے بھی ملوایا گیا ہے۔ میں نے اپنے طور پر جو کچھ معلوم کیا

ہے اس کے مطابق آپ کے پاس وہاں سے خاموشی سے نکل جانے کا ایک راستہ موجود ہے۔ اور۔“..... دوسری طرف سے علی عمران نے کہا تو صادق چکری اور اس کے دونوں ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ وہ تو کئی روز سے اس پوائنٹ پر سوچ سوچ کر تھک گئے تھے لیکن یہ علی عمران بتا رہا تھا کہ اس نے صرف نقشہ دیکھ کر راستہ تلاش کر لیا ہے۔

”آپ تفصیل بتائیں جناب تاکہ ہم بھی سمجھ سکیں۔ اور۔“ صادق چکری نے کہا۔

”آپ کے آدمی تنگ درے مارگا پر موجود ہیں۔ انہوں نے اس راستے سے کافرستانی فوجوں کو اندر داخل ہونے سے روکا ہوا ہے جبکہ اس درے کی دونوں چوٹیوں پر کافرستانی فوج کا قبضہ ہے اور انہوں نے وہاں بھاری مشین گنیں نصب کر رکھی ہیں جن کی مسلسل فائرنگ کی وجہ سے آپ کے آدمی تیزی سے شہید ہو رہے ہیں۔ اس درے کے باہر بھی کافرستانی فوج موجود ہے اور وہ بھی باقاعدہ فائرنگ کر رہی ہے تاکہ آپ کو باہر نکلنے سے روکا جاسکے۔ میں درست کہہ رہا ہوں ناں۔ اور۔“..... علی عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ لیکن اس سے ہمارے باہر نکلنے کا راستہ آپ کو کیسے مل گیا۔ اور۔“..... صادق چکری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ ایسا کریں کہ اس درے کی مشرقی پہاڑی کو سپیشل ایکس بمبوں سے اڑا دیں۔ اس پہاڑی کے اڑتے ہی اس کے اوپر موجود

کافرستانی فوج کا دست بھی ہلاک ہو جائے گا اور ان کی لاشیں لامحالہ نیچے آگریں گی۔ اس کے ساتھ ہی آپ میزائلوں سے مغربی پہاڑی پر موجود بھاری مشین گنوں کو نشانہ بنائیں۔ اس طرح مشین گنوں کا فائر کچھ وقت کے لئے رک جائے گا اور کافرستانی فوجیوں کو مشرقی پہاڑی پر نیا پوائنٹ بنانے میں بہر حال ایک ڈیڑھ گھنٹہ لگ جائے گا۔ اس ایک ڈیڑھ گھنٹے سے آپ فائدہ اٹھائیں اور اس تباہ شدہ مشرقی پہاڑی پر چڑھ جائیں اور چوٹی پر پہنچ کر چھپ جائیں۔ اپنے ساتھ زیادہ سے زیادہ ایک یا دو آدمی لے جائیں۔ آپ کے باقی ساتھی ویسے ہی کافرستانی فوجیوں سے لڑتے رہیں۔ چوٹی پر پہنچ کر آپ پتھروں کی اوٹ لے لیں۔ جب کافرستانی فوجی نیا اڈہ بنانے کے لئے وہاں پہنچیں تو آپ ان میں سے اپنی تدوین کے آدمی منتخب کر کے انہیں ہلاک کریں اور ان کی یونیفارمز پہن لیں اور اس طرح دوسری طرف اتر جائیں جیسے آپ ان کے ساتھی ہوں۔ چونکہ ان کے تصور میں بھی نہ ہوگا کہ ایسا ہو سکتا ہے اس لئے وہ فوری طور پر آپ پر شک نہ کر سکیں گے۔ پہاڑی سے نیچے اترنے کے بعد آپ بڑی آسانی سے کھلی جگہ پر کہیں بھی چھپ سکتے ہیں اور کسی طرف بھی فرار ہو سکتے ہیں۔ آپ کافرستانی فوج میں بھی رہتے ہیں اس لئے یہ آپریشن آپ کے لئے مشکل ثابت نہ ہوگا۔

اور علی عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ واقعی ایک قابل عمل تجویز ہے۔ گو اس کی راہ میں کافی رکاوٹیں ہیں لیکن پھر بھی اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔“

اور ”صادق چکاری نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ مشن مکمل کریں۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ آپ کی ہلاکت کا فیصلہ کر لیں اور ہاں۔ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ زیر و فانیو ٹرانسمیٹر لے جائیں۔ اس زیر و فانیو کے ٹرانسمیٹر کے پینٹک حصے کے درمیان ایک باریک سا سوراخ ہوتا ہے۔ اگر آپ اس سوراخ میں سونی پن ڈال کر اسے تین بار دائیں اور چار بار بائیں طرف گھمائیں گے تو یہ زیر و فانیو ٹرانسمیٹر پاکیشیائی خلائی ٹرانسمیٹر کی سپیشل ون فریکوئنسی پر کال نشر کرنا شروع کر دے گا اور اس فریکوئنسی پر آپ سے سب رابطہ ہو سکے گا۔ اس طرح کافرستانی فوج اسے کیچ نہ کر سکے گی آپ مشن مکمل ہوتے ہی اس فریکوئنسی پر مجھ سے رابطہ کریں گے۔ میں اس دوران وہاں پہنچ چکا ہوں گا۔ پھر ہم آپ کو ٹریس کر کے وہاں سے کسی بھی صورت میں ساتھ لے جائیں گے۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ انشا۔ اللہ ایسا ہی ہوگا۔ خدا حافظ۔ اور اینڈ آل۔“

صادق چکاری نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”جلدی کرو۔ ہمیں فوری طور پر اس منصوبے پر عمل کرنا ہے۔ تم دونوں میرے ساتھ جاؤ گے۔ جلدی کرو۔ کمانڈر عبدالرحیم کو بلاؤ تاکہ میں اسے ہدایات دے سکوں۔“ صادق چکاری نے کہا اور احمد علی تیزی سے دوڑتا ہوا اس تہ خانے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

میں پہنچ جائیں گے اس کے بعد صادق چکاری اور اس کے ساتھیوں کی آزادی کے لئے وہاں کے حالات دیکھ کر مشن مکمل کریں گے۔ اس وقت یہ چاروں اس مکان کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان چاروں نے مقامی میک اپ کر رکھا تھا اور ان کے جسموں پر بھی مقامی لباس تھے۔

• عمران صاحب۔ آپ نے مارگا گاؤں پہنچنے کے لئے طویل راستہ تجویز نہیں کیا۔ صفدر نے کہا۔

• تمہیں حالات کا علم نہیں ہے صفدر۔ اس وقت پوری مقبوضہ وادی مشکبار میں فوجی ہیلی کاپٹروں کو انتہائی سختی سے چیک کیا جا رہا ہے اور باقاعدہ خصوصی کوڈ تیار کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ زمینی راستوں پر بھی انتہائی سخت چیکنگ کی جا رہی ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ چیکنگ اور سختی اچانک شروع ہوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں بہر حال یہ اطلاع مل چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس صادق چکاری اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑانے کے مشن پر کام کر رہی ہے اور یہ ساری چیکنگ ہمیں روکنے کے لئے کی جا رہی ہے اور ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک تو عبداللہ تھا جو انہیں اس مکان میں لے آیا تھا اور جس نے یہاں سے انہیں نکال کر باشن لے جانا تھا۔ یہ مشکباری مجاہد تھا جبکہ دوسرا آدمی بھی مقامی تھا۔ وہ اوجیر عمر تھا۔

آزاد وادی مشکبار کے ایک علاقے وادی چنار کے ایک چھوٹے سے گاؤں کے ایک نیم پخت مکان میں عمران اپنے ساتھیوں صفدر، کیمینر شکیل اور تنویر کے ساتھ موجود تھا۔ وہ ابھی چند لمحے پہلے ہی یہاں پہنچے تھے۔ پاکیشیا سے وہ ایک فوجی ہیلی کاپٹر کے ذریعے پہلے آزاد وادی مشکبار کی ایک فوجی چھاؤنی میں پہنچے اور پھر وہاں سے ایک جیپ کے ذریعے انہیں یہاں پہنچا دیا گیا تھا۔ یہ گاؤں مقبوضہ وادی مشکبار کی سرحد پر تھا اور پروگرام کے مطابق انہوں نے رات کو یہاں سے ایک آدمی کی رہنمائی میں ایک خفیہ راستے سے سرحد میں داخل ہو کر مقبوضہ وادی مشکبار کے ایک سرحدی گاؤں باشن پہنچنا تھا۔ جہاں سے وہ کافرستانی فوج کی یونیفارمز میں اس گاؤں کے قریب واقع ایک چھوٹی فوجی چھاؤنی میں داخل ہو کر وہاں کے آفیسرز کا میک اپ کر کے فوجی ہیلی کاپٹر میں مارگا گاؤں کے قریب بنی ہوئی عارضی فوجی چھاؤنی

ہے وہ وہاں موجود ہے۔ اس سے خصوصی ٹرانسمیٹر کے ذریعے رابطہ ہو سکتا ہے۔“ عبداللہ نے جواب دیا۔

”کیا یہ کال ہٹیک نہ ہو جائے گی؟“ عمران نے کہا۔

”جی نہیں۔ یہ فلکسڈ فریکوئنسی کا خصوصی ٹرانسمیٹر ہے۔“ عبداللہ نے کہا۔

لیکن وہ تو دوسرے فوجیوں کے ساتھ موجود ہوگا۔ اس طرف وہ بات نہ کر سکے گا۔“ عمران نے کہا۔

”کال ہوتے ہی اس کی ظانی پر موجود گھڑی میں موجود پن اسے جھنجھٹا دے گا۔“ وہ جانے لگا اور وہ سمجھ جانے لگا کہ کال آرہی ہے پھر وہ خود ہی غلیچہ ہٹا کر کال کر لے گا۔“ عبداللہ نے کہا۔

اد کے۔ لے اؤ وہ ٹرانسمیٹر اور میری اس سے بات کر اؤ اور رحمت علی۔ تم چاہو تو جا سکتے ہو۔ عبداللہ اسے انعام دے دینا۔ اس نے ہماری کافی مدد کی ہے۔“ عمران نے کہا اور عبداللہ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں ہی کمرے سے باہر چلے گئے۔

”کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ اس آدمی سے بات چیت کے بعد کافی پریشان ہو گئے ہیں۔“ ... صفدر نے کہا۔

”عمران صاحب کی پریشانی درست ہے۔ میں نے بھی جو کچھ سنا ہے اس کے مطابق وہاں مشن کی تکمیل تقریباً ناممکن ہے۔“ کیپٹن تشکیل نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عبداللہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک فلکسڈ فریکوئنسی کا مخصوص ساخت کا

جواب۔ یہ رحمت علی ہے۔ یہ اس مارگا گاؤں کا رہنے والا ہے۔ وہاں گرد پھینک کر اور نہ بننے کے بعد یہ وہاں سے یہاں آگیا تھا۔ میں اسے ساتھ لے آیا ہوں کیونکہ یہ اس علاقے کے ایک ایک چپے کو جانتا ہے اور یہ انتہائی با اعتماد آدمی ہے۔“ عبداللہ نے اپنے ساتھ آنے والے اوجیز عمر آدمی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ ایسے آدمی کی مجھے اشد ضرورت تھی۔ آؤ بیٹھو رحمت علی۔“ عمران نے کہا اور رحمت علی سلام کر کے عمران کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”آپ اس سے باتیں کریں۔ میں آپ کے کھانے کا انتظام کر لوں۔“ عبداللہ نے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے جیب سے ایک تہہ شدہ نقشہ نکالا اور اسے میز پر بچھا دیا۔ اس کے بعد اس نے رحمت علی سے نقشے کو سمجھنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد اس نے رحمت علی سے اس گاؤں اور اس کے ارد گرد کے علاقے کے بارے میں سوالات شروع کر دیے رحمت علی واقعی وہاں کے چپے چپے سے واقف تھا اور جیسے جیسے وہ جواب دیتا گیا عمران کے ہرے پر پریشانی کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔ اسی لمحے عبداللہ اندر داخل ہوا۔

”عبداللہ۔ کیا تمہیں کافرستانی فوج کے گھیرے کے بارے میں تفصیلات کا علم ہے؟“ عمران نے عبداللہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے تو نہیں ہے البتہ ایک آدمی جو کافرستانی فوج میں ہمارا منبر

سے گاؤں کے گرد کافرستانی فوجیوں کے گھیرے کے بارے میں تفصیلی معلومات سوالات کر کے حاصل کرنا شروع کر دیں۔ کافی دیر تک وہ تفصیلی بات چیت کرتا رہا۔ پھر اس نے شکریہ کہہ کر ادور اینڈ آل کہا اور عبداللہ نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”صفدر۔ بیگ میں سے وہ شخصو صی ٹرانسمیٹر نکالو۔“ عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر اٹھ کر ایک طرف موجود الماری کی طرف بڑھ گیا جس میں ان کے بیگ موجود تھے جس میں ضروری سامان اور خصوصی ساخت کا اسلحہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اس میں سے ایک چپٹا سا باکس نکال لایا اور اس نے باکس عمران کے ہاتھ میں دے دیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

”عبداللہ۔ تم کھانے کا انتظام کرو۔ بھوک اب کافی چمک اٹھی ہے۔“ عمران نے کہا تو عبداللہ سر ملاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

”صفدر۔ دروازے کے باہر جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کال کے بارے میں عبداللہ کو بھی معلوم نہ ہو۔“ عمران نے صفدر سے کہا تو صفدر سر ملاتا ہوا اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے باکس پر موجود ایک سوئی کو گھمایا اور پھر ایک بن پر پریس کر دیا۔ اس بن کے اوپر موجود ایک بلب تیزی سے جلنے لگا۔ بعد لکھنؤ کے بعد مسلسل جلنے لگا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ میں علی عمران بول رہا ہوں پاکیشیا سیکرٹ سروس

ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے عمران کے ساتھ کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس کا بن آن کر دیا اور اس پر ایک چھوٹا سا بلب مسلسل جلنے لگا۔ عبداللہ خاموش بیٹھا اس بلب کو جلتے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد بلب ایک جھماکے کے بعد مسلسل جلنے لگا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی تو عبداللہ نے اس کا ایک اور بن پریس کر دیا۔

”ہیلو۔ عبداللہ بول رہا ہوں بی اے سی۔ تھرنی دن۔ اور۔“

عبداللہ نے کہا۔

”یس۔ بی اے سی۔ ایون دن بول رہا ہوں۔ اور۔“

”طرف سے ایک آواز ستائی دی لیکن بولنے والے کا لہجہ ایسے تھا جیسے آواز دبا کر سرگوشی کے انداز میں بات کر رہا ہو۔“

”ایون دن۔ تمہیں معلوم ہے کہ سورج مشرق سے نکلنے والا ہے اور۔“ عبداللہ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ اس کے متعلق کوڈ بنایا گیا ہے۔

”ہاں اور اس کی اطلاع یہاں بھی پہنچ چکی ہے۔ اس لئے ہر طرف نگرانی سخت کر دی گئی ہے۔ اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”سورج سے بات کرو اور وہ جو کچھ پوچھیں درست جواب دے اور۔“ عبداللہ نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ اور۔“ دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے : جواب دیا گیا۔ شاید یہ بات ایون دن کے تصور میں بھی نہ تھی عمران کی اس سے براہ راست گفتگو ہوگی اور پھر عمران نے ایون

کی نسیم کا لیڈر۔ صادق چکری سے میری بات کرائی جائے۔ اور۔۔۔
عمران نے کہا۔

ہیلو۔ میں صادق چکری بول رہا ہوں۔ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد
ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

صادق چکری صاحب۔ اس ٹرانسمیٹر کی کال کیج کی جا رہی ہے۔
آپ کا فرستانی فوج میں رہے ہیں اس لئے آپ میری بات سمجھ سکتے

ہیں۔ آپ تھری ایکس کو فائرٹی ایکس میں تبدیل کر کے مجھ سے بات
کریں۔ اور اینڈ آل۔۔۔ عمران نے کہا اور بٹن آف کر کے باکس کو

میں پورکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی بلب ایک بار پھر جلنے بجھنے لگا تو عمران
کے چہرے پر مسکراہٹ رنگ گئی۔ کیونکہ صادق چکری نے جس

طرح اس کی بات سمجھ لی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ واقعی انتہائی
ذہین آدمی ہے۔ گو عمران نے اسے حوالہ کا فرستانی فوج کا دیا تھا لیکن

کوڈ اس نے اکیڑ بیس فوج کے خصوصی ایس ایس کا دیا تھا۔ اسے
معلوم تھا کہ اس فریکوئنسی کو یہاں کیج نہیں کیا جاسکتا تھا اور صادق چکری کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ

چکری نے اس کی بات سمجھ کر اس مخصوص فریکوئنسی پر کال کی تھی۔ ایک کوشش کر لینی چاہئے ہو سکتا ہے کہ صادق چکری نکل جانے
میں کامیاب ہو جائے ورنہ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ہمارے

۔۔۔ ہیلو ہیلو۔ صادق چکری کانٹنگ۔ اور۔۔۔ صادق چکری کا وہاں پہنچنے سے پہلے وہ گاؤں کو تباہ کرنے کا فیصلہ کر دیں گے۔ عمران
آواز سنائی دی تو عمران نے اسے گاؤں سے نکل جانے کا ایک راستہ

بتانا شروع کر دیا۔ وہ بڑی تفصیل سے بات کر رہا تھا۔ کافی دیر تک
بات کرنے کے بعد جب صادق چکری نے اس تجویز پر فوری

عمل پھر ہمارے وہاں جانے کا کیا فائدہ۔۔۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے

کرنے کا وعدہ کر لیا اور خدا حافظ اور اور اینڈ آل کے الفاظ کہہ دیئے تو
عمران نے باکس پر موجود بٹن آف کر دیا۔

عمران صاحب۔ کیا صادق چکری اس مشن پر عمل کر لے گا۔
کیپٹن شکیل نے کہا۔

یہ مشکل ضرور ہے لیکن بہر حال اس پر کوشش کی جاسکتی ہے۔
عمران نے کہا۔

لیکن آپ اسے فوری طور پر کیوں نکالنا چاہتے ہیں۔ کیا واقعی
کا فرستانی فوج اس گاؤں کو تباہ کرنے کا سوچ رہی ہے اور آپ کو کیسے

اطلاع مل گئی۔ کیپٹن شکیل نے حیرت خیز لہجے میں کہا۔
اس ایونٹ دن سے جو تفصیل معلوم ہوئی ہے۔ اس کے بعد یہ

سوچا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ کسی طرح بھی زندہ صادق چکری کو نہیں
پکڑ سکتے اور انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اطلاع بھی مل

چکی ہے۔ اس لئے کسی بھی لمحے وہ اس پورے گاؤں کو تباہ اور صادق
میں کامیاب ہو جائے ورنہ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ہمارے

پہنچنے سے پہلے وہ گاؤں کو تباہ کرنے کا فیصلہ کر دیں گے۔ عمران
آواز سنائی دی تو عمران نے اسے گاؤں سے نکل جانے کا ایک راستہ

بتانا شروع کر دیا۔ وہ بڑی تفصیل سے بات کر رہا تھا۔ کافی دیر تک
بات کرنے کے بعد جب صادق چکری نے اس تجویز پر فوری

عمل پھر ہمارے وہاں جانے کا کیا فائدہ۔۔۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے

کہا۔ یہ تو ایک امکانی تجویز تھی جو میں نے اسے دے دی ہے۔ اگر ہم نکل گیا تو ٹھیک۔ ورنہ ہم وہاں پہنچ کر کوئی اور تجویز سوچیں گے۔
عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے صفدر اندر آگیا۔
”عبداللہ نے کہا ہے کہ کھانا تیار ہو گیا ہے۔ کیا اسے کہہ دوں کہ لے آئے۔۔۔“ صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

شاگل سیکرٹ سروس کے مخصوص ہیلی کاپٹر میں سوار کافرستان کے دارالحکومت سے مقبوضہ مشکبار کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے چار فوجی ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر تھے جن میں شاگل کے ایکشن گروپ کے دس افراد سوار تھے۔ چونکہ فوجی ہیلی کاپٹر آرام دہ نہیں ہوتے تھے اس لئے شاگل نے اپنے لئے سیکرٹ سروس کا ہیلی کاپٹر ہی منتخب کیا تھا۔ وہ اس وقت پائلٹ کی سائیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹ پر ایک نوجوان موجود تھا۔ یہ رام چندر تھا۔ شاگل کا نیا اسسٹنٹ۔ رام چندر ملٹری انٹیلی جنس میں کیپٹن تھا کہ ایک مشن کے دوران اسے ملٹری انٹیلی جنس سے عارضی طور پر سیکرٹ سروس میں شفٹ کیا گیا اور پھر اس کی کارکردگی اور ذہانت دیکھ کر شاگل نے صدر مملکت سے کہہ کر رام چندر کو مستقل طور پر سیکرٹ سروس میں شفٹ کرا لیا تھا۔ رام چندر بہادر، دلیر اور ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ شاگل کی کمزوری

سے اچھی طرح واقف ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ شاگل کا ادب اس طرح کرتا تھا جیسے سر یہ کسی پیر کا کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ شاگل کو وہ پسند آگیا تھا اور اس نے اسے سیکرٹ سروس میں شفٹ کر کے اپنا نمبر نو بنایا تھا۔ گو سدر مملکت نے مینگ برخواست کرنے سے پہلے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ کانفرستانی فوج کے ذریعے گاؤں تباہ کر دیا جائے گا لیکن شاگل نے اپنے آفس واپس پہنچنے پر فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنے ایکشن گروپ کے ساتھ وہاں جانے گا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی لامحالہ وہاں پہنچیں گے اور اب وہ صادق چکری کو موت کے علاوہ وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کا شکار کرنا چاہتا تھا۔

باس۔ یہ صادق چکری کسی بم پروف تہ خانے میں نہ رہتا ہو۔ اچانک عقی سیٹ پر بیٹھ ہوئے رام چندر نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

”بم پروف تہ خانے میں۔ یہ خیال تمہیں کیسے آگیا۔ کیا تم اس گاؤں میں گئے ہو۔“ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے لفظ ہیڈ کوارٹر سے اندازہ لگایا ہے باس۔ اب عام سے لکڑی کے مکان میں تو ہیڈ کوارٹر نہیں بنایا جاسکتا۔“ رام چندر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ ہو۔ بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر تو گاؤں تباہ ہو جانے کے باوجود بھی وہ بچ جائے گا۔ چلو ٹھیک ہے۔ اب ہم جا تو رہے ہیں۔ اسے چمک کر لیں گے۔“ شاگل نے کہا اور رام چندر

نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”باس۔ کیا علی عمران بھی وہاں آئے گا۔“ رام چندر نے پتند لہجے

تھاموٹھ رہنے کے بعد کہا۔

”ہاں۔ کیوں۔“ شاگل نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”میں چاہتا ہوں باس کہ اس عمران کی موت میرے ہاتھوں سے آئے۔“ رام چندر نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ میرے ہاتھوں میں مہندی لگی ہوئی ہے یا تمہارے ہاتھ مجھ سے زیادہ طاقتور اور مضبوط ہیں۔ تم نے یہ بات کیسے کی۔ تم مجھے سر سید کرنا چاہتے ہو۔ تمہیں ایسا سوچنے کی جرأت ہی کیسے ہوئی۔“ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ بات نہیں ہے باس۔ دراصل عمران آپ کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ تو اس کی قسمت تھی کہ وہ اب تک آپ کے ہاتھوں سے بچتا رہا ہے۔ ورنہ آپ کے ہاتھوں سے تو موت بھی نہیں بچ سکتی۔ میں تو اس لئے کہہ رہا تھا کہ اس کا آپ کے ہاتھوں مرنا اس کے لئے اعزاز کا باعث ہوگا۔“ رام چندر نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ شاگل کا پوری طرح مزاج شناس ہو گیا تھا اس لئے اب وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں شاگل کو ہینڈل کر لیا کرتا تھا۔

”اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ پھر تم نے درست سوچا ہے۔ واقعی اس کی

میرے مقابل کوئی مشیت نہیں ہے۔ چلو ٹھیک ہے۔ تم اسے ہلاک کر دینا۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ شاگل نے بڑے مطمئن اور نرم لہجے میں کہا اور عقبن نشست پر بیٹھا ہوا رام چندر بے اختیار مسکرا دیا۔

مار گا گاؤں تک پہنچنے میں اور کتنا وقت لگے گا۔ تمہاری در بعد شاگل نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

جتناب۔ چار پانچ گھنٹے مزید لگ جائیں گے۔ پائلٹ نے استہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ پھر تو ابھی کافی وقت ہے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ میں جیٹ جہاز پر سفر کر لیتا۔ شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن رام چندر اور پائلٹ دونوں ہی خاموش رہے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ شاگل کی بات کا کوئی بھی جواب دینا اپنے آپ کو عذاب میں ڈالنے کے مترادف تھا۔ اس لئے انہوں نے خاموشی میں ہی عافیت سمجھی حالانکہ یہ بات دونوں ہی جانتے تھے اور شاگل بھی جانتا تھا کہ جیٹ جہاز سے وہ وادی کے بڑے اڈے پر اترنے اور پھر وہاں سے انہیں جیسوں پر سوار ہو کر مار گا گاؤں پہنچا پڑتا اور پہاڑی سفر ہونے کی وجہ سے اس سے زیادہ وقت لگ جاتا جتناب ہیلی کاپٹر کے ذریعے لگتا تھا۔ ان کا سفر جاری تھا کہ اچانک خصوصی ٹرانسمیٹر کی سیٹی سنائی دینے لگی تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر۔ اسے موجود خصوصی ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

ہیلو ہیلو۔ تمہری ایس کالنگ۔ اور۔ بٹن آن ہوتے ہی ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

ہیں۔ شاگل بول رہا ہوں۔ اور۔ شاگل نے جواب دیا کیونکہ تمہری ایس کافرستان سیکرٹ سروس کا ہی رکن تھا جو پہلے سے مار گا گاؤں کے قریب موجود تھا۔

باس۔ گاؤں میں موجود افراد نے جنگ درے کی مشرقی پہاڑی کو استہائی طاقتور بموں سے اڑا دیا ہے اور انہوں نے باہر موجود فوج پر بھی استہائی خوفناک میزائلوں کی بارش کر دی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے وہ پاگل ہو گئے ہوں۔ آپ نے چونکہ حکم دیا تھا کہ کوئی بھی غیر معمولی بات ہو تو آپ کو فوراً رپورٹ دی جائے اس لئے کال کر رہا ہوں۔ اور۔ تمہری ایس نے کہا۔

کیا ابھی گاؤں پر بمباری کا حکم نہیں دیا گیا اور۔ شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

نہیں جتناب۔ ابھی تو معمول کی فائرنگ جاری ہے۔ اور۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

ٹھیک ہے۔ میں ان سے خود بات کرتا ہوں۔ اور اینڈ آل۔ شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر تیزی سے اس پر ایک نئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ ہیلو ہیلو۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل کالنگ

کر تل شوالا۔ اور۔ شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

میں۔۔۔ کر تل چوپڑہ بول رہا ہوں ماؤ نشین ایٹ سے۔ اور۔ چند لمحوں بعد ایک اواز سنائی دی۔

میں نے کر تل شوالا کو کال کیا ہے۔ اس سے میری بات کراؤ۔ اور۔ شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

دو ملٹری ایکشن میں مصروف ہیں جناب۔ اس وقت وہ ٹرانسمبر تک نہیں آسکتے۔ آپ نے جو کچھ کہنا ہے مجھے بتا دیں۔ ان تک پہنچا جائے گا۔ اور۔ کر تل چوپڑہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیا ابھی تک حکومت کی طرف سے مارگا گاؤں پر بمباری کا فیصلہ نہیں ملا کر تل شوالا کو۔ اور۔ شاگل نے کہا۔

نہیں جناب۔ پرائم منسٹر صاحب نے کر تل شوالا سے اس بارے میں ڈسکس کی تھی۔ کر تل صاحب نے انہیں یقین دلایا ہے کہ مشکباریوں کی جدوجہد اب دم توڑ رہی ہے اس لئے بمباری کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ویسے ہی انہیں گرفتار کر لیں گے۔ اور۔ کر تل چوپڑہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن مجھے تو اطلاع ملی ہے کہ ان گاؤں والوں نے درے کی کوا پہاڑی اڑادی ہے اور اب وہ فوج پر میزائل فائر کر رہے ہیں۔ جبکہ کہہ رہے ہو کہ ان کی جدوجہد ختم ہوتی جا رہی ہے۔ اور۔ شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

میں۔۔۔ آپ کو درست اطلاع ملی ہے لیکن یہ ان کے پاس آفری اختیار تھے۔ ہم چونکہ جھٹ سے ان انتہیادوں کے بارے میں جانتے تھے اس لئے ہم نے اس سلسلے میں انتظامات کر رکھے تھے۔ جہاں تک مشرقی پہاڑی والی بات ہے تو اس سے سوائے چند بھاری مشین گنوں اور بیس پگچیں جوانوں کی ہلاکت کے اور کوئی نقصان نہیں ہوا اور وہاں اب دوبارہ پوسٹ قائم کی جا رہی ہے کر تل شوالا بھی اسی سلسلے میں مصروف ہیں۔ اور۔ کر تل چوپڑہ نے جواب دیا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تمہارے پاس کیا اطلاع ہے۔ اور۔ شاگل نے ایک اور رخ پر بات کرتے ہوئے کہا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اطلاعات مل چکی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایک ٹیم جس میں چار افراد شامل ہیں ایک فوجی ہیلی کاپٹر کے ذریعے دارالحکومت سے پاکیشیا کی وادی مشکبار کی ایک چھاؤنی میں پہنچے ہیں۔ اس کے بعد ان کے بارے میں اطلاع نہیں مل سکی۔ لیکن ہم نے یہاں ان سے نشیے اور انہیں پکڑنے اور ہلاک کرنے کے بہت سخت انتظامات کر لئے ہیں۔ اور۔ کر تل چوپڑہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

او کے۔ ٹھیک ہے۔ میں بھی پہنچ رہا ہوں۔ پھر انہیں تو میں خود ہی سنبھال لوں گا۔ اور ایٹڈ آل۔۔۔ شاگل نے اس بار مطمئن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیر آف کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

اس نے اپنی بچی کچی پوری طاقت خرچ کر کے اس کریم کا راستہ ایک چٹان کو دھکیل کر بند کر دیا۔ اس طرح اب اس کے پیچھے آنے والے فوجی اس کریم کے راستے اس تک نہ پہنچ سکتے تھے اور انہیں اسے تلاش کرنے کے لئے ایک لمبا جھکڑ کاٹ کر دوسری طرف آنا پڑتا۔ اس لئے صادق چکاری کو کچھ وقفہ مل گیا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ گاؤں کے چاروں طرف چپے چپے پر کافرستانی فوجی پھیلے ہوئے ہیں اور ان کا گھیرا توڑ کر نکل جانا اس کے لئے اس حالت میں تقریباً ناممکن تھا۔ اس لئے اس کی فوری خواہش یہی تھی کہ وہ کوئی ایسی پناہ گاہ تلاش کر لے جہاں وہ چھپ سکے تاکہ کچھ طاقت بحال ہو جانے پر وہ یہاں سے نکل جانے کے بارے میں منصوبہ بندی کر سکے اور پھر رینگتے رینگتے اچانک اسے ایک پناہ گاہ نظر آگئی یہ ایک لمبی اور تنگ سی غار تھی جس کا بیرہنی سرا خاصا تنگ تھا۔ وہ گھسٹ کر اس کے اندر داخل ہوا اور پھر اس نے اس کا دہانہ ایک بڑے سے پتھر سے اس طرح بند کر دیا کہ باہر سے دیکھنے والے کو یہ محسوس ہی نہ ہو سکے کہ اندر کوئی آدمی بھی ہے۔ اس کے بعد وہ غار کی دیوار کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھ گیا۔ ہلکی ہلکی روشنی دہانے کے رخنوں سے اندر آرہی تھی۔ اس نے اپنے زخم چیک کرنے شروع کر دیئے اور پھر اسے یہ دیکھ کر خاصی تسلی ہو گئی کہ کوئی گولی جسم کے اندر داخل نہ ہوئی تھی بلکہ اس کے جسم سے لگ کر نکل گئی تھی جس سے زخم تو آگئے تھے لیکن بہر حال اس کی زندگی کے لئے کوئی فوری خطرہ موجود نہیں تھا۔ اس نے سوچا کہ رات پڑنے تک وہ

صادق چکاری چٹانوں کے درمیان رہنگتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کے جسم سے جگہ جگہ سے خون رس رہا تھا۔ اس کے جسم پر موجود ہمارے خون سے بھیگا ہوا تھا۔ غران کی ٹراسمیٹر پر دی ہوئی تجویز کے مطابق صادق چکاری اپنے دو ساتھیوں سمیت گاؤں سے نکل جانے میں تو کامیاب ہو گیا تھا لیکن درے کے اوپر مشرقی پہاڑی پر پہنچنے کے بعد ان کی توقع کے خلاف وہاں چند زندہ کافرستانی فوجی ابھی تک موجود تھے اور انہوں نے ان تینوں کو اوپر آتے ہی چٹیک بھی کر لیا تھا۔ اس لئے انہوں نے ان پر فائر کھول دیا۔ صادق چکاری کے دونوں ساتھی تو براہ راست گولیوں کی بوچھاڑ میں وہیں ختم ہو گئے البتہ صادق چکاری شدید زخمی ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ فوجی ان تک پہنچتے۔ صادق چکاری ایک کریم میں داخل ہو کر رہنگتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ اور وہاں

بھیں رہے گا پھر رات کو یہاں سے نکلے گا لیکن ابھی رات پڑنے میں کافی دیر تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور سوچنے لگا کہ کیا اس نے اس طرح باہر نکل کر عقلمندی کی ہے یا نہیں کہ اچانک اسے باہر سے آہٹ سی سنائی دی۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے باہر کافی سارے لوگ موجود ہوں۔ اس نے استہائی چہرتی سے اپنے لباس کے اندر ایک جیب سے ایک فلم رول نکالا اور پھر اسے تیزی سے سائیڈ پر موجود زمین کے اندر موجود ایک سوراخ میں ڈال دیا۔ فلم رول کے کچھ نیچے گرنے کی آواز اسے سنائی دی اور اس نے ایک چھوٹا سا ہتھکڑا کر اس سوراخ کے دہانے پر رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے اطمینان کا ایک ہویل سانس لیا۔ اس رول میں وادی مشکبار میں کام کرنے والے مشکباری مجاہدوں کے اڈوں، ان کے اسلحے کے سنورز اور ان کی تفصیلات کے ساتھ ساتھ مشکبار کی آزادی کے ماسٹر پلان کی مکمل تفصیلات اس میں موجود تھیں اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ فلم رول کافرستانی فوجیوں کے ہاتھ لگے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس فلم رول کے ہاتھ آنے کا مطلب پوری وادی مشکبار میں موجود مجاہدین کی گرفتاری اور ان کا قتل نامہ اور پوری تحریک کا مکمل طور پر خاتمہ ہی ہو سکتا ہے۔ باہر سے آنے والے آہٹیں اب ختم ہو گئی تھیں اس لئے صادق چکاری اب قدرے مطمئن ہو گیا تھا لیکن اس نے فلم رول واپس نہ نکالا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جب وہ کافرستانی فوج کا گھیراؤ کر کسی محفوظ مقام پر پہنچ جائے گا تو پھر واپس آکر وہ یہاں سے یہ فلم رول حاصل کر لے گا۔ اسے معلوم

تھا کہ محفوظ مقام تک پہنچنے کے لئے اسے ابھی بہت سے مراحل طے کرنے ہیں اس لئے وہ اس فلم رول کو ساتھ نہ رکھنا چاہتا تھا۔ ہیڈ کوارٹر سے نکلتے ہوئے اس نے سوچا تھا کہ اس اہم ترین فلم رول کو جلا دے لیکن اس میں اس قدر قیمتی معلومات موجود تھیں کہ وہ اسے جلانا نہ چاہتا تھا۔ علی عمران نے جو تجویز دی تھی اس کے مطابق اسے یقین تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت آسانی سے کافرستانی فوجیوں کی یونین فارم پہن کر گھیرے سے نکل جائے گا۔ اس لئے وہ یہ فلم رول ساتھ لے آیا تھا لیکن جب اوپر پہنچتے ہی حالات غیر متوقع طور پر تبدیل ہو گئے اور وہ اب زخمی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک لحاظ سے پھنس بھی گیا تھا اس لئے اس نے یہ فلم رول یہاں محفوظ کر دیا تھا۔ گو یہاں پہنچنے کے بعد اس کی تھلیف میں کمی آگئی تھی لیکن یہاں پہنچنے کا ایک نتیجہ یہ نکلا تھا کہ چونکہ اس کی زندگی بچانے والی جدوجہد تقریباً ختم ہو گئی تھی اس لئے اب اسے شدید کمزوری سی محسوس ہونے لگ گئی تھی اور ذہن پر بار بار نیند یا بے ہوشی کے جھٹکے سے محسوس ہونے لگے تھے لیکن وہ اپنے آپ کو ہوش میں رکھنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ فوراً آنکھیں کھول لیتا اور جسم کو حرکت دینا شروع کر دیتا لیکن پھر اچانک ایک زوردار جھٹکا اس کے ذہن کو لگا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر جیسے تاریک پردہ سا پھیلتا چلا گیا۔ آخری احساس جو اس کے ذہن میں ابھرا تھا وہ یہی تھا کہ وہ پہلو کے بل زمین پر گر رہا ہے پھر جیسے تاریکی میں جگہ جگہ ستارے سے چمکتے ہیں اس طرح اس کے ذہن میں روشنی کی کرنیں

ہوں۔ نرس نے انتہائی مسرت نعرے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

”سنو۔ میری بات سنو۔“ صادق چکاری نے اس سے مخاطب ہو کر کہا لیکن وہ مڑے بغیر تیزی سے دروازے سے باہر نکل گئی اور صادق چکاری نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا تو وہی نرس ایک ڈاکٹر کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ ڈاکٹر ادھیڑ عمر تھا۔ آپ کو ہوش آگیا مسٹر صادق چکاری۔ ڈاکٹر نے قریب آ کر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے یا پھرے پر کسی قسم کی مسرت کے تاثرات موجود نہ تھے۔

”جی ہاں۔ لیکن میں کہاں ہوں اور کس کی تحویل میں ہوں۔“ صادق چکاری نے پوچھا۔

”تم کافرستانی فوج کی تحویل میں ہو۔ تمہیں ایک غار میں بے ہوش اور زخمی پڑے ہوئے اٹھایا گیا اور پھر فوجی ہیلی کاپٹر کے ذریعے یہاں لایا گیا ہے۔ ویسے تو تم اس قدر شدید زخمی نہ تھے لیکن تمہارے سر کے عقبی حصے پر ایسی چوٹ تھی جس کی وجہ سے تمہیں ہوش نہ آ رہا تھا۔ اس کام میں نے علاج کیا اور اب تمہیں ہوش آگیا ہے۔“ ڈاکٹر نے اسی طرح سپاٹ بلکہ قدرے سخت اور کڑھت لہجے میں جواب دیا تو صادق چکاری نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ آخر کار کافرستانیوں کے ہاتھ لگ ہی گیا۔ اسے اپنا انجام معلوم تھا لیکن اس کے ذہن میں مایوسی نہ ابھری تھی بلکہ اس کے ذہن میں فوراً

ابھرنے لگیں اور آہستہ آہستہ یہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔ اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور اس نے لاشعوری طور پر انہٹنے کی کوشش کی لیکن اس کے جسم نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا۔ اس نے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا اور اس کے منہ سے بے اختیار طویل سانس نکل گیا۔ وہ اس غار کی بجائے جہاں اس نے پناہ لی تھی کسی بڑے سے کمرے میں موجود پلنگ کے اوپر پڑا ہوا تھا۔ اس کی سائیڈ پر لگے ہوئے سنسند میں گلو کو: اور خون کی بوتلیں اور اس کے جسم پر موجود سرخ رنگ کے کسبل سے وہ ایک لمحے میں سمجھ گیا کہ وہ کسی ہسپتال میں موجود ہے اور اسے یہاں باقاعدہ کلپ کر دیا گیا ہے۔

”یہ کون ہو سکتے ہیں۔ کافرستانی فوجی تو مجھے دیکھتے ہی گولی مار دیتے وہ میرا علاج کیوں کراتے۔ یہ یقیناً مجاہدین کا کوئی گروپ ہے لیکن اس کے جسم کو بیڈ سے کلپ کرنے کا مقصد اسے سمجھ نہ آ رہا تھا کیونکہ وہ غار میں بھی دیکھ چکا تھا کہ اس کی نہ ہی کوئی ہڈی ٹوٹی تھی اور نہ ہی اسے کوئی خطرناک زخم آیا تھا۔ اس لئے جسم کو بیڈ سے کلپ کرنے کی بھی اس کے ذہن میں کوئی توجیہ نہ آ رہی تھی۔ ابھی وہ ذہنی طور پر ای ادھیڑ بن میں مسرور تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نرس ہانڈ میں مڑے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ وہ اسے ہوش میں دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑی۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ کو ہوش آگیا۔ ویری گڈ۔ میں ڈاکٹر کو اطلاع کرتی

ہمارے لئے یہ اچھی اطلاع ہے۔ یہ میرے ساتھی ہیں کر تل چو پڑے۔ ان کا تعلق بھی ماؤنٹین ایف سے ہے۔ تم نے مارگا گاؤں سے نکلنے کے لئے واقعی حیرت انگیز پلاننگ کی تھی اور ہم تمہاری اس پلاننگ کو آخری لمحے تک نہ سمجھ سکے تھے لیکن جب تمہارے ساتھی مارے گئے تو انہیں پہچان لیا گیا۔ تب تمہارے جسم سے نکلنے والے خون نے ہمیں راستہ بتا دیا لیکن پھر اچانک یہ خون ختم ہو گیا اور ہم تمہیں کھو بیٹھے لیکن ہم نے اس علاقے کو اچھی طرح گھمیر لیا۔ پھر کھوجی کتے مشکوائے گئے اور انہوں نے اس جنگ سے غار کو تلاش کر لیا جہاں تم موجود تھے لیکن تم غار میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور تمہارے سر کے پچھلے حصے سے خون بہہ رہا تھا۔ تم خاصے زخمی تھے چنانچہ تمہیں وہاں سے اٹھا کر فوجی ہسپتال کے ذریعے ہسپتال لایا گیا اور وہاں تمہارا علاج کیا گیا اور اب تم جہاں موجود ہو۔ کرنل شوالا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم لوگوں نے میرا علاج کیوں کیا۔ تم کافرستانی تو اپنے دشمنوں سے ایسا سلوک نہیں کیا کرتے۔ تم تو مجھے دیں غار میں ہی گولی مار دیتے۔“ صادق چکاری نے کہا۔

”ہم تمہیں زندہ پکڑنا چاہتے تھے۔ اس لئے تو ہم نے مارگا گاؤں پر بمباری نہیں کی تھی کیونکہ تمہارے پاس وہ ماسٹر پلان ہے جو مشکباریوں نے کافرستانی فوج کے خلاف استعمال کر کے وادی پر قبضہ کرنا ہے۔ ہمیں وہ ماسٹر پلان چاہئے۔“ کرنل شوالا نے کہا۔

یہ بات آئی تھی کہ اب اسے فرار ہونے کے لئے کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کرنا پڑے گی۔ اسی لمحے ڈاکٹر نے گھوکوز میں انجکشن ملایا تو صادق چکاری کا ذہن ایک بار پھر تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا اور پھر جب اسے ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ یہ راڈز والی کرسی تھی اور راڈز اس کے جسم کے گرد اس قدر تنگ تھے کہ وہ کسمسا بھی نہ سکتا تھا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے سامنے بیٹھے ہوئے دو فوجی کرنلوں کو دیکھا جبکہ ایک آدمی ہاتھ میں ایک سرخ انٹھانے جیسے ہت رہا تھا۔ اس کے جسم پر بھی فوجی یونیفارم تھی وہ انجکشن لگا دیا تھا کہ ڈاکٹر نے اسے بے ہوش کیا۔ لگا دیا تھا اور پھر اسی حالت میں اسے ہسپتال سے جہاں منتقل کیا گیا اور اب اسے کوئی انجکشن لگا کر ہوش میں لایا گیا ہے۔

”تم صادق چکاری مجھے پہچانتے ہو۔“ ایک کرنل نے صادق چکاری سے مخاطب ہو کر کہا تو صادق چکاری نے اسے غور سے دیکھا اور دوسرے لمحے وہ اسے پہچان گیا۔ وہ کرنل شوالا تھا۔ ماؤنٹین ایف ا کرنل۔ صادق چکاری خود بھی ماؤنٹین ایف میں رہا تھا۔ اس وقت شوالا کیپٹن تھا اور براہ راست اس کا نائب تھا جبکہ اب اس کے سلاہ بتا رہے تھے کہ وہ کرنل ہے۔

”تم شوالا ہو۔ مبارک ہو۔ کرنل بن گئے ہو۔“ صادق چکاری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تمہارا ذہن درست کام کر رہا ہے۔ وری“

”میرے ساتھیوں کا کیا ہوا“۔ صادق چکاری نے پوچھا۔

”وہ سب ختم ہو گئے۔ جیسے ہی تم فرار ہوئے۔ ہم نے گاؤں پر بمباری کر دی اور اسے مکمل طور پر تہس نہس کر دیا ہے۔ تمہارے ایک بھی آدمی کو زندہ نہیں نکلنے دیا گیا“۔ کرنل شوالا نے بڑے بے رحم اور سفاک سے لہجے میں کہا۔

”تم نے ظاہر ہے میری نکاشی لی ہوگی۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ میں اس ماسٹر پلان کو تعویذ بنا کر اپنے گھے میں لٹکانے پھر تارہتا ہوں۔ اول تو کوئی ماسٹر پلان ہے ہی نہیں۔ یہ سب تمہارا اپنا پروپیگنڈہ ہے اور اگر تمہا بھی تو تم نے ہیڈ کوارٹر تباہ کر کے اس کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔“

صادق چکاری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجھے حیرت ہے کہ تم نے یہ کہہ کر کہ ہاں میرے پاس ماسٹر پلان ہے، اپنی زندگی بچانے کی کوشش نہیں کی۔“ کرنل شوالا نے کہا تو صادق چکاری نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”کرنل شوالا۔ تم جانتے ہو کہ میں بھی طویل عرصے تک کافرستانی

فوج میں رہا ہوں اور ابھی تم نے جس طرح بے رحمانہ اور سفاکانہ انداز میں میرے ساتھیوں کے خاتمے کی بات کی ہے اس کے بعد تم لوگوں سے زندگی کی امید رکھنا حماقت ہی ہو سکتی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ بہر حال تم نے مجھے ہلاک کر دینا ہے تو پھر آج کیا اور کل کیا۔ ہم مسلمان موت سے نہیں ڈرا کرتے۔ اس زندگی سے زیادہ ہمیں آئندہ آنے والی زندگی بہتر لگتی ہے۔“ صادق چکاری نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

”لیکن تمہاری موت آسان نہیں ہوگی صادق چکاری۔ تم کافرستان کے قومی مجرم ہو۔ تم نے جتنا نقصان کافرستان کو پہنچایا ہے اس کا تم سے گن گن کر بدلہ لیا جائے گا اور تمہیں جینے بھی نہ دیں گے اور مرنے بھی نہ دیں گے۔“ کرنل شوالا نے بڑے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہارا جو جی چاہے کر لو۔ میں تمہاری طرف سے ہر طرح کا عذاب پہننے کے لئے تیار ہوں۔ جو کچھ میں نے کیا ہے وہ میرا فرض تھا اور فرض کی ادائیگی کے بعد مجھے اب کسی سے کوئی گھہ نہیں ہے۔“ صادق چکاری نے نموس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے تمہارے ذہن کی جدید ترین مشینری سے چیکنگ کی ہے۔ تمہارے لاشعور نے بتایا ہے کہ تم جب اپنے ہیڈ کوارٹر سے فرار ہوئے تھے تو تمہارے پاس ایک فلم رول تھا جس میں پوری وادی مستحکم میں پھیلے ہوئے مستحکباری مجاہدین کے بارے میں تفصیلات، اڈے اور اسلحے کے سٹورز، مخبروں کے نام اور ماسٹر پلان کے بارے میں مکمل تفصیلات موجود تھیں۔ لیکن تمہارے ذہن نے یہ نہیں بتایا کہ وہ فلم رول تم نے کہاں رکھا ہے۔ ہم نے درے سے لے کر اس غار تک کے پورے رستے اور علاقے کو مشینری سے چیک کیا ہے لیکن وہ فلم رول نہیں مل سکا اور نہ ہی وہ تمہارے پاس موجود ہے۔ ہمیں وہ فلم رول چاہئے۔“ کرنل شوالا نے کہا تو صادق چکاری بے اختیار ہنس پڑا۔

- تم احمق ہو کر نل شوالا۔ بھلا تم خود سوچو۔ میں احمق ہوں کہ ایسی معلومات ایک جگہ اکٹھی کروں گا اور پھر اسے ساتھ اٹھائے پھروں گا۔ میرے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ ایسی معلومات کو میں مائیکرو فلم میں تبدیل کر دوں لیکن میں کافی غرصے تک اس بارے میں سوچتا رہا لیکن پھر میں نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔ اس لئے کہ یہ انتہائی خطرناک تھا۔ یہ فلم رول اگر تمہارے ہاتھ لگ جاتا تو وادی مشکبار میں ایک مجاہد بھی زندہ نہ بچتا۔ قاہر ہے یہ بات میرے لاشعور میں موجود تھی اور تمہاری مشین نے لاشعور میں موجود اس بات کو نہیں کر لیا۔ لیکن حقیقت میں ایسے کسی فلم رول کا وجود نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو قاہر ہے میں نے اسے نکل تو نہیں لیا تھا۔۔۔ صادق چکاری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

- ہم نے تمہارے ذہن کے ساتھ ساتھ تمہارے جسم کی بھی مکمل سکریننگ کی ہے لیکن وہ فلم رول نہیں مل سکا۔ کر نل شوالا نے کہا۔ وہ ہو گا تو ملے گا تمہیں۔ صادق چکاری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا وجود ہے صادق چکاری۔ یہ بات سو فیصد طے شدہ ہے کیونکہ بمباری کے بعد جب تمہارے ہیڈ کوارٹر کی تلاشی لی گئی جو ہم پروف ہونے کی وجہ سے صحیح سالم تھا تو وہاں سے وہ کمپیوٹر مل گیا جو تم استعمال کرتے تھے۔ گو کمپیوٹر کی میموری داش ہو چکی تھی لیکن ماہرین نے اس خصوصی ساخت کے کمپیوٹر کو چنیک کر کے یہ معلوم کر لیا ہے کہ اس کمپیوٹر پر موجود تمام معلومات تم نے ایک فلم رول میں بند کر

لی ہیں اور کمپیوٹر کی میموری صاف کر دی۔ اس کے علاوہ وہاں سے کاغذات کی راکھ بھی کثیر تعداد میں ملی ہے۔ اس کے علاوہ تمہارا ایک ساتھی بھی شدید زخمی حالت میں ہمیں مل گیا۔ اس نے مرنے سے پہلے بتایا ہے کہ تم نے اس کے سامنے کمپیوٹر سے سب کچھ ایک فلم رول میں منتقل کیا اور پھر کمپیوٹر کو واش کر کے تم نے وہ فلم رول اپنے لباس کی اندرونی جیب میں رکھ لیا اور پھر اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ گاؤں سے نکل گئے۔ ان تمام شہادتوں کے بعد یہ بات تو طے شدہ ہے کہ وہ فلم رول تم وہاں سے لے کر چلے تھے لیکن پھر وہ کہاں گیا۔ اب یہ بات تم نے ہمیں بتانی ہے۔ کر نل شوالا نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

- دیکھو۔ میں تو اس گاؤں سے نکل کر زخمی حالت میں رہنگتا ہوا قریب ہی غار میں جا کر بے ہوش ہو گیا تھا اور وہاں سے جہاں اب تک تمہارے قبضے میں رہا ہوں۔ اگر ایسا رول ہوتا تو لامحالہ تمہیں مل جاتا۔ تم خواہ مخواہ ایک بات فرض کئے ہوئے ہو۔۔۔ صادق چکاری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

- ٹھیک ہے۔ ہم ایک بار پھر وہاں کو شش کرتے ہیں۔ اگر فلم رول مل گیا تو تمہیں آسان موت میرا جائے گی ورنہ پھر شاید تمہیں ایسے عذاب سے گزرنا پڑے گا کہ جس کا تصور بھی تمہارے ذہن میں نہ ہو۔۔۔ کر نل شوالا نے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

- اب میں مزید کچھ نہیں کہوں گا۔ جو تمہاری مرضی آئے کرتے

رہو۔ صادق چکاری نے کہا لیکن وہ مسلسل یہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ فلم رول انہیں اس سوراخ سے کیوں نہ مل سکا جبکہ انہوں نے وہاں مشینوں سے چیکنگ کی ہے۔ ایسی صورت میں تو انہیں وہ فلم رول مل جانا چاہئے تھا۔ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ اس نے فلم رول سوراخ میں رکھ کر سوراخ کا منہ پتھر سے بند کر دیا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ ذہن کو چیک کرنے والی مشین نے اس بات کو چیک کیوں نہیں کیا کہ اس نے فلم رول اس سوراخ میں ڈال دیا تھا۔ اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ چونکہ اس وقت اس کے ذہن بار بار تاریکی چھپت رہی تھی اس لئے وہ یقیناً نیم مدبوشی کے عالم میں تھا۔ اس لئے شعور سے یہ بات لاشعور تک پہنچ ہی نہیں سکتی تھی اور اس کے لاشعور کو چیک کرنے والی مشین کو اصل حقیقت کا علم نہ ہو سکا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ابھی اس سرحدی گاؤں والے مکان میں موجود تھا۔ عبدانہ یہاں سے نکلنے کے آخری انتظامات کا جائزہ لینے گیا۔ وہ تھا اور وہ چاروں سرحد عبور کرنے کے لئے تیار بیٹھے تھے کہ اپنا تک کرے گا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور عبدانہ وحشت زدہ انداز میں اندر داخل ہو گیا۔

غضب ہو گیا۔ جناب صادق چکاری کا فرستانی فوجیوں کے ہاتھ لگ گیا ہے۔ عبدانہ نے متوحش سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار اندر کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھیوں کے چہرے بھی بگڑے گئے تھے۔

”کیسے۔ کب۔ کس طرح اطلاع ملی تھیں۔ کیا ہوا ہے۔“ عمران نے انتہائی بے چین اور مضطرب سے لہجے میں پوچھا۔

”ایک منٹ۔ میں ابھی آیا۔“ عبدانہ نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا تو عمران واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

”اسے انجکشن لگا دو کر نل چو پڑہ کیونکہ یہ انتہائی خطرناک آواز ہے۔ اگر یہ آواز میں رہا تو یہ یہاں سے فرار بھی ہو سکتا ہے یا خود کو کٹر بھی کر سکتا ہے۔“ کر نل شرالانے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کر نل چو پڑہ نے جیب سے ایک سرخ نکالی اس کی سوئی پر لگی ہوئی کیپ ہٹائی اور آگے بڑھ کر آواز نے سوئی بڑی بے دردی سے صادق چکاری کے بازو میں اتار دی۔ ایک لمبے کے لئے تو صادق چکاری کے جسم میں درد کی تیز ہلکی سی دوڑتی چلی گئی لیکن دوسرے لمبے اس کا ذہن ایک بار پھر تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

” وہ کرنل شوالا کے ہاتھ لگ گیا ہے۔ انہوں نے انتہائی خوبصورت انداز میں کافرستانی فوج کو ڈان دے کر گاؤں سے نکلنے کی کوشش کی۔ پہلے سرخ شاہین نے شگ درے کی مشرقی پہاڑی کو بموں سے اڑا دیا۔ اس طرح اس کے اوپر موجود مشین گن پوسٹ تباہ ہو گئی۔ پھر مغربی پہاڑی پر اور باہر فوج پر انتہائی خوفناک میزائلوں کی بارش کر دی گئی۔ اس دوران سرخ شاہین اپنے دو ساتھیوں سمیت تباہ شدہ مشرقی پہاڑی والے حصے سے باہر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے لیکن وہاں پوری مشین گن پوسٹ تباہ نہ ہوئی تھی۔ وہاں چار مسلح فوجی ابھی موجود تھے۔ ان سے ان کا ٹکراؤ ہو گیا۔ انہوں نے ان پر فائر کھول دیا۔ سرخ شاہین کے دو ساتھی تو وہیں ہلاک ہو گئے جبکہ سرخ شاہین زخمی ہونے کے باوجود وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کا بیچا کیا گیا لیکن وہ غائب ہو گیا تھا۔ اس کے جسم سے نکلنے والے خون کے نشانات آگے جا کر غائب ہو گئے تھے۔ کرنل شوالا کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے پورے علاقے کو گھیر لیا اور پھر کھوجتے کتے منگوائے گئے۔ ان کھوجی کتوں نے خون کی بو سونگھ کر ایک تنگ سی غار میں سرخ شاہین کو بے ہوشی کے عالم میں تلاش کر لیا۔ اس کے سر کے عقبی حصے میں شدید چوٹ لگی تھی اور وہ بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اسے وہاں سے اٹھا لیا گیا اور پھر ایک فوجی ہسپتال کا پٹر کے ذریعے کسی قریبی ہسپتال لے جایا گیا جبکہ گاؤں پر خوفناک بمباری کر کے اسے تباہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد زیر زمین بم پروف ہیڈ کو انٹر کو بھی ٹریس کر لیا گیا اور

اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال پھیل گیا تھا۔
 ” پھر تو مشن ہی ختم ہو گیا۔“ صفر نے کہا۔
 ” تم نے اسے باہر نکلنے کی جو تجویز بتائی تھی یہ اسی کا نتیجہ ہو گا۔“
 تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن عمران خاموش رہا۔ چند لمحوں بعد عبداللہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں وہی خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر موجود تھا جس سے اس نے پہلے مارگا گاؤں کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے کافرستانی فوجیوں میں اپنے خبر ایون ون سے خود بھی بات کی تھی اور عمران کی بھی بات کرائی تھی۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر دیکھا اور اس کا بن آن کر کے وہ خود بھی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ پہلے کی طرح بی گڑا ہوا تھا۔ بن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر پر ایک چھوٹا سا بلب تیز بن سے جلنے لگنے لگا۔ کافی دیر تک یہ بلب اسی انداز میں جلتا رہا۔ پھر اپنا تک ایک جھمکے کے بعد وہ مسلسل جلنے لگا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے سینی کی آواز نکلنے لگی۔ عبداللہ نے ٹرانسمیٹر کا ایک اور بن پریس کر دیا۔

” ہیلو۔“ عبداللہ بول رہا ہوں بنی اے سی تحریرٹی ون اور۔“ عبداللہ نے تیز بولے میں کہا۔

” ایس۔ بنی اے سی ایون ون بول رہا ہوں۔ اور۔“ دوسری طرف سے وہی آواز سنائی دی جس سے پہلے بات چیت ہوتی رہی تھی۔
 ” ایون ون۔“ سرخ شاہین کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔ اور۔“ عبداللہ نے کہا۔

کرنا شروع کر دی۔

۔ میں سر۔ اور۔ دوسری طرف سے ایون ون نے کہا۔

۔ سرخ شاہین کو کہاں لے جایا گیا ہے۔ اور۔ عمران نے

پوچھا۔

۔ معلوم نہیں بھابھ۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ اسے کسی

ہسپتال میں لے جایا گیا ہے۔ اور۔ ایون ون نے جواب دیا۔

۔ یہ کرنل شوالا کون ہے۔ اور۔ عمران نے پوچھا۔

۔ اس مشن کا انچارج کمانڈر ہے۔ ماڈٹین ایف کا کرنل ہے۔

اور۔ ایون ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

۔ فوجیوں کے علاوہ بھی کوئی ایجنسی وہاں موجود ہے یا نہیں۔

اور۔ عمران نے پوچھا۔

۔ جی ہاں۔ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف اپنے ایکشن گروپ کے

ساتھ ہیلی کاپٹر پر اس وقت پہنچا تھا جب گاڈز بمباری سے تباہ کر دیا

گیا تھا اور سرخ شاہین کو غار سے اٹھا کر ہسپتال پہنچا دیا گیا تھا۔ مجھے

معلوم ہوا ہے کہ چیف شاگل نے سرخ شاہین کو اپنی تحویل میں لینا

چاہا لیکن کرنل شوالا نے انکار کر دیا۔ جس پر بات پرانم سنسٹرنگ پہنچ

گئی اور پھر پرانم سنسٹر کے حکم پر سرخ شاہین کو کرنل شوالا کی ہی تحویل

میں رکھا گیا اور چیف شاگل اپنے ساتھیوں سمیت واپس کافرستان چلے

گئے ہیں۔ اور۔ ایون ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

۔ کیا تم اس ہسپتال کو ٹریس کر سکتے ہو۔ اور۔ عمران نے

فوجی ماہرین نے اسے چیک کیا لیکن وہاں سے کاغذات کی راکھ کے
علاوہ اور کچھ نہ ملا۔ البتہ وہاں سے ایک جدید ساخت کا کمپیوٹر ملا جس
کی میموری واش کر دی گئی تھی لیکن ماہرین نے اسے چیک کیا تو پتہ
چلا کہ کمپیوٹر میں موجود تمام معلومات کو کسی فلم رول میں منتقل کر لیا
گیا ہے لیکن فلم رول ہیڈ کو آرٹر سے نہ مل سکا تو ایک شدید زخمی آدمی
سے اس بارے میں معلومات حاصل کی گئیں۔ اس نے بتایا کہ سرخ
شاہین نے کمپیوٹر میں موجود تمام معلومات جن میں مشکبازی مجاہدین
کے لیڈروں اور تنظیموں کے بارے میں، ان کے خفیہ اڈوں اور ان
کے خفیہ اسلحہ کے سنوروں کی تفصیل کے ساتھ ساتھ فائیل ماسٹر
پلان اس کے سامنے سرخ شاہین نے کمپیوٹر سے ایک فلم رول میں
منتقل کیا اور پھر کمپیوٹر کی میموری واش کر کے وہ یہ فلم رول جیب میں
ڈال کر چلا گیا۔ اس زخمی نے بتایا کہ وہاں سے نکلنے کے لئے کیا ترکیب
استعمال کی گئی اور پھر اس نے بتایا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے نلی
عمران نے ٹرانسمیٹر پر سرخ شاہین کو یہ تجویز بتائی تھی لیکن سرخ شاہین
سے وہ فلم رول نہ مل سکا تو پھر اس کے ہیڈ کو آرٹر سے لے کر اس غار
تک جہاں سے وہ ملا تھا اور ارد گرد کے تمام علاقے کو انتہائی جدید ترین
مشینری سے چیک کیا گیا لیکن وہ فلم رول نہیں مل سکا۔ اور۔ ایون
ون نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

ایلو۔ ایون ون۔ میں سوچ بول رہا ہوں۔ اور۔ عمران
نے مہدات کو ہاتھ کے اشارے سے خاموش رہنے کا کہہ کر خود بات

ہے جس کا نام مورتی ہے۔ وہ یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔ کارگل
یونیورسٹی میں۔ یہ سری نگری کی سب سے مشہور یونیورسٹی ہے۔ کتاب
اور۔ ایون دن نے کہا۔

۔ کس کلاس میں ہے۔ اور۔ عمران نے پوچھا۔
۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں۔ ویسے جو ان لڑکی ہے۔ کسی بڑی کلاس
میں ہی پڑھتی ہوگی۔ اور۔ ایون دن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
کیا وہ وہیں یونیورسٹی میں ہی رہتی ہے یا علیحدہ رہتی ہے۔
اور۔ عمران نے پوچھا۔

۔ اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ کتاب۔ اور۔ ایون دن نے جواب
دیا اور عمران نے ادا کے اینڈ اور آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے کرسی کی پشت سے سر ہٹا کر آنکھیں بند کر لیں۔
۔ ہاں۔ اب یہی حل ہے۔۔۔ چند لمحوں بعد عمران نے آنکھیں
کھولتے ہوئے کہا۔

۔ کیا۔۔۔ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

۔ ہمیں سری نگری پہنچنا ہے۔ وہاں سے کرنل شوالا کی لڑکی مورتی
کو اپنی تحویل میں لے کر اس کرنل شوالا کو قابو میں کرنا ہے۔ اس کے
بعد ہی ہم صادق چکری کو ان کی تحویل سے چھڑوا سکتے ہیں۔ عمران
نے کہا۔

۔ لیکن اس کے لئے تو کافی وقت چاہئے عمران صاحب۔ جبکہ صادق
چکری کی زندگی تو خطرے میں ہوگی۔ اسے تو کسی بھی لمحے ہلاک کیا جا

کہا۔
۔ نہیں جناب۔ اس کا علم صرف کرنل شوالا اور کرنل چوہدری
ہے۔ کرنل چوہدری ہیلی کاپٹر کو پائلٹ کر رہے تھے۔ کرنل شوالا ساڑھے
گئے تھے اس کے علاوہ کسی اور کو علم نہیں ہے۔ اور۔ ایون دن
نے جواب دیا۔

۔ اب گاؤں کے گھیرے کی کیا پوزیشن ہے۔ اور۔ عمران نے
پوچھا۔

۔ باقی سب چلے گئے ہیں صرف ایک کمپنی ماؤتھن ایف کی باقی رہ
گئی ہے۔ اور۔ ایون دن نے کہا۔

۔ تم کہاں سے بول رہے ہو۔ اور۔ عمران نے پوچھا۔
۔ وہیں سے جناب۔ میرا تعلق بھی ماؤتھن ایف سے ہی ہے۔
اور۔ ایون دن نے جواب دیا۔

۔ کرنل شوالا کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ اور۔ عمران نے پوچھا۔
۔ ماؤتھن ایف ساپور چھاؤنی میں تعینات ہے جناب۔ کرنل شوالا
اس چھاؤنی کے انچارج ہیں۔ وہیں چھاؤنی کے اندر ہی علیحدہ آفس
کالونی موجود ہے جس کی کوٹھی نمبر ایک میں کرنل شوالا رہتے ہیں۔
اور۔ ایون دن نے جواب دیا۔

۔ اس کے بیوی بچوں کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔ اور۔ عمران
نے پوچھا۔

ان کی بیوی تو دماغی طور پر تندرست نہیں ہے۔ صرف ایک بیٹی

چونک کر سیدھا ہو گیا۔

اس کے چلیے اور قد و قامت کے بارے میں تفصیل بتاؤ۔ عمران

نے تیز لہجے میں پوچھا۔

آپ کے ساتھ صفدر جیسا قد و قامت ہے۔ یہاں تک چلیے کا تعلق

ہے اگر آپ کہیں تو میں ان کا ایک فوٹو آپ کو دکھا سکتا ہوں۔

عبداللہ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”فوٹو ہے تمہارے پاس“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔

”جی ہاں۔ صادق چکری صاحب ہیڈ کوارٹر سے پہلے ہمارے

گروپ کے لیڈر تھے اور میں ان کا نائب تھا۔ ویسے بھی وہ میرے کافی

گہرے دوست ہیں۔“ عبداللہ نے کہا۔

”جلدی لے آؤ فوٹو۔ فوراً“ عمران نے کہا اور عبداللہ سر بلاتا ہوا

اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

”آپ کے ذہن میں کیا پلاننگ آئی ہے“ صفدر نے پوچھا۔

”صادق چکری کی زندگی فوری طور پر بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے

کہ نقلی صادق چکری کو سامنے لایا جائے۔ اس طرح اصلی اور نقلی کا

فرق ڈال کر انہیں الجھا دیا جائے۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن نقلی صادق چکری کہاں موجود رہے گا اور کیسے“ صفدر

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کے لئے شاگل تک یہ بات پہنچانی پڑے گی۔“ عمران نے

سمتا ہے۔ صفدر نے کہا۔

”لیکن یہ بھی تو معلوم نہیں ہے کہ صادق چکری کو کہاں رکھا گیا

ہے۔ عمران ٹھیک کہتا ہے۔ جب تک یہ کرنل شوالا قابو میں نہیں

آئے گا اس وقت تک صادق چکری کا پتہ نہیں چل سکتا۔“ تنویر نے

عمران کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

مجھے یقین ہے کہ صادق چکری ساپور چھاؤنی کے ہسپتال میں

موجود ہوگا۔ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر اور تنویر دونوں

چونک پڑے۔

”سیرا بھی یہی خیال ہے کیونکہ فوجیوں کی واقعی یہی نفسیات ہوتی

ہیں لیکن ساپور چھاؤنی بہت بڑی چھاؤنی ہے اور اس وقت وہاں ریٹ

الرٹ ہو چکا ہوگا اور ہمارے پاس کوئی مادیاتی خاتیں نہیں ہیں کہ ہم

چھاؤنی میں گھس کر صادق چکری کو وہاں سے نکال لائیں۔“ عمران

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ وقت طویل منصوبہ بندی کا نہیں ہے در۔

صادق چکری کو قسماً بلاک کر دیا جائے گا۔ ہمیں فوری طور پر ایکشن

لینا چاہیے۔“ صفدر نے کہا۔ اس وقت وہ تنویر سے بھی زیادہ

ڈائریکٹ ایکشن کا قائل نظر آ رہا تھا۔

عبداللہ۔ کیا تم کبھی صادق چکری سے ملے ہو۔“ عمران نے

خاموش بیٹھے ہوئے عبداللہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں۔ دو بار مل چکا ہوں۔“ عبداللہ نے جواب دیا تو عمران

گول مول سا جواب دیا۔ اسی لمحے عبداللہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک فوٹو موجود تھا۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے فوٹو لیا تو اس نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیا۔ فوٹو میں عبداللہ کے ساتھ ایک آدمی تھا جس کا قد و قامت صفدر جیسا ہی تھا۔

”او کے۔ صفدر یہ فوٹو لو اور اپنے چہرے پر صادق چکاری کا مسک اپ کرو۔ جلدی کرو۔ میں شاگل تک اس بات کو پہنچاتا ہوں۔“ عمران نے فوٹو صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور صفدر نے فوٹو لیا اور اپنے کمرہ اپنے بیگ کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں مسک اپ کا خصوصی سامان موجود تھا۔

”عبداللہ۔ اس مارگا گاؤں سے قریب کوئی سپاٹ ایسا تھا جہاں مشکبازی مجاہدوں کا کوئی خفیہ اڈہ ہو۔“ عمران نے عبداللہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آڈی پہاڑی کے قریب ایسا خفیہ اڈہ موجود ہے عمران صاحب۔ یہ آڈی پہاڑی مارگا گاؤں سے تقریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر صافی چھاؤنی کے قریب واقع ہے اور اس پہاڑی سے اس چھاؤنی پر اکثر حملے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ اس اڈے کا علم کافرستانی فوج کو بھی ہے۔ لیکن وہ آج تک اس اڈے کو ٹریس نہیں کر سکے۔“ عبداللہ نے کہا۔

”اس اڈے کا انچارج کون ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”کمانڈر ابو یوسف۔“ عبداللہ نے جواب دیا۔

”کیا تم کمانڈر ابو یوسف سے میری بات کر سکتے ہو۔“ عمران

نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ لیکن ٹرانسمیٹر پر ہی ہوگی۔“ عبداللہ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کوئی عرج نہیں ہے۔ لے آؤ ٹرانسمیٹر۔“ عمران

نے کہا تو عبداللہ اٹھ کر ایک بار پھر کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر

بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک خصوصی ساخت کا لانگ ریج

ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کو میز پر رکھا اور اس پر فریکوئنسی

ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ عمران غور سے فریکوئنسی کو دیکھتا رہا۔

”ہیلو ہیلو۔ بی اے سی تھرٹی دن کالنگ۔ اور۔“ عبداللہ نے

ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس۔ بی اے سی۔ فارٹی فارٹی انڈنگ یو۔ اور۔“ چند لمحوں

بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”فارٹی فارٹی۔ تمہیں معلوم ہے کہ سورج مشرق سے نکلتا ہے۔

اور۔“ عبداللہ نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اب تو سورج کے نکلنے کا سکوپ ہی باقی نہیں رہا۔

اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”سورج سے بات کرو۔ پھر وہ تمہیں خود ہی بتا دے گا کہ کیا ہونا

ہے۔ اور۔“ عبداللہ نے کہا۔

”ہیلو فارٹی فارٹی۔ میں سورج بول رہا ہوں۔ اور۔“ عمران

نے کہا۔

”یس سر۔ حکم فرمائیے۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم نے آپ کے

فوری طور پر یہاں سے شفٹ ہو رہے ہیں۔ اور۔۔۔ ابو یوسف نے جواب دیا۔

”تمہیں کس طرح ان باتوں کا پتہ چلا ہے۔ اور۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”ساپور چھاؤنی میں میرا ایک خاص آدمی موجود ہے۔ جناب۔ اس نے مجھے خفیہ اطلاع بھیجی ہے تاکہ ہم اپنا سپاٹ بچالیں۔ اور۔۔۔ ابو یوسف نے جواب دیا۔

”کیا یہ تمہارا آدمی چھاؤنی سے نارگٹ کو براہ کرانے میں مدد دے سکتا ہے۔ اور۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”اس چھاؤنی میں انتظامات اتہائی سخت کر دیئے گئے ہیں۔ بہر حال اس سے مدد لی جا سکتی ہے اگر وہ کر سکا تو۔ اور۔۔۔ ابو یوسف نے جواب دیا۔

”اس سے براہ راست رابطہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اور۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”وہ چھاؤنی کے مواصلاتی نظام کا انچارج ہے۔ کیپٹن نرائن اس کا اصل نام ہے۔ اگر آپ اس چھاؤنی کی جنرل فریکوئنسی پر کال کریں تو کیپٹن نرائن ہی کال اٹھ کرے گا۔ اس کا کوڈ اسلم ہے۔ آپ کہیں کہ آپ نے کیپٹن اسلم سے بات کرنی ہے تو وہ سمجھ جائے گا اور پھر وہ خود ہی ٹرانسمیٹر کال کو محفوظ کر لے گا۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ساتھ ہر ممکن تعاون کرنا ہے۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ نارگٹ ہٹ کر دیا گیا ہے۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ اسی لئے تو میں نے تھرٹی دن سے کہا تھا کہ اب سورا نکلنے کا سکوپ ختم ہو گیا ہے۔ اور۔۔۔ ابو یوسف نے جواب دیا۔ ”مایوس ہونے والی کوئی بات نہیں۔ ہم نے بھی ہر صورت میں نارگٹ کو ہٹ کرنا ہے اور ابھی نارگٹ میں جان باقی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ نارگٹ کی اس جان کو قائم رکھنے کے لئے دوسرا نارگٹ سامنے لایا جائے اور اسے آپ کے اڈے میں پہنچایا جائے تاکہ وہ لوگر پلٹن میں پھنس جائیں اور ہمیں اصل نارگٹ ہٹ کرنے کا وقت فراہم ہو جائے گا۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ مگر اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا جناب۔ کیونکہ میری اطلاع کے مطابق نارگٹ کو گاؤں سے ساپور چھاؤنی لے جایا گیا ہے۔ وہاں ان کا علاج کیا گیا ہے اور پھر مشینری کے ذریعے ان کے ذہن کی چیکنگ کی گئی ہے۔ اس طرح انہیں یہ بات تو معلوم ہو گئی ہے کہ اصل نارگٹ ہے لیکن ان کے پاس کوئی فلم رول تھا جو انہیں نہیں مل رہا۔ اس لئے انہوں نے انہیں قید میں رکھا ہوا ہے اور اب وہ فلم رول ٹریس کیا جا رہا ہے۔ اس کے لئے انتہائی جدید ترین مشینری مارگا گاؤں کے قریب لائی جا رہی ہے۔ یہ مشینری اس قدر جدید ہے کہ ہمارا سپاٹ بھی چمک کر سکتی ہے۔ اس لئے ہم اپنا سپاٹ کلوز کر کے

- کیا فریکو نسی ہے۔ اور۔۔۔ عمران نے پوچھا تو دوسری طرف سے فریکو نسی بتادی گئی۔
- کیا آپ اسے میرے متعلق بریف کر سکتے ہیں۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

جی ہاں۔ کیوں نہیں۔ آپ دس منٹ بعد اسے کال کریں۔ میں اس دوران اسے بریف کر دوں گا۔ وہ ہمارا خاص آدمی ہے۔ آپ بے فکر ہو کر اس سے بات کریں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"اوکے۔ میں دس منٹ بعد اسے کال کروں گا۔ اور اینڈ آل۔"
عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر دس منٹ بعد اس نے ٹرانسمیٹر پر ابو یوسف کی بتائی ہوئی فریکو نسی ایڈجسٹ کی اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو، ہیلو۔ اور۔۔۔ عمران نے بغیر کوئی نام لئے کہا۔
"ییس کیپٹن نرائن بول رہا ہوں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔
"کیپٹن اسلام سے بات کرنی ہے اور۔۔۔ عمران نے کہا۔
"اچھا۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ اب آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں۔ مجھے فارٹی فارٹی کی کال مل چکی ہے۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"کیپٹن۔ آپ کی چھاؤنی میں صادق چکاری کو رکھا گیا ہے۔ کیا یہ

درست ہے۔ اور۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ سرخ شاہین اس وقت چھاؤنی کے ایک خصوصی سیل میں موجود ہے۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"کیا اسے اس سیل سے نکالا جاسکتا ہے۔ اور۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں جتناب۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ سپیشل سیل سے کسی کو نہیں نکالا جاسکتا اور نہ ہی ان سے کوئی رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا آپ تفصیل بتا سکتے ہیں کہ یہ سیل کہاں ہے اور اس کے حفاظتی انتظامات کیا ہیں۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سپیشل سیل چھاؤنی کے نیچے بنے ہوئے خصوصی تہہ خانوں میں بنے ہوئے ہیں۔ یہ تہہ خانے میکنزم کے تحت کھلتے اور بند ہوتے ہیں اور ان میں باقاعدہ کمپیوٹر استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان کا تمام تر کنٹرول علیحدہ ایک سیکشن کے پاس ہے جس کا کوئی تعلق چھاؤنی کے دوسرے افراد کے ساتھ نہیں ہے۔ اس لئے مزید تفصیل بھی نہیں بتائی جاسکتی۔ اور۔۔۔ کیپٹن نرائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ سرخ شاہین کے زندہ رہنے کے کتنے امکانات موجود ہیں۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میرا ان سے کسی قسم کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ بس اتنا معلوم ہے کہ وہ سپیشل سیل میں موجود ہیں۔ اور۔۔۔

کوئی فوجی ہیلی کاپٹر مل جائے۔ عمران نے کہا۔

عمران صاحب۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ حالات اس قدر سخت ہیں کہ ہمیں جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق اب یہاں سے سرحد پار کرنا بھی انتہائی مشکل ہو رہا ہے۔ یکنکت انتہائی سخت نگرانی اور ہینکنگ شروع کر دی گئی ہے۔ عبداللہ نے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ ہمیں پہلے کافرستان جانا پڑے گا اور وہاں سے مشکبار میں داخل ہونا پڑے گا۔ عمران نے کہا۔

ہاں۔ وہاں اس قدر سختی نہیں ہوگی۔ وہاں اگر آپ چاہیں تو سہولت مل سکتی ہے۔ عبداللہ نے کہا۔

پہلے روٹ چیک کر لیں۔ پھر بات ہوگی۔ تم ایسا کرو کہ کافرستان اور اس سے ملحقہ مشکبار وادی کا تفصیلی نقشہ لے آؤ۔ عمران نے کہا اور عبداللہ سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

کیپٹن نرائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کر نل شوالا انچارج ہے ساپور چھاؤنی کا۔ اور۔ عمران نے

پوچھا۔

جی ہاں۔ وہی انچارج ہیں۔ اور۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

کر نل شوالا اب کہاں ہے۔ اور۔ عمران نے پوچھا۔

مارگا گاؤں گئے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ وہاں سے انہیں

کسی فلم رول کی تلاش ہے۔ اور۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

ٹھیک ہے۔ اور اینڈ آل۔ عمران نے کہا اور نرائن سیر آف کر

دیا۔ اسی لمحے صفدر اندر داخل ہوا۔ اس نے واقعی صادق چکری کا

میک اپ کیا ہوا تھا۔

اب اس کی ضرورت نہیں رہی صفدر۔ اب ہمیں فوری طور پر

ساپور چھاؤنی پہنچنا ہے اور وہاں سے ہمیں صادق چکری کو ہر صورت

میں نکالنا ہے اور اس کے لئے ہمیں ڈائریکٹ ایکشن کرنا ہوگا۔ عمران

نے کہا۔

تو میں میک اپ واش کر دوں۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

ہاں۔ عمران نے کہا اور صفدر واپس مڑ گیا۔

عبداللہ۔ ہم نے فوری طور پر براہ راست ساپور چھاؤنی پہنچنا ہے۔

کیا اس کا کوئی انتظام ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے عبداللہ سے مخاطب

ہو کر کہا۔

مثلاً کس قسم کا انتظام۔۔۔۔۔ عبداللہ نے کہا۔

نہیں کرنل چو پڑہ۔ یہ فلم رول بہر حال تھا لیکن اب کہاں گیا۔
بات سمجھ میں نہیں آرہی۔ کرنل شوالا نے کہا۔
سر۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس صادق چکاری نے ہاتھ گھمما کر دور
کہیں اسے پھینک دیا ہو اور ہم اسے یہیں تلاش کرتے پھر رہے
ہوں۔ ایک فوجی افسر نے کہا۔

ہاں۔ لیکن جہاں تک کوئی شخص اسے پھینک سکتا ہے وہاں تک
تو ہم نے چیکنگ کر لی ہے۔ بہر حال مزید وسیع ایریے میں چیکنگ کرنی
ہوگی۔ کرنل شوالا نے کہا اور پھر وہ واپس مڑ گیا۔ ایک طرف
عارضی کیمپ نکایا گیا تھا۔ کرنل شوالا نے وہاں پہنچ کر ہدایات دینا
شروع کر دیں اور پھر اس کی ہدایات کے مطابق سب لوگ تیزی سے
اوجڑا رہے پھیل گئے۔ کرنل شوالا کرنل چو پڑہ کے ساتھ کیمپ میں ہی
بٹھ گیا۔

مجھے یقین ہے کہ وہ فلم رول یہاں موجود ہے لیکن آخر وہ جیک
کیوں نہیں ہو رہا۔ ... کرنل شوالا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"اس صادق چکاری پر کیوں نہ سختی کی جائے اور اسے بتانے پر مجبور
کر دیا جائے۔ ... کرنل چو پڑہ نے کہا۔

"اسے خود بھی معلوم نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس نے اسے
نیم بے ہوشی کے عالم میں کہیں پھینک دیا ہو۔ اس لئے اس کے شعور
اور لاشعور میں اس بارے میں کچھ بھی موجود نہیں ہے۔ ورنہ تو ہمیں
یہاں خراب ہونے کی ضرورت نہ پڑتی۔ ... کرنل شوالا نے منہ بناتے

ایک غار کے باہر کرنل شوالا کرنل چو پڑہ اور دوسرے فوجی آفیسرز
موجود تھے۔ غار کے اندر ایک چھوٹی سی مشین زمین میں نصب تھی اور
ایک آدمی جھک کر اسے آپریٹ کرنے میں مشغول تھا اور سب کی
نظروں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ ان سب کے چہروں پر امید و بیم کے
تاثرات نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد مشین آف کر دی گئی اور وہ آدمی
جس کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی باہر آ گیا۔

"سوری کرنل۔ اس غار میں کوئی فلم رول موجود نہیں ہے۔ اس
فوجی نے باہر آ کر کہا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر وہ فلم رول کیا کہاں۔ ... کرنل
شوالا نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مگر اگر ایسا رول ہوتا تو یقیناً اب تک مل چکا ہوتا۔ ... کرنل
چو پڑہ نے کہا۔

تم ساپور چھاؤنی پہنچو۔ میرے ملٹری سیکرٹری کرنل پرشاد کو تم ذاتی طور پر جانتے ہو۔ وہ پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کے خصوصی ہیلی کاپٹر پر چھاؤنی پہنچے گا۔ تم نے صادق چکری کو بے ہوش کر کے اس کے ساتھ بھیج دینا ہے اور اسے ہوش میں لانے کی دوا بھی دے دینی ہے اور اس کے بعد تم نے اس فلم رول کی تلاش کا کام کرنا ہے۔ اور پرائم منسٹر نے کہا۔

یس سر۔ میں ابھی ہیلی کاپٹر پر روانہ ہو جاتا ہوں۔ اور کرنل شوالانے کہا۔

اوکے۔ اور اینڈ آل۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل شوالانے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

کرنل چوڑہ۔ میں اس صادق چکری کی ڈیلوری دے کر واپس آجاؤں گا۔ تم اس دوران فلم رول کی تلاش جاری رکھو۔ کرنل شوالانے کرنل چوڑہ سے کہا جو اس کے اٹھتے ہی خود بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

یس کرنل۔ کرنل چوڑہ نے جواب دیا اور کرنل شوالا سر ہلاتا ہوا کیمپ کے بیرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔

کافرستان کے وزیراعظم اپنے آفس میں کرسی پر بیٹھے ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھے۔ میز پر چار مختلف رنگوں کے ٹیلی فون موجود تھے جن کے ساتھ ہی ایک خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر اور ایک انٹرکام بھی موجود تھا کہ سرخ رنگ کے فون کی سترنم گھنٹی بج اٹھی تو پرائم منسٹر نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل میز پر رکھ کر انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

یس۔ پرائم منسٹر نے باوقار سے لہجے میں کہا۔

ملٹری سیکرٹری کرنل پرشاد بول رہا ہوں جتاپ۔ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

ہاں۔ کیا رپورٹ ہے کرنل پرشاد۔ پرائم منسٹر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

ٹارگٹ کو ساپور چھاؤنی سے وصول کر کے میں نے آپ کی

رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن ابھی انہوں نے میز پر رکھی ہوئی فائل اٹھائی ہی تھی کہ نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور پرائم منسٹر بے اختیار چونک پڑے کیونکہ نیلے رنگ کے فون کا تعلق براہ راست صدر مملکت سے تھا۔ انہوں نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

”یس سِر“ پرائم منسٹر نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
”آپ نے ساپور چھاؤنی سے صادق چکاری کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ کیا یہ رپورٹ درست ہے“ دوسری طرف سے صدر کی بادقار آواز سنائی دی۔

”یس سِر“ پرائم منسٹر نے جواب دیا۔
”لیکن آپ نے اس بارے میں کوئی رپورٹ نہیں دی اور نہ ہی اس کی وجہ بتائی ہے“.... صدر مملکت کا لہجہ قدرے ناخوشگوار تھا۔
”میں نے سوچا کہ جب معاملہ مکمل ہو جائے گا تو میں آپ سے تفصیل سے بات کروں گا۔ ابھی چند لمحے پہلے مجھے معاملہ مکمل ہونے کی کال ملی ہے۔ ابھی میں آپ کو کال کرنے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آگئی ہے۔ دراصل مجھے خفیہ طور پر اطلاع ملی ہے کہ صادق چکاری مشکبازیوں کی سب سے خوفناک اور خطرناک تنظیم ”لجھا د کالیدر“ ہے اور وہ اپنے ہیڈ کوارٹر سے اس تنظیم کو کنٹرول کرتا اور چلاتا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ تمام تنظیموں میں سے کافرستانیوں کو سب سے زیادہ نقصان ”لجھا د ہی“ پہنچا رہی ہے اور یہ تنظیم پاکیشیا اور مشکبازی

ہدایات کے مطابق اسے کرنل شڈن کے حوالے کر دیا ہے۔ آپ سے رپورٹ لے لیں۔“... دوسری طرف سے اسی طرح انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

او کے پرائم منسٹر نے کہا اور رسیور رکھ کر انہوں نے کام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پر ریس کر دیا۔

”یس سِر“ دوسری طرف سے ان کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل شیام سے بات کراؤ۔“ پرائم منسٹر نے کہا اور رسیور دیا۔ چند لمحوں بعد سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو پرائم منسٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“ پرائم منسٹر نے کہا۔
”کرنل شیام بول رہا ہوں سِر“ دوسری طرف سے اطمینان سے آواز سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے مارگٹ کے بارے میں“ پرائم منسٹر نے پوچھا۔

”مارگٹ ہٹ کر لیا گیا ہے جناب“.... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”کوئی پرابلم“.... پرائم منسٹر نے پوچھا۔

”نوسر۔ آل از او کے“.... کرنل شیام نے جواب دیا۔

”او کے“.... پرائم منسٹر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور

تفہیم کے درمیان رابطے کا کام کر رہی ہے اور یہ اطلاع بھی مجھے ملی ہے کہ لہجہ صادق چکری کو زندہ یا مردہ ہمارے ہاتھوں سے نکلنے کے لئے کام کر رہی ہے اور اس کے مخبر کافرستانی فوجیوں میں بھی موجود ہیں۔ اس رپورٹ کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ صادق چکری کو ماڈتین ایف کی تحویل سے نکال کر خصوصی تحویل میں لے لیا جائے اور اس کے بعد اس سے لہجہ کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر کے اس تنظیم کے خلاف بھرپور انداز میں کارروائی کی جائے۔ پرائم منسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ اطلاع حتمی ہے؟“ صدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”یہ سر..... پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

”اوہ۔ پھر تو آپ نے واقعی جو کچھ کیا ہے اچھا کیا ہے لیکن صادق چکری کو آپ نے پھر بھی تو فوج کے کسی سیکشن کی تحویل میں ہی دیا ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ لہجہ صادق چکری یا پاکیشیا سیکرٹ سروس والے اس کا سراغ لگالیں؟“ صدر نے کہا۔

”جواب۔ میں نے اس سلسلے میں باقاعدہ سوچ سمجھ کر منصوبہ بندی کی ہے۔ ساپور چھاؤنی سے صادق چکری کو میرے ملٹری سیکرٹری نے اپنے ہیلی کاپٹر میں اٹھایا ہے اور پھر اس نے میرے حکم پر بے ہوش صادق چکری کو راگن کے کرنل شیام کے حوالے کیا ہے لیکن کرنل شیام نے ملٹری سیکرٹری سے اپنا تعارف بطور کرنل لنڈن

کرایا ہے اور اس نے کرنل لنڈن کا میک اپ کیا ہوا تھا جبکہ کرنل لنڈن چھٹی پر گیا ہوا ہے۔ پھر کرنل شیام نے صادق چکری کو تباہی ایئر بیس کے کمانڈر پنچمن کے حوالے کیا ہے اور کمانڈر پنچمن نے اسے اپنے خصوصی ہیلی کاپٹر میں کنڈور کے سپیشل کیمپ پہنچا دیا ہے۔ کیمپ کمانڈر کرنل پرشاد اسے اپنے خصوصی کیمپ میں رکھ کر اس سے پوچھ گچھ کرے گا۔ کمانڈر پنچمن کے ہیلی کاپٹر میں مخصوص ٹائم نہم لگا دیا گیا تھا جس کی وجہ سے واپسی پر فضا میں ہی اس کا ہیلی کاپٹر دھماکے سے پھٹ گیا اور کمانڈر پنچمن ہلاک ہو گیا اسے حادثہ ظاہر کیا جائے گا کہ کمانڈر پنچمن کا ہیلی کاپٹر کسی پہاڑی چٹان سے ٹکرا کر تباہ ہوا ہے جبکہ کرنل شیام کو بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس کی کار کو ایک ٹرار اچانک ٹکرا مارے گا۔ اس طرح وہ روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو جائے گا اس طرح صادق چکری تک پہنچنے کے تمام راستے مسدود کر دیئے گئے ہیں۔ اب صرف کرنل پرشاد، آپ اور میرے علاوہ کسی اور کو معلوم نہیں ہے کہ صادق چکری کہاں گیا۔ آیا وہ زندہ بھی ہے یا نہیں۔ پرائم منسٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”آپ نے تو واقعی حیرت انگیز منصوبہ بندی کی ہے لیکن جب تک صادق چکری کی لاش سامنے نہیں آئے گی اسے ٹریس کرنے کی بہر حال کوشش جاری رہے گی۔“ صدر نے کہا۔

”جواب کرتے رہیں ٹریس۔ آپ سے اور مجھ سے ظاہر ہے وہ معلوم نہیں کر سکتے اور سپیشل بیس کے بارے میں بھی سوائے آپ کے اور

سمتا ہے کہ انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ فلم رول کو تلاش کیا جا رہا ہے اس لئے وہ وہاں پہنچ کر فلم رول کو اپنے قبضے میں لے لیں۔ آپ کافرستان سیکرٹ سروس کی ڈیوٹی لگا دیں کہ وہ انہیں چھیک کرے اور پاور ہینسی کی ڈیوٹی لگا دیں کہ وہ مارٹا گاؤں جا کر وہاں چارج سنبھال لے اور فوج کے ساتھ مل کر اس فلم رول کو ٹریس بھی کریں اور مل جانے پر اسے اپنی تحویل میں لے کر آپ تک پہنچا دیں۔ صدر نے کہا۔

”یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ میں ابھی ہدایات دے دیتا ہوں۔“ پرائم منسٹر نے کہا تو دوسری طرف سے ”اوکے“ کے الفاظ کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ پرائم منسٹر نے رسیورر کہا اور انٹرکام کارسیور اٹھا کر ایک نمبر پر ریس کر دیا۔

”یس سر۔“ دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”کافرستان سیکرٹ سروس چیف شاگل کی مجھ سے بات کراؤ۔“ پرائم منسٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیورر رکھ دیا۔

”چارپانچ منٹ بعد سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو پرائم منسٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیورر اٹھا لیا۔

”یس.....“ پرائم منسٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل لائن پر موجود ہیں جناب.....“ دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری نے مودبانہ لہجے میں

میرے اور کسی کو علم نہیں ہے۔ اس لئے وہ کہاں اور کیسے ٹریس کریں گے جبکہ کرنل پر شاد پوچھ گچھ کے سلسلے میں انتہائی تربیت یافتہ آدمی ہے۔ وہ اس صادق چکاری کی روح سے بھی سب کچھ اگلو الے گا اور اس کے بعد اس دلچسپ کام کو مکمل طور پر خاتمہ کر دیا جائے گا اور اگر وہ فلم رول مل گیا تو پھر باقی تنظیموں اور اڈوں کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اس طرح مشکباری تحریک آزادی کو ہمیشہ کے لئے کچل دیا جائے گا۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

”گڈ۔ اب میں پوری طرح مطمئن ہوں۔ بہر حال یہ مشن آپ کا ہے اور آپ نے ہی اسے مکمل طور پر ڈیل کرنا ہے۔“ صدر نے کہا۔ ”آپ بے فکر رہیں جناب۔ آپ دیکھیں گے کہ میں مشکبازیوں کی جدوجہد کا خاتمہ کس طرح کرتا ہوں۔“ پرائم منسٹر نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

”آپ چیف شاگل کو فون کر کے اس کے ذمے یہ ڈیوٹی لگا دیں کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ذیل کرے تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس صادق چکاری کے معاملے میں کام کرے تو کافرستان سیکرٹ سروس اسے کور کر سکے.....“ صدر نے کہا۔

”جناب اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس چاہے کچھ بھی کیوں نہ کر لے وہ صادق چکاری تک پہنچ ہی نہیں سکتی۔“ پرائم منسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہو

”صرف اتنا بتادیں کہ اسے مشکبار میں رکھا گیا ہے یا کافرستان میں تاکہ میں اسی لحاظ سے اپنی منصوبہ بندی ترتیب دے سکوں۔“ شاگل نے کہا۔

”مشکبار کا مسئلہ مشکبار میں ہی حل کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے اسے مشکبار میں ہی رکھا گیا ہے۔“ پرائم منسٹر نے کہا۔
”ٹھیک ہے جناب۔ اب میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ذیل کر اؤں گا۔“ شاگل نے جواب دیا۔

”مجھے آپ نے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہتا ہے۔“ پرائم منسٹر نے کہا۔

”ییس سر۔“ شاگل نے کہا اور پرائم منسٹر نے رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ تیرنے لگی تھی کیونکہ انہوں نے جان بوجھ کر شاگل کو چکر دیا تھا کہ صادق چکاری کو مشکبار میں رکھا گیا ہے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے اس شاگل کے کسی آدمی سے بھی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طرح وہ مشکبار میں ہی صادق چکاری کو ڈھونڈتے رہ جائیں گے۔

”ہیلو۔“ پرائم منسٹر نے ایک لمحہ رک کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔
”شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس۔“ دوسری طرف سے شاگل کی منودبانہ آواز سنائی دی۔

”منسٹر شاگل۔ صادق چکاری کو حکومت اپنی تحویل میں لے چکی ہے۔ حکومت کو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس صادق چکاری کو نہیں کر کے اور حکومت کی تحویل سے حاصل کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ آپ انہیں ٹریس کر کے نہ صرف انہیں روکیں بلکہ ان کا خاتمہ کر دیں۔“ پرائم منسٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”صادق چکاری تو فوج کی تحویل میں تھا جناب اور میں نے پہلے ہی کہا تھا جناب کہ اسے فوج کی تحویل سے نکال لیا جائے کیونکہ فوج تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنٹوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لیکن میری بات رد کر دی گئی۔ اس لئے میں خاموش ہو گیا۔ اب آپ فرما رہے ہیں کہ صادق چکاری کو فوج کی تحویل میں سے لیا گیا ہے۔ اس سے کیا مطلب ہوا۔ مجھے معلوم ہونا چاہئے تاکہ میں اسی انداز میں کام کر سکوں۔“ شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”صادق چکاری کو فوج کی تحویل سے لے لیا گیا ہے اور حکومت سے مطلب آپ میری ذات اور صدر مملکت کی ذات سمجھ لیں اور بس۔“ اس سے زیادہ کچھ نہیں بتایا جاسکتا۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

کے لئے کہا۔ سب جتنا بچہ اس گاڑی میں بیٹھ کر وہ ناثران کے خصوصی اڈے پر پہنچ گئے۔

”عمران صاحب۔ آپ مجھے یہاں آنے سے پہلے فون کر دیتے تو میں آپ کو ایئر پورٹ سے ہی اٹھا لیتا۔“ ناثران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارے اٹھانے سے پہلے ہمیں شاگل اٹھا کر لے جاتا۔“ عمران نے جواب دیا تو ناثران بے اختیار چونک پڑا۔

”تو کیا شاگل کو آپ کی یہاں آمد کا علم تھا جبکہ مجھے تو چیف نے اس بارے میں کوئی بات نہیں بتائی۔“ ناثران حیرت منبرے لہجے میں کہا۔

”چیف کے لحاظ سے تو ہم واوی مشکبار میں موجود ہیں لیکن وہاں حالات ایسے پیش آئے کہ ہمیں یہاں آنا پڑا اور جس قسم کا مشن ہے اس لحاظ سے لامحالہ شاگل نے ہمیں چٹیک کرنے کے لئے انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ اس لئے ہمیں یہاں تک پہنچنے کے لئے چکر چلانا پڑا۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی اہم ترین مشن ہے۔“ ناثران نے چونک کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ ایک ملازم ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر چائے کے برتن موجود تھے۔ ملازم نے چائے کے برتن درمیانی میز پر رکھے اور ٹرالی لے کر وہ واپس چلا گیا۔ ناثران نے چائے بنانا شروع کر دی اور عمران نے اسے

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کافرستان کے دارالحکومت میں ناثران کے خصوصی اڈے پر موجود تھا۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ائیر مین میک اپ اور ائیر مین سیاحوں کے کاغذات کی بنیاد پر دارالحکومت پہنچے تھے اور پھر ایئر پورٹ سے نکل کر وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ائیر مین سیاحوں کے سب سے مقبول ہوٹل گرانڈ پینچے تھے جہاں انہیں چوتھی منزل پر کمرے مل گئے۔ عمران نے ایک ہفتے کے لئے کمرے بک کر انے تھے لیکن کمرے میں پہنچ کر عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک اپ تبدیل کیا اور پھر میک اپ کے ساتھ ساتھ لباس بھی تبدیل کر کے انہوں نے باقی بیگ تو کمروں میں چھوڑے اور ضروری سامان ایک بیگ میں ڈال کر وہ اس بیگ سمیت ہوٹل سے باہر آگئے۔ عمران ساتھیوں سمیت ہوٹل سے پیدل ہی قریبی مارکیٹ پہنچا اور پھر ایک پبلک فون بوتھ سے اس نے ناثران کو فون کر کے اسے گاڑی بھیجنے

ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ صفر کے کہا۔

”صادق چکاری اس وقت مشکباری مجاہدین، ان کی تنظیموں، ان کے خفیہ اڈوں اور اسلحے کے سٹوروں کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ اوگ احمق ہیں کہ اسے ہلاک کر کے اس سنہری موقع سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ وہ صادق چکاری کو اس وقت تک زندہ رکھنے پر مجبور ہیں جب تک وہ اس سے اپنے مطلب کی تمام معلومات حاصل نہ کر لیں۔“ عمران نے جواب دیا اور صفر نے اثبات میں سر ہلادیا۔ اسی لمحے ناثران ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر اٹھائے واپس آیا اور اس نے ٹرانسمیٹر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بیٹن آن کر دیا۔

”ہیلو، ہیلو۔۔۔۔۔ اور۔۔۔“ عمران نے عرف، ہیلو، ہیلو کہہ کر کال کرتے ہوئے کہا۔

”یس کیپٹن نرائن سپیکنگ۔ اور۔۔۔“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”کیپٹن اسلم سے بات کرنی ہے۔ اور۔۔۔“ عمران نے کہا۔

”ایک منٹ توقف کیجئے۔ اور۔۔۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ اب آپ کھل کر بات کر سکتے ہیں۔ اور۔۔۔“ چند لمحوں بعد وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”سورج بول رہا ہوں۔ کیا پوزیشن ہے سرخ شاہین کی۔ اور۔۔۔“ عمران نے کہا۔

مشن کے بارے میں تفصیل بتائی شروع کر دی۔

”اوہ۔ تو آپ یہاں سے مشکبار میں داخل ہونا چاہتے ہیں تاکہ ساپور چھاؤنی سے صادق چکاری کو آزاد کرایا جاسکے۔“ ناثران نے چائے کی تیار شدہ پیالیاں ہر ایک کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہاں سے ہم زیادہ آسانی سے اور جلدی وہاں تک پہنچ سکتے ہیں جبکہ وہاں سے وہ لوگ الٹ تھے اور ہمارے پاس جلد از جلد ساپور پہنچنے کا کوئی ذریعہ موجود نہیں تھا اور صادق چکاری کو کسی بھی وقت ہلاک کیا جاسکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”یہاں سے تو آپ براہ راست ساپور جاسکتے ہیں۔ ساپور عمارتی لکڑی کی بہت بڑی منڈی ہے اور وہاں دنیا بھر کے تاجر جاتے رہتے ہیں۔ باقاعدہ ایئر سروس ہے۔“ ناثران نے کہا۔

”پہلے مجھے ٹرانسمیٹر لادو تاکہ میں معلوم کر سکوں کہ اب تک کی کیا پوزیشن ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم جب وہاں پہنچیں تو چڑیاں کھیت ہی چک چکی ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”تو کیا آپ کا وہاں کوئی آدمی موجود ہے۔“ ناثران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”دل دالوں کے دل دالوں سے رابطے تو بہر حال ہوتے ہی ہیں۔“ عمران نے جواب دیا تو ناثران بے اختیار مسکرا دیا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”عمران صاحب۔ یہ لوگ آخر صادق چکاری کو کیوں زندہ رکھے

انہیں یہاں سے لے جایا جا چکا ہے جتاپ۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ کہاں۔ کب۔ اور۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

کر نل شوالا مار گا گاؤں سے اچانک یہاں چھاؤنی آئے۔ اس کے بعد پرائم سنسر سیکرٹری کے خصوصی ہیلی کاپٹر میں پرائم سنسر کے ملزری سیکرٹری یہاں پہنچ گئے اور پھر سرخ شاہین کو سپیشل سیل سے بے ہوشی کے عالم میں نکال کر پرائم سنسر کے ملزری سیکرٹری کے حوالے کر دیا گیا اور وہ ہیلی کاپٹر لے کر واپس چلے گئے اور کر نل شوالا بھی واپس مار گا گاؤں چلے گئے ہیں۔ اور۔۔۔ کیپٹن نرائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کر نل شوالا کو وہ فلم رول مل گیا ہے کہ نہیں۔ اور۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

نہیں جتاپ۔ وہاں اس کی مسلسل تلاش جاری ہے اور۔۔۔ کیپٹن نرائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوکے۔ اور اینڈ آل۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب یہ کام تم نے کرنا ہے کہ معلوم کرو کہ پرائم سنسر کا ملزری سیکرٹری صادق چکاری کو کہاں لے گیا ہے اور کیوں۔۔۔ عمران نے نائین سے مخاطب ہو کر کہا۔

میں ابھی معلوم کر اؤں گا۔ وہاں میرے باخبر ذرائع موجود ہیں۔ آپ مجھے پندرہ منٹ کی اجازت دے دیں۔۔۔ نائین نے کہا۔

عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور نائین اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس کا مطلب ہے کہ اب ساپور چھاؤنی جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اب پہلے صادق چکاری کو ٹریس کرنا ہوگا۔۔۔۔۔ صفر نے کہا۔ ہاں۔ نائین ابھی معلوم کر لے گا۔ یہ تو اچھا ہوا کہ ہم ادھر لگے۔ ورنہ ہم خواہ مخواہ لڑتے بھڑتے ساپور چھاؤنی پہنچتے تو وہاں سے ہمیں ناامید ہونا پڑتا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

عمران صاحب۔ آپ اس فلم رول کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے۔ حالانکہ جو کچھ بتایا گیا ہے اگر یہ فلم رول کافرستان کے ہاتھ لگ گیا تو مستحکباری جہاد کو زبردست نقصان اٹھانا پڑے گا۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

اگر یہ فلم رول انہیں مل بھی گیا تو یہ لوگ اس سے فوری طور پر کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں گے کیونکہ صادق چکاری اتنا احمق نہیں ہے جتنا یہ لوگ اسے سمجھ رہے ہیں۔ اس نے یقیناً یہ معلومات کسی خفیہ کوڈ میں ہی محفوظ کی ہوں گی۔ دوسری بات یہ کہ زندہ صادق چکاری اس فلم رول سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ مستحکباری تنظیموں کو بھی یقیناً اس فلم رول کے بارے میں علم ہوگا۔ اس لئے انہوں نے اپنے اڈے اور پلاننگ تبدیل کر لی ہوگی۔ جو تنظیمیں ان حالات میں کام کر رہی ہیں وہ کسی ایک جگہ جامد نہیں ہو سکتیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً پندرہ بیس منٹ بعد

ناثران نے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑا ہوا فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”پرائم ٹیسر سیکرٹریٹ“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”گو بند بول رہا ہوں۔ سپرنٹنڈنٹ سپیشل سیل میجر ونود سے بات کرائیں۔“ ناثران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہولڈ آن کریں۔“ .. دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ میجر ونود بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”گو بند بول رہا ہوں میجر ونود۔ تم نے کہا تھا کہ تم جلد ہی چھٹی لے کر میرے پاس آؤ گے۔ کیا پروگرام ہے؟“..... ناثران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ آئی ایم سوری گو بند۔ میں نے کوشش کی تھی لیکن مجھے چھٹی نہیں مل سکی اور نہ ابھی فوری طور پر ملنے کی کوئی امید ہے۔ اس لئے میں تمہیں خود ہی فون کر دوں گا“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ادکے۔ پھر تو واقعی مجبوری ہے۔ گڈ بائی“..... ناثران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اب وہ محفوظ مقام سے خود ہی فون کرے گا“..... ناثران نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی

ناثران واپس آیا تو اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات موجود تھے۔

”عمران صاحب۔ ملٹری سیکرٹری نے صادق چکاری کو راگن چھاؤنی کے کرنل ٹنڈن کے حوالے کیا اور واپس آگیا۔ کرنل ٹنڈن کا پتہ کرایا تو معلوم ہوا کہ وہ تو ایک ہفتے سے چھٹی پر گیا ہوا ہے جبکہ راگن چھاؤنی میں کسی کو ملٹری سیکرٹری کی آمد کا سرے سے علم ہی نہیں ہے۔“ ناثران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ صادق چکاری کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ کہیں رکھا گیا ہے۔ صدر کو یقیناً اس کا علم ہو گا۔ کیا وہاں تمہارے آدمی نہیں ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”وہاں سے بھی میں معلوم کر چکا ہوں انہیں کسی بات کا علم نہیں ہے۔“ ناثران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس ملٹری سیکرٹری سے پوچھ گچھ کرنی پڑے گی۔“ عمران نے کہا۔

”وہ وزیراعظم کے ساتھ تین روزہ دورے پر یورپ چلا گیا ہے۔ اب سے ایک گھنٹہ پہلے وہ گئے ہیں۔ دورہ پہلے سے طے شدہ تھا۔“ ناثران نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ جھینچ لئے۔

”کیا یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ملٹری سیکرٹری نے صادق چکاری کو کس جگہ کرنل ٹنڈن کے حوالے کیا ہے؟“ عمران نے کہا۔

”میں آپ کی بات اپنے آدمی سے کراتا ہوں۔ آپ خود اس سے پوچھ لیں وہ پرائم ٹیسر سیکرٹریٹ میں سپیشل سیل کا انچارج ہے۔“

تو ناثران نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھالیا۔

”یس۔۔۔ ناثران نے کہا۔

”گھر بول رہا ہوں۔ مجھے سلیم خان سے بات کرنی ہے۔“ دوسری طرف سے ایک باریک سی آواز سنائی دی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دوسری طرف سے بولنے والے کے دانت نہ ہوں اور بولتے ہوئے اس کے منہ سے ہوا نکل جاتی ہو۔ اس لئے آواز باریک محسوس ہو رہی تھی۔

”سلیم خان پانچ منٹ بعد آئے گا پھر آپ فون کر لیں۔“ ناثران نے کہا اور سیور رکھ دیا۔ پھر پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی دوبارہ اٹھی تو ناثران نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھالیا۔ لاؤڈر کا بٹن چونکے پہلے سے ہی پریس تھا اس لئے اسے دوبارہ پریس کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

”یس۔۔۔ ناثران نے کہا۔

”ونود بول رہا ہوں۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”گو بند بول رہا ہوں ونود۔ میرے پاس رابرٹ سے بات کر دو۔“ تم سے ایس سی کے بارے میں تفصیل سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“ ناثران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یس سر۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو ناثران نے سیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”ہیلو۔ رابرٹ بول رہا ہوں۔“ عمران نے بھی لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ ونود بول رہا ہوں۔۔۔ دوسری طرف سے قدرے

مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ملٹری سیکرٹری نے ریڈ ایگل کو کہاں پہنچایا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”میں نے پہلے ہی گو بند کو بتایا ہے کہ ملٹری سیکرٹری نے جو انیشیل رپورٹ دی ہے اس کے مطابق اس نے ریڈ ایگل کو ساپور چھاؤنی سے لے کر راگن کے کرنل سنڈن کے حوالے کیا ہے۔ کہاں کیا ہے اس بارے میں معلوم نہیں ہے۔“ دوسری طرف سے ونود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس ہیلی کاپٹر کا پائلٹ کون تھا۔“ عمران نے پوچھا۔

”پائلٹ کیپٹن موبو رام ہے۔ وہی پرائم منسٹر کے ہیلی کاپٹر کا پائلٹ ہے۔“ ونود نے جواب دیا۔

”موبو رام اس وقت کہاں ہوگا۔“ عمران نے پوچھا۔

”پرائم منسٹر صاحب فارن ٹور پر چلے گئے ہیں اس لئے وہ فارغ ہو گا۔ اس کی رہائش گاہ تو پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کے اندر ہی ہے لیکن اس وقت وہ یقیناً سپیشل آفیسرز کلب میں ہوگا۔ کیونکہ اس کے بیوی بچے نہیں ہیں۔ اس لئے اس کا زیادہ وقت کلب میں ہی گزرتا ہے۔“ ونود نے جواب دیا۔

”یہ سپیشل آفیسرز کلب کہاں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”اولڈ فورٹ روڈ پر جناب۔“ ونود نے جواب دیا۔

ناثران نے کہا۔

”میں یہ کام ماسک میک اپ میں کروں گا کیونکہ وہ مجھے ذاتی طور پر جانتا ہے۔ پھر اسے بے ہوش کر کے لے آؤں گا۔ اس سے پوچھ گچھ کر کے اس کو دوبارہ بے ہوش کر کے وہاں پہنچا دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ خود ہی اپنی زبان بند رکھے گا۔ ویسے وہ ذاتی طور پر اتہائی لالچی آدمی ہے۔ اگر اسے مجھاری رقم کا لالچ دیا جائے تو وہ خود ہی سب کچھ بتا دے گا۔“ فیصل جان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم اسے لے کر آؤ۔ پھر جیسا موقع ہو گا دیکھا جائے گا۔“ ناثران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”میں ملازم کو کہہ آؤں کہ جب فیصل جان اسے لے کر آئے تو وہ ہمیں اطلاع کر دے۔“ ناثران نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ناثران نے عمران کو اطلاع دی کہ موبو رام کو خصوصی تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا ہے تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت ناثران کی رہنمائی میں اس خصوصی تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ موبو رام جس کے مخصوص خدوخال بتا رہے تھے کہ وہ واقعی اتہائی لالچی آدمی ہے وہاں موجود تھا۔ فیصل جان بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ سلام دعا کی۔

”اسے کس طرح بے ہوش کیا گیا؟“ عمران نے فیصل جان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”کنہی پرچوٹ مار کر“..... فیصل جان نے جواب دیا۔

”اوکے۔ گڈ بائی“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”کیا تم وہاں سے اس موبو رام کو اغوا کر سکتے ہو۔ اسی سے اس معلومات ملیں گی“..... عمران نے ناثران سے کہا اور ناثران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیئے۔

”فیصل جان بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے فیصل جان کی آواز سنائی دی۔

”ناثران بول رہا ہوں فیصل جان۔ عمران صاحب اپنے ساتھ سمیت سپیشل اڈے میں موجود ہیں۔ تم پر انم سنسر کے خصوصی ایڈ کاپٹر کے پائلٹ موبو رام سے واقف ہو گے۔“ ناثران نے کہا۔

”ہاں۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ کیوں؟“..... فیصل جان نے پوچھا۔

”وہ اس وقت سپیشل آفیسرز کلب میں ہو گا۔ عمران صاحب اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ پوچھ گچھ کے بعد زندہ واپس پہنچا دیا جائے تاکہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اس سے پوچھ گچھ کی گئی ہے۔“..... ناثران نے کہا۔

”کیوں نہیں ہو سکتا۔ میں اسے بے ہوش کر کے سپیشل اڈے لے آتا ہوں“..... فیصل جان نے کہا۔

”لیکن خیال رکھنا کہ ہم نے اسے واپس بھی بھیجا ہے ورنہ اس کے غائب ہونے سے وہ لوگ الرٹ ہو جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ“ مقصد ہی فوت ہو جائے جس کے لئے اس سے پوچھ گچھ کی جانی ہے۔“

ہاں۔ ہاں۔ مگر تم کون ہو۔ اور اس طرح تم نے مجھے کیوں یہاں جکڑا دیا ہے۔ موبو رام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

۔ مسٹر موبو رام۔ ہمارے متعلق تم جتنا کم جانو گے اتنا ہی بخوش رہو گے۔ ہم تمہیں ایک آفر کر رہے ہیں۔ اگر تم نے یہ آفر قبول کر لی تو تمہیں ہماری رقم مل جائے گی اور کسی کو تمہارے یہاں آنے کا علم بھی نہیں ہوگا اور تمہیں بے ہوش کر کے واپس پہنچا دیا جائے گا اور یہ رقم دس لاکھ ڈالر بھی ہو سکتی ہے۔۔۔ عمران نے کہا تو موبو رام کی آنکھوں میں یقینت تیز چمک اُبھر آئی۔

۔ دس لاکھ ڈالر۔ موبو رام نے اس طرح الفاظ ادا کئے جیسے وہ دل ہی دل میں دس لاکھ ڈالروں کو گن رہا ہو۔ ان کی اہمیت کا اندازہ کر رہا ہو۔ اس کے چہرے پر بیک وقت حیرت اور جوش کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

۔ یہ تو واقعی بہت بڑی رقم ہے اور اس رقم سے میری زندگی بھی بدل سکتی ہے۔ لیکن کیا تم واقعی اتنی بڑی رقم ادا کر سکتے ہو۔ موبو رام نے کہا۔

۔ ایکریمیا کے لئے دس لاکھ ڈالر تمہارے کافرستانی دس لاکھ روپوں سے بھی کم اہمیت رکھتے ہیں مسٹر موبو رام۔۔۔ عمران نے کہا۔

۔ اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ واقعی تم درست کہہ رہے ہو۔ ایکریمیا تو سپر پاور ہے۔ اس کے لئے دس لاکھ ڈالر کی کیا اہمیت ہے۔ لیکن مجھے کیا کرنا ہوگا۔ کیا تم پرائم منسٹر کو ہلاک کرانا چاہتے ہو۔ موبو رام نے

۔ اوکے۔ پھر ایسا ہے کہ تم اور ناثران باہر چلے جاؤ۔ تم دونوں مقامی میک اپ میں ہو جبکہ ہم ایکریمین میک اپ میں ہیں اور مقامی آدمیوں کی نسبت ایکریمین بہر حال رقم دینے میں زیادہ فیاض ہوتے ہیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ناثران اور فیصل جان دونوں بے اختیار ہنس پڑے اور پھر وہ دونوں ہی اس تہہ خانے سے باہر چلے گئے تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس موبو رام کے سامنے موجود کرسیوں پر بیٹھ گیا۔ عمران کے کہنے پر صفدر نے موبو رام کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو صفدر پیچھے ہٹا اور عمران کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد موبو رام نے کر لہستے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے تو اس کی آنکھوں میں دھند سی چھائی رہی۔ پھر اس کا شعور جاگ پڑا اور اس نے بے اختیار انھننے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

۔ کک۔ کک۔ کون ہو تم۔ اور یہ میں کہاں ہوں۔ میں تو فون روم کی طرف جا رہا تھا کہ کسی نے مجھے ضرب لگائی اور میں بے ہوش ہو گیا۔ یہ میں کہاں آگیا ہوں۔ کیا مطلب۔۔۔۔۔ موبو رام نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

۔ تمہارا نام موبو رام ہے اور تم پرائم منسٹر کافرستان کے خصوصی ٹیلی کاپر کے پائلٹ ہو۔ عمران نے ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

کہا۔
اگر ایسا ہے تو پھر عمران نے کہا۔
"اوہ نہیں۔ اس کے لئے یہ رقم کم ہے۔ تمہیں اسے بیس سے
ضرب دینا ہوگی اور ساتھ ہی مجھے ایکریمیا میں پناہ دینی ہوگی۔"
رام نے کہا۔

"نہیں۔ ہم نے یہ کام نہیں کرانا۔ ہمیں صرف چند معلومات
چاہئیں۔ درست اور صحیح معلومات۔" عمران نے کہا لیکن وہ بہر حال
اتنا جان گیا تھا کہ فیصل جان کی بات درست ہے کہ یہ آدمی حد درجہ
لاٹھی ہے۔

کیسی معلومات۔ موبو رام نے چونک کر پوچھا۔

"پہلے یہ بات سن لو کہ اگر ہم تمہیں وہاں سے اغوا کر کے یہاں لا
سکتے ہیں تو یہاں تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ بھی غلطیہ کیا جاسکتا
ہے۔ تم پر اتہائی ہولناک تشدد بھی کیا جاسکتا ہے اور اس طرح بھی ہم
وہ معلومات تم سے حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس کے بعد تم زندہ بھی
نہیں رہو گے مگر ہم ایکریمین جانتے ہیں کہ اگر رقم خرچ کرنے سے
ہمارا کام ہو سکتا ہے تو ہمیں کسی کی جان لینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔"
عمران نے کہا۔

"میرے لئے یہ بہت بڑی رقم ہے جناب۔ آپ پوچھیں کیا پوچھنا
چاہتے ہیں۔ جو کچھ مجھے معلوم ہوگا۔ میں درست بتاؤں گا۔" موبو
رام نے کہا۔

"تم پرانم سنسز کے ملٹری سیکرٹری کے ساتھ پرانم سنسز کے
خصوصی ہیلی کاپٹر پر ساپور چھاؤنی گئے جہاں کرنل شوالا نے ایک
مشکباری آدمی صادق چکاری کو بے ہوشی کے عالم میں ملٹری سیکرٹری
سے حوالے کیا اور پھر تم اسے ہیلی کاپٹر میں لا کر وہاں سے لے آئے اور
ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ملٹری سیکرٹری نے اسے راگن کے کرنل ٹنڈن
سے حوالے کیا لیکن ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کرنل ٹنڈن ایک
ہفتے سے چھٹی پر ہے اور راگن کے کسی آدمی کو بھی اس لین دین کا علم
نہیں ہے۔ ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس آدمی کو ملٹری سیکرٹری
نے کس کے حوالے کیا اور کہاں کیا ہو نہ ملٹری سیکرٹری پرانم سنسز
کے ساتھ غیر ملکی دورے پر چلا گیا ہے اس لئے یہ بھاری رقم کمانے کا
تمہیں موقع مل رہا ہے ورنہ ہم ملٹری سیکرٹری کو اغوا کر کے اس سے
سب کچھ معلوم کر لیتے۔" عمران نے کہا۔

"تم مجھے رقم دو۔ تمہیں میں سب کچھ بتا دوں گا وہ کچھ بھی جو شاید
کسی کو بھی نہیں معلوم۔" موبو رام نے کہا۔

"رقم تمہیں مل جائے گی۔ جب ہم نے خود ہی پیشکش کی ہے تو
ظاہر ہے ہم رقم دیں گے لیکن اس وقت جب ہمیں احساس ہو جائے گا
کہ تم نے ہمارے مطلب کی اور درست معلومات مہیا کی ہیں۔"
عمران نے سرد اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اس مشکباری صادق چکاری کو بظاہر کرنل ٹنڈن کے ہی حوالے
کیا گیا ہے لیکن وہ کرنل ٹنڈن نہ تھا بلکہ راگن کا کرنل شام تھا البتہ

اس نے کرنل ٹنڈن کا میک اپ کر رکھا تھا لیکن میرے کرنل ٹنڈن اور کرنل شیاں دونوں سے انتہائی گہرے تعلقات ہیں اس لئے میں اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ وہ کرنل ٹنڈن نہیں بلکہ کرنل شیاں ہے لیکن چونکہ یہ سرکاری معاملات تھے اس لئے میں خاموش رہا۔

موبو رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کرنل شیاں کو کہاں یہ آدمی دیا گیا تھا۔ عمران نے پوچھا۔

راگن کمپنی مشکبار اور کانفرنس کی درمیانی سرحد پر فرائض انجام دیتی ہے۔ میں سرحد پر ہی راگن کا ایک خفیہ اڈہ ہے جو چامبا وادی میں ہے۔ یہ کام میں ہوا تھا۔ موبو رام نے کہا۔

لیکن راگن کے کسی آدمی کو اس کا علم نہیں ہے۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ کرنل شیاں ہلاک ہو چکا ہے۔ موبو رام نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی تھیں حس کہہ رہی تھیں کہ موبو رام واقعی بے حد باخبر ہے اس لئے اگر اسے مزید رقم کا لالچ دیا جائے تو یہ بہت کچھ بتا سکتا ہے۔ اس نے کوٹ کی جیب سے ایک چمک بک نکالی اور اس کا ایک چمک بھاڑ کر اس نے ہاتھ میں لے لیا۔

اسے آزاد کر دو۔ عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر سے کہا تو صفدر خاموشی سے اٹھ کر موبو رام کی کرسی کے عقب میں گیا اور اس نے کرسی کے ایک پائے کے عقب میں موجود ہٹن کو پیر سے پریس کیا تو راز غائب ہو گئے اور موبو رام آزاد ہو گیا۔

ادھر ہمارے پاس آکر بیٹھو موبو رام۔ تم نے چونکہ سچ بولا ہے اس لئے تم واقعی انعام کے حق دار ہو۔ عمران نے کہا تو موبو رام اٹھا اور اس کرسی پر آکر بیٹھ گیا جس پر پہلے صفدر بیٹھا ہوا تھا جبکہ صفدر نے ایک اور خالی کرسی سنبھال لی۔

یہ دیکھو۔ یہ دس لاکھ ڈالر کا گارنڈ چمک۔ یہ تمہارا ہو گیا۔ عمران نے چمک موبو رام کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ موبو رام نے چمک عمران کے ہاتھ سے تھپٹا اور اسے فوراً دیکھنے لگا۔ پھر اس کے چہرے پر جیسے یقین مسرت کا ابشار سامنے لگا۔

اوہ۔ اوہ۔ واقعی یہ اصل گارنڈ چمک ہے۔ اوہ۔ بہت شکر ہے۔ یہ رقم تو میرا خواب تھا۔ موبو رام نے انتہائی مسرت خبر لے لے میں کہا اور پھر چمک کو احتیاط سے تہہ کر کے اسے اپنے کوٹ کی اندر دنی جیب میں رکھ لیا۔

تم ایسے ہی ایک اور چمک کے بھی مالک بن سکتے ہو موبو رام۔ عمران نے چمک بک کو کھول کر پھر بند کرتے ہوئے کہا تو موبو رام بے اختیار اچھل پڑا۔

کیا مطلب۔ دس لاکھ ڈالر کا ایک اور چمک۔ کیا واقعی۔ اوہ۔ اوہ کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ موبو رام نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ شعور کی بجائے لاشعوری انداز میں بول رہا ہو یا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آرہا ہو۔ دوسرے لمحے اس نے بے اختیار خود ہی اپنی کلائی پر چٹکی بھری اور عمران اور اس کے ساتھی موبو رام کے اس انداز

پر بے اختیار مسکرا دیئے۔

”یہ سب کچھ حقیقت ہے موبو رام۔ ہم رقم دینے کے معاملے میں واقعی فیاض ہیں جو ہمارے ساتھ تعاون کرے ہم اسے مالا مال کر دیتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بتاؤ کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔ جلدی بتاؤ۔“ موبو رام نے کہا۔
”میں نے محسوس کیا ہے کہ تم صادق چکاری کے بارے جانتے ہو۔ اسے کہاں لے جایا گیا ہے اور کس طرح اور کس انداز میں۔ اگر تم مجھے یہ سب کچھ بتا دو تو ایک اور چٹیک تمہیں مل جائے گا اور کسی کو کبھی بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ تم نے ہمیں کچھ بتایا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں واقعی جانتا ہوں۔ وہ ملٹری سیکرٹری اچھوت آدمی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ موبو رام بس پائلٹ ہی ہے جبکہ میری آنکھیں ہر وقت کھلی رہتی ہیں۔ سنو میں بتاتا ہوں تمہیں۔ جب اس خفیہ اڈے پر ملٹی سیکرٹری نے صادق چکاری کو کرنل فنڈن کے مسیک میں موجود کرنل شیام کے حوالے کیا تو میں نے وہاں تباکی ایر بیس کے کمانڈر لچمن کا خصوصی ہیلی کاپٹر بھی کھڑا ہوا دیکھا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ صادق چکاری کو کمانڈر لچمن کے حوالے کیا گیا ہوگا اور پھر یہ بھی اطلاع مجھے مل چکی ہے کہ کمانڈر لچمن کالانگ کے پہاڑی علاقے میں ہلاک ہو چکا ہے۔ اس کا خصوصی ہیلی کاپٹر کسی پہاڑی سے ٹکرا گیا تھا حالانکہ یہ بات سو فیصد جھوٹ پر مبنی ہے۔ کمانڈر لچمن انتہائی ماہر ترین

پائلٹ تھا پھر کالانگ تو اس کا اپنا علاقہ ہے۔ وہ سینکڑوں نہیں ہزاروں بار وہاں سے گزرا ہوگا۔ اس کی تو آنکھیں بند کر دی جائیں تب بھی وہ اس علاقے سے صحیح سلامت ہیلی کاپٹر کر اس کر کے لے جائے گا۔ یقیناً کمانڈر لچمن کو اس لئے ہلاک کرایا گیا ہے کہ وہ یہ نہ بتا سکے کہ صادق چکاری کو کہاں اس نے پہنچایا ہے جس طرح کرنل شیام کو روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ظاہر کیا گیا ہے۔“ موبو رام نے کہا۔
”تمہارا کیا خیال ہے کہ کمانڈر لچمن نے صادق چکاری کو کہاں پہنچایا ہوگا۔“ عمران نے کہا۔

”جہاں تک میری معلومات ہیں کمانڈر لچمن کا ہیلی کاپٹر تباہ ہوا تو اس کا رخ شمال مغرب کی طرف تھا۔ اس کا مطلب صاف ہے کہ وہ کنڈور کے علاقے سے واپس اپنے تباکی ایر بیس پر آ رہا تھا اور کنڈور انتہائی دشوار گزار پہاڑی علاقہ ہے اور وہاں ایک ہی سپیشل بیس کیمپ ہے جس کا نام کنڈور بیس کیمپ ہے اور کرنل پرشاد اس کا کمانڈر ہے۔ میں پرائم منسٹر سمیت کئی بار کنڈور بیس کیمپ جا چکا ہوں۔ یہ جگہ ایسی ہے جہاں کوئی اجنبی آدمی کسی صورت بھی نہیں پہنچ سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ صادق چکاری کو وہیں بھیجا یا گیا ہوگا۔ ویسے بھی کرنل پرشاد پہلے ملٹری انشلی جنس میں کیپٹن تھا۔ وہ پرائم منسٹر کا دور کا رشتہ دار ہے۔ پرائم منسٹر نے خصوصی طور پر اسے کرنل کے عہدے پر ترقی دے کر کنڈور سپیشل بیس کیمپ کا کمانڈر بنا دیا ہے۔ پرائم منسٹر صاحب اس پر بے حد اعتماد کرتے ہیں اور میں نے اکثر دیکھا

زبانیں کھلاوائی جاتی ہیں۔

”وہاں فون آؤ تو گوا“۔ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ ٹرانسمیٹر سے رابطہ ہے یا اندر موجود مشینری کی مدد سے۔“

موبو رام نے جواب دیا۔

”ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی“۔ عمران نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم اور نہ میں نے کبھی معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔“

موبو رام نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن جو کچھ تم نے بتایا ہے اسے جب تک کنفرم نہ کر لیا جائے

تب تک تمہاری باتوں پر کسی یقین کیا جاسکتا ہے اگر تمہیں ٹرانسمیٹر

فریکوئنسی کا علم نہیں تو تم پر انم سنسر سیکرٹسٹ سے اپنے طور پر معلوم

کر سکتے ہو۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں معلوم تو کر سکتا ہوں لیکن میں وہاں کال تو نہیں کر

سکتا اور نہ تو سب کچھ وہ لوگ سمجھ جائیں گے۔“ موبو رام نے

پریشان سے لہجے میں کہا۔

”تم کال نہ کرنا۔ تم صرف فریکوئنسی معلوم کرو۔“ عمران نے

کہا۔

”مجھے فون کرنا ہوگا۔“ موبو رام نے کہا۔

”جا کر فون لے آؤ البرٹ۔“ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر

کہا اور صفدر سر ملاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

”میری سمجھ میں اب تک یہ بات نہیں آئی کہ ایکریمیا کو اس صادق

ہے کہ دو کرنل پر شاد کی صلاحیتوں کی تعریف کرتے رہتے ہیں۔ پھر

کرنل پر شاد حد درجہ ظالم اور سفاک آدمی ہے۔ یہ بیس کیمپ اس لئے

بنایا گیا ہے کہ کافرستان کے ایسے آدمیوں کو جن سے معلومات حاصل

کرنی ہوں وہاں بھیجا جاتا ہے اور وہاں کرنل پر شاد ان آدمیوں پر ایسے

ایسے ظلم کرتا ہے کہ وہ چاہے دنیا کے بہادر ترین آدمی کیوں نہ ہوں

سب کچھ بتا دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔“ موبو رام نے مسلسل

بوتے بوتے کہا تو عمران نے جیب سے تہہ شدہ نقشہ نکالا اور اسے

سلئے رکھی ہوئی میز پر بٹھا دیا۔

”اب تم بتاؤ کہ کنڈور بیس کیمپ کہاں ہے۔“ عمران نے موبو

رام سے مخاطب ہو کر کہا تو موبو رام نقشے پر جھک گیا۔ وہ چند لمحوں

تک نقشے کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے ایک جگہ پر انگلی رکھ دی۔

”یہ ہے کنڈور کا پہاڑی علاقہ اور یہاں یہ کیمپ ہے۔ کیا جنگ نامی

پہاڑی کے اندر خفیہ کیمپ۔“ موبو رام نے کہا۔

”تم وہاں گئے ہو۔ اس کی جو کچھ تفصیل تم بتا سکتے ہو بتا دو۔“

عمران نے کہا تو موبو رام نے جو تفصیل بتائی اس سے معلوم ہوا کہ

پہاڑی کے اندر ایک خفیہ اڈہ بنا ہوا ہے۔ جہاں پندرہ کے قریب افراد

ہیں۔ یہاں ایسی مشینری نصب ہے جو ارد گرد کے تمام علاقوں کی

چیمکنگ کرتی رہتی ہے اور اس بارے میں اطلاع کنڈور علاقے میں

واقع ایک پہاڑی چھاؤنی اور ایئر بیس کو پہنچا دیتی ہے جبکہ ایئر بیس

”یہ مہوبہ رام کو دے دو اور مہوبہ رام۔ اس پر لاؤ ڈر کا بین مہوبہ ہے

مکرنل پر شاد کی فریکوئنسی - تمہارا مطلب ہے کہ کنڈور سپیشل
میس کیپ کی فریکوئنسی - لیکن وہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے - سوری موبو

”اوہ ہاں۔ وہ واقعی اس کا گہرا دوست ہے اور انتہائی عیاش طبع آدمی ہے۔“ فیصل جان نے جواب دیا اور پھر دس منٹ بعد ناثران واپس آگیا۔

”معلوم نہیں ہو سکا عمران صاحب۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے۔“ ہزان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر فیصل جان تم جاؤ اور اسے بے ہوش کر کے یہاں لے آؤ۔“ عمران نے کہا تو فیصل جان سر ملاتا ہوا اٹھا اور پھر تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

”اس موبو رام نے کیا بتایا ہے عمران صاحب۔“ ناثران نے پوچھا۔

”ایک منٹ۔ میں اس کو بے ہوش کر دینے کا کہہ کر ابھی واپس آتا ہوں۔ ظاہر ہے سوشل کے آنے میں کچھ دقت لگ جائے گا۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور ناثران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ عمران واپس ہر خانے میں چلا گیا۔

”البرٹ۔ موبو رام کا خاص خیال رکھنا۔ میں کچھ دیر بعد آؤں گا۔“ عمران نے کہا اور پھر واپس مڑ کر باہر آگیا اور پھر باہر آکر اس نے ناثران کو تفصیل بتانی شروع کر دی جبکہ اس دوران صفدر باقی ہاتھیوں کے ساتھ وہاں آگیا۔

”موبو رام کو بے ہوش کر کے میں نے دوبارہ راڈز میں جکڑ دیا ہے۔“ صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”رام میں وہ نہیں بنا سکتا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔
”میں۔“ سرکاری کام کر رہا ہوں۔ کوئی ذاتی کام تو نہیں کر رہا۔“ موبو رام نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کچھ بھی ہو۔ بہر حال آئی ایم سوری۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ اسی کو معلوم ہے۔“ موبو رام نے بے بس سے لہجے میں کہا۔

”تم جیسے بے شکوہ میں آ رہا ہوں۔“ عمران نے کہا اور اٹھ کر تیز سے باہر نکل گیا۔ باہر ناثران اور فیصل جان موجود تھے۔

”ناثران کیا تم پر انٹرنیشنل سیکرٹریٹ میں اپنے آدمی سے یہ معاملہ کر سکتے ہو کہ کنڈور سپیشل بیس کیمپ کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی کیا ہے۔“ عمران نے ناثران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کوشش تو کی جاسکتی ہے۔“ ناثران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر جلد از جلد معلوم کرو۔ ورنہ دوسری صورت میں فیصل جان کو سپیشل آفیسر زکلب سے ایک اور آدمی کو اغوا کر کے یہاں لانا پڑے گا۔“ عمران نے کہا اور ناثران اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”کس کو عمران صاحب۔“ فیصل جان نے چونک کر پوچھا۔
”ایک آدمی سوشل نام کا ہے۔ اس موبو رام کا بڑا گہرا دوست ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ہو۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "تم کہاں سے بول رہے ہو؟" شاگل نے اس بار قدر سے آہستہ بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے جہاد سے سیکرٹری کو بتایا ہے کہ میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ کیا اس نے جہاد سے نہیں بتایا۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ تم نے مجھ سے بات کرنے سے پہلے متعلقہ آدمیوں کو حکم دے دیا ہو گا کہ وہ معلوم کر کے بتائیں کہ میں کہاں سے بات کر رہا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ میرے پاس مصدقہ اطلاعات موجود ہیں کہ تم پاکیشیا سے واوی مشکباز میں داخل ہو چکے ہو۔" شاگل نے کہا۔

"آج نہیں تو کل وہ بھی پاکیشیا کا ہی حصہ بن جائے گا۔ ویسے مجھے افسوس ہے شاگل کہ تم نے اپنی اہمیت اس قدر کم کر لی ہے کہ اب پرائم منسٹر اور صدر تم پر اعتماد ہی نہیں کرتے۔ مجھے اس پر بے حد افسوس ہوا ہے حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تم میں کتنی صلاحیتیں ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ جہاد کے خلاف مشن مکمل کرتے ہوئے مجھے کتنے کنٹین مراصل سے گزرنا پڑتا ہے اور پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ اب تک میری قسمت نے مجھے جہاد کے ہاتھوں ہلاک ہونے سے بچایا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود جہاد کے ملک کا پرائم منسٹر اور صدر جہاد کے فصول اور ناکارہ آدمی سمجھتے ہیں اور جہاد کے علاوہ ہر ذلکاس لوگوں

"اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ اب آپ کو اس کنڈور میں کیپ پر ریڈ کرنا ہو گا۔" ناثران نے کہا۔
 "ہاں۔ لیکن اس سے پہلے مجھے معلوم کرنا ہو گا کہ اس کی حفاظت کے لئے کس کس وینچری کو تعینات کیا گیا ہے۔" عمران نے کہا۔
 "وہ کیسے معلوم ہو گا۔" ناثران نے حیران ہو کر کہا۔
 "شاگل سے معلوم کرنا ہو گا۔ فون تم لے آئے ہو گے صفدر۔" عمران نے مسکراتے ہوئے پہلے ناثران کو جواب دیا اور پھر صفدر سے مخاطب ہو گیا اور صفدر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا فون پس عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہاں عمران صاحب۔ آپ بے لکڑ ہو کر بات کریں۔" ناثران نے جواب دیا اور عمران نے لاؤڈ کاشن پریس کر کے منبر پر بیٹھ کر شروع کر دیئے۔
 "میں..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔"

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سرورس جناب شاگل سے سیری بات کرائیں۔" عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔
 "ہو لاؤ آن کریں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ شاگل بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ارے ارے۔ اتنا اونچا کیوں بول رہے ہو۔ کیا بہرے ہو گئے۔"

پر اعتماد کرتے ہیں۔ عمران نے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم خواہ مخواہ غلط بات کر رہے ہو۔ ویسے تمہاری یہ بات تو واقعی درست ہے کہ تم اپنی قسمت کی وجہ سے ہی اب تک میرے ہاتھوں سے بچے ہوئے ہو۔ لیکن یہ بتا دوں کہ ہر بار قسمت ساتھ نہیں دیا کرتی۔“ شاگل نے جواب دیا اور عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی شاگل کا جواب سن کر بے اختیار مسکرائے۔

”مجھے معلوم ہے لیکن اس کا فیصلہ تو بعد میں ہوتا رہے گا۔ میں نے اس لئے تمہیں فون کیا ہے کہ پرائم منسٹر صاحب، صادق چکری کو ساپور تھانہ سے نکال کر لے گئے ہیں اور اس کے لئے انہوں نے اپنا خصوصی ہیلی کاپٹر اور اپنے ملٹری سیکورٹی کو استعمال کیا ہے اور یہ بھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ صادق چکری کو انہوں نے کافرستان میں کسی خفیہ مقام پر پھنچا دیا ہے جبکہ تمہیں اس کی ہوا تک نہیں ملنے دی۔“ عمران نے کہا۔

”بکو اس مت کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم مجھ سے وہ سبب معلوم کرنا چاہتے ہو جہاں صادق چکری کو رکھا گیا ہے۔ مجھے معلوم ہے لیکن میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔“ شاگل نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”اد کے“ ٹھیک ہے۔ تم اپنے آفس میں بیٹھے اپنے ماتحتوں پر رعب تھارتے رہو۔ اب میں مزید کیا کہہ سکتا ہوں۔ ویسے مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ تمہیں واقعی عضو معطل بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔“ عمران

نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

”میں تمہیں صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ صادق چکری کو وادی مشکبار میں ہی رکھا گیا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ مجھے سب کچھ معلوم ہے۔“ شاگل نے کہا۔

”تو پھر تو تمہیں وادی مشکبار میں ہونا چاہئے تھا جبکہ تم یہاں بیٹھے ہوئے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”مجھے صرف تمہارے خلاف کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور مشکبار میں میرے آدمی موجود ہیں۔ جیسے ہی مجھے تمہاری کسی جگہ موجودگی کی اطلاع ملی۔ میں موت بن کر تم پر چھٹ پڑوں گا۔ تمہارے علاوہ بھی چونکہ ہمیں اور بہت سے کام کرنے ہوتے ہیں اس لئے میں ہیڈ کوارٹر میں ہی رہتا ہوں۔“ شاگل نے کہا۔

”جب میں صادق چکری کا پتہ کر لوں گا تو میرا وعدہ کہ میں تمہیں فوراً اطلاع کر دوں گا۔ گڈ بائی۔“ عمران نے کہا اور فون آف کر دیا۔

”شاگل تو کہہ رہا ہے کہ صادق چکری وادی مشکبار میں ہے۔“ حفصہ نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن مجھے چیک کرنا پڑے گا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ اس بار پرائم منسٹر نے یہ مشن اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اور شاگل کو بھی درست بات نہیں بتائی گئی۔ البتہ کہ نل پرشاد سے اگر بات ہو گئی تو پھر اصل بات سامنے آجائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس موبو رام کے

اندازے سرے سے ہی غلط ہوں : عمر ان کے کہا اور سب
ساتھیوں نے اثبات میں سر ملا دیئے۔

صادق چکاری کو ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک کرسی پر بیٹھے
ہوئے پایا۔ اس کے جسم کے گرد فولادی راڈز موجود تھے۔ جبکہ سامنے
ایک کافرستانی فوجی ہاتھ میں سرخ پکڑے کھڑا ہوا تھا۔ صادق چکاری
نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا کیونکہ وہ جس کمرے میں پہلے راڈز والی
کرسی میں جکڑا ہوا تھا اور اسے اس طرح ایک فوجی نے انجکشن لگا کر
بے ہوش کیا تھا یہ کمرہ اس سے قطعی مختلف تھا یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا
جس میں انتہائی جدید ترین ٹارگٹ کے سامان کے ساتھ ساتھ قدیم
دور کے ہتھیار تلواریں، نیزے اور خنجر بھی دیوار کے ساتھ لٹکے ہوئے
تھے جبکہ وہ کمرہ بالکل سادہ تھا۔

”ہم کہاں ہیں“..... صادق چکاری نے اس فوجی سے مخاطب ہو کر
کہا۔

”تم کنڈور سپیشل بیس کیمپ میں ہو۔ تم یقیناً اس بیس کیمپ

”تمہارا نام کرنل پرشاد ہے۔“ صادق چکاری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اس نے جو کچھ کرنل پرشاد کے بارے میں سن رکھا تھا اس سے یہ شخص بالکل مختلف نظر آ رہا تھا۔

”ہاں۔ میرا نام کرنل پرشاد ہے۔“ اس آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تمہارے متعلق جو کچھ کہا جاتا ہے تم بظاہر تو اس سے قطعی مختلف ہو۔“ صادق چکاری نے کہا تو کرنل پرشاد بے اختیار ہنس پڑا۔

”جو کچھ میرے بارے میں کہا جاتا ہے وہ بے حد کم ہے۔ لیکن ایسا میں اس وقت بنتا ہوں جب سیدھی انگلی سے کام نہیں چلتا۔ بہر حال تمہیں یہاں اس لئے لایا گیا ہے کہ تم سے دو معاملات کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں۔ ایک تو فلم رول ہے جو باوجود کوشش کے ٹریس نہیں ہو سکا اور دوسرا الجہاد تنظیم کے بارے میں تمام معلومات جس کے تم لیڈر ہو۔“ کرنل پرشاد نے کہا۔

”کیا مجھے یہاں کرنل شوالا نے بھیجا یا ہے؟“ صادق چکاری نے کہا۔

”نہیں۔ تمہیں یہاں پرائم منسٹر کے حکم سے لایا گیا ہے۔“ کرنل پرشاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تم پہلے کرنل شوالا سے بات کر لو۔“ کرنل شوالا نے میری بے ہوشی کے دوران میرے ذہن کو اتہائی جدید ترین مشینری سے چمک کیا تھا۔ اس کی تفصیلی رپورٹ بھی اس کے پاس ہو گی اور اگر

کے بارے میں جانتے ہو گے۔“ اس فوجی نے جواب دیا اور صادق چکاری بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ وہ اس کیمپ کے بارے میں کافی کچھ سن چکا تھا۔ کئی مشکباری لیڈروں کو یہاں پہنچایا گیا تھا اور کئی بار مشکباری مجاہدین نے اس کیمپ کو ٹریس کرنے کی بھی کوشش کی تھی لیکن آج تک اس کیمپ کو ٹریس نہ کیا جاسکا تھا۔

”تو میں کرنل پرشاد کی تحویل میں ہوں۔“ صادق چکاری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اور ابھی کرنل صاحب آرہے ہیں۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ جو کچھ کرنل صاحب پوچھیں۔ تم بتا دو۔ ورنہ اس کمرے میں بڑے بڑے جفا داری بھی بولنے پر مجبور ہو گئے ہیں لیکن یہ اور بات ہے کہ اس کے بعد پھر وہ کبھی نہ بول سکے۔“ اس فوجی نے کہا۔

”تمہارا کیا نام ہے؟“ صادق چکاری نے پوچھا۔

”میرا نام کیپٹن نریندر ہے۔“ اس فوجی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر بھی فوجی یونیفارم تھی اور شارز کے لحاظ سے وہ کرنل تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر بے پناہ معصومیت اور سادگی تھی جیسے وہ بے حد سادہ مزاج آدمی ہو۔

”ہو نہ ہو۔ تو تم ہو وہ صادق چکاری جو کافرستانی حکومت کے لئے مسئلہ بنا ہوا تھا۔“ آنے والے نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اس کا لہجہ بھی بے حد نرم تھا۔

واقعی کوئی فلم رول میرے پاس تھا تو اس کے بارے میں بھی تمہیں علم ہو جائے گا اور الجہاد کے بارے میں بھی۔ صادق چکاری نے کہا۔

مجھے کیا ضرورت ہے کسی سے کچھ پوچھنے کی۔ تم یہاں موجود ہو۔ تم خود ہی سب کچھ بتا دو گے۔ کرنل پرشاد نے جواب دیا۔
تو پھر سن لو کہ میرا الجہاد سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ طبعاً تقسیم ہے۔ اس کے نیز کا نام البتہ محمد علی مجاہد ہے۔ بس میں اتنا جانتا ہوں اس سے زیادہ نہیں۔ جہاں تک اس فلم رول کا تعلق ہے۔ ایسا رول بنانے کا میں نے سوچا ضرور تھا لیکن اسے عملی جامہ نہیں پہنایا تھا کیونکہ اتنی سمجھ مجھ میں بھی ہے کہ اگر ایسا رول کافرستان کے ہاتھ لگ گیا تو پھر وادی مشکبار کی تمام تحریک آزادی ہمیشہ کے لئے دم توڑ دے گی۔ صادق چکاری نے جواب دیا۔

تم درست کہہ رہے ہو گے لیکن مجھے تو بہر حال الجہاد کے بارے میں تفصیلات چاہئیں اور اس فلم رول کے بارے میں بھی اور تم نے بتانا ہے۔ کرنل پرشاد نے اسی طرح سادہ لہجے میں کہا۔
جو کچھ میں جانتا تھا وہ میں نے بتا دیا ہے۔ صادق چکاری نے جواب دیا۔

جو کچھ میں نے معلوم کرنا تھا وہ تم نے بتایا نہیں۔ تم نے وہ بتانا ہے۔ کرنل پرشاد کا لہجہ یکثرت سرد ہو گیا۔

اب مزید میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ صادق چکاری نے ہونٹ

بھیچنے ہوئے کہا۔

کیپٹن نرندر۔ کرنل پرشاد نے مڑ کر کیپٹن نرندر سے کہا۔
یہیں سر۔ کیپٹن نرندر نے اٹن شن ہوتے ہوئے کہا۔

صادق چکاری کو پاسم دن ہنڈرڈ کا انجکشن لگا کر پست سے الٹا کیا۔ کرنل پرشاد نے کہا۔

یہیں سر۔ کیپٹن نرندر نے کہا۔
سنو۔ رک جاؤ۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ اتہائی ہونا کاذاب ہے۔ صادق چکاری نے کہا۔

یہ ہونا کاذاب نہیں ہے بلکہ سب سے کم درجے کا کاذاب ہے۔ کرنل پرشاد نے جواب دیا۔

میں دونوں باتیں بتانے کے لئے تیار ہوں لیکن یہ دونوں باتیں میں کافرستان کے پرائم منسٹر کو بتاؤں گا تاکہ میں ان سے اپنے بارے میں تحفظ کی یقین دہانی حاصل کر سکوں۔ ویسے میرا نام صادق چکاری ہے۔ تم چاہے جو کچھ بھی کر او۔ تم مجھ سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ صادق چکاری نے کہا۔

پرائم منسٹر صاحب تم جیسے تھرڈ کلاس آدمی سے کیسے بات کر سکتے ہیں صادق چکاری۔ تمہاری کیا اہمیت ہے۔ کرنل پرشاد نے غراتے ہوئے کہا۔

او کے۔ پھر پاسم دن ہنڈرڈ کیا تھری ہنڈرڈ کا انجکشن لگا کر دیکھو۔ میں تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ میں نے کو اسیمبا کا باقاعدہ

مکمل کورس کر رکھا ہے۔ صادق چکاری نے کہا تو کرنل پر شاد ہے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم کو ایسا کے بارے میں کیسے جانتے ہو؟“ کرنل پر شاد کے لہجے میں حیرت تھی۔

”میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میرا نام صادق چکاری ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ میری کیا اہمیت ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ کسی بھی وقت میں کافرستانیوں کے ہاتھ لگ سکتا ہوں اور میں کافرستانیوں کی فطرت اور ظلم و ستم کے بارے میں بھی جانتا ہوں۔ اس لئے میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر یہ کورس کیا تھا اور تم نے یہ الفاظ سن کر جس رد عمل کا اظہار کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں معلوم ہے کہ کو ایسا کا مکمل کورس جس نے کر رکھا ہو اس پر جسمانی تشدد بے کار ثابت ہوتا ہے۔ جیسے ہی تم تشدد کرو گے میرے اعصاب مردہ ہو جائیں گے۔“ صادق چکاری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن پھر تم پام وون ہنڈرڈ سے کیوں خوفزدہ ہو گئے تھے؟“ کرنل پر شاد نے کہا۔

”میں اس سے خوفزدہ نہیں ہوا تھا۔ اس کا مجھ پر کیا اثر ہوتا ہے۔ میں نے یہ بات اس لئے کی ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ جب تم نے مجھ سے کچھ حاصل نہیں کر سکتا تو تم نے رد عمل کے طور پر مجھے ہلاک کر دینا ہے جبکہ پرائم منسٹر ہر حال ایک ذمہ دار آدمی ہیں۔ ان سے تحفظ کی یقین دہانی لی جاسکتی ہے۔“ صادق چکاری نے کہا۔

”صادق چکاری۔ تم دنیا کو تو احمق بنا سکتے ہو۔ مجھے نہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ تم جیسا آدمی صرف اپنی جان بچانے کے لئے سب کچھ بتا دے۔ میں تم لوگوں کی نفسیات سے اچھی طرح واقف ہوں۔ تم جان تو دے سکتے ہو لیکن خود کچھ نہیں بتا سکتے۔ اس لئے تمہاری یہ بات کہ تم صرف اپنی جان کے تحفظ کی خاطر سب کچھ خود ہی بتا دو گے قطعاً غلط ہے۔“ کرنل پر شاد نے کہا۔

”جو کچھ تم نے سوچا ہے وہ درست ہے لیکن جو کچھ میں نے کہا ہے وہ بھی درست ہے۔ اس کی چند خاص وجوہات ہیں جو تمہیں نہیں بتائی جاسکتیں۔ صرف پرائم منسٹر کو ہی بتائی جاسکتی ہیں۔ اگر تم میری بات مان لیتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ تمہارا جو جی چاہے کر لو۔ میں کوئی اعتراض نہیں کروں گا۔“ صادق چکاری نے کہا۔

”پرائم منسٹر صاحب تو تین روز کے لئے غیر ملکی دورے پر گئے ہوئے ہیں۔“ کرنل پر شاد نے کہا۔

”تو پھر کیا ہوا۔ میں یہاں سے بھاگ تو نہیں سکتا۔“ صادق چکاری نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن پھر تمہیں ان تینوں دنوں کے دوران بے ہوش رہنا پڑے گا۔“ کرنل پر شاد نے کہا۔

”کیا تم مجھ سے اس قدر خوفزدہ ہو۔ حیرت ہے جبکہ مجھے بھی معلوم ہے کہ کنڈرر بیس کیمپ سے فرار ناممکن ہے۔“ صادق چکاری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ہو جاتے لیکن میں اس لئے خاموش ہو گیا ہوں کہ اگر تم خود اپنے طور پر سب کچھ بتانے پر آمادہ ہو گئے ہو اور بہر حال تم کافرستان کی فوج میں رہے ہو۔ اس لئے ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تم دوبارہ ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔۔۔ کرنل پرشاد نے یکتا انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تمہاری اس قدر افزائی کا شکریہ کرنل پرشاد۔ مجھے یقین ہے کہ پرائم منسٹر کی آمد پر تمہیں ان کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا پڑے گا۔“ صادق چکاری نے کہا تو کرنل پرشاد نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر واپس چلا گیا جبکہ کیپٹن نریندر نے جیب سے ایک انجکشن نکالا اور اس کی سولی پر موجود کیپ ہٹائی اور آگے بڑھ کر اس نے سولی انتہائی بیرونی سے صادق چکاری کے بازو میں اتار دی۔

”تم مجھے بے ہوش رکھنا چاہتے ہو۔“ صادق چکاری نے حیرت سے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ اس سے تم صرف ایک گھنٹے کے لئے غرضی طور پر بے ہوش ہو گے۔ پھر تمہیں خود بخود ہوش آجائے گا۔ سپیشل سیف سیل نے ہم ٹرپل ایس کہتے ہیں تمہیں وہاں تک پہنچانے کے لئے تمہارا بے ہوش ہونا ضروری ہے۔“ کیپٹن نریندر نے دوا انجکٹ کرتے ہوئے جواب دیا اور پھر صادق چکاری کے ذہن پر دھند سی چھانے لگی اور چند لمحوں بعد اس کے احساسات اس دھند میں جیسے ڈوب سے گئے۔

”میں تم سے خوفزدہ نہیں ہوں بلکہ میں اس بات سے خوفزدہ ہوں کہ کہیں تم خود کشی نہ کر لو۔“ کرنل پرشاد نے کہا۔

”مسلمان خود کشی کو حرام موت سمجھتے ہیں اور میں کم از کم حرام موت نہیں مرنے چاہتا۔ میری تو خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کی موت نصیب کرے لیکن اگر شہادت کی موت میرے نصیب میں نہیں ہے تو پھر فطری موت میرے لئے قابل قبول ہوگی۔ حرام موت نہیں۔ صادق چکاری نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تمہیں اس بیس کیمپ کے ایک غلیوہ کمرے میں رکھا جائے گا۔“ کرنل پرشاد نے کہا اور اپنے کھڑا ہوا اور پھر وہ کیپٹن نریندر کی طرف مڑ گیا۔

”صادق چکاری کو سپیشل سیف سیل میں پہنچا دو۔ خیال رکھنا۔ اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہئے جس سے یہ فرار ہو سکے۔ کیونکہ اس کی ذہانت اور منصوبہ بندی پوری داری مشکبار کے ساتھ ساتھ کافرستان میں بھی مشہور ہے۔“ کرنل پرشاد نے کہا تو صادق چکاری بے اختیار مسکرا دیا۔

”سنو صادق چکاری۔ چونکہ تم ایک ذہین آدمی ہو اور میں ہمیشہ ذہانت کا قدر دان رہا ہوں اس لئے میں نے تم پر کسی قسم کا کوئی تشدد نہیں کیا۔ ورنہ میرے پاس ایسے ایسے آلات موجود ہیں کہ جو کورس تم نے کیا ہوا ہے وہ بھی ان آلات کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتا۔ میں تم سے ہر بات اگلوں لیتا۔ لیکن اس طرح تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ناسا

میں..... شاگل سے پھاڑا تلے والے لہجے میں کہا۔

”کندن بول رہا ہوں باس چیکنگ روم سے۔ جو کال عمران نے آپ کو کی ہے وہ کسی سیٹلائٹ کے ذریعے کی جا رہی تھی۔ اسے چیک نہیں کیا جاسکا۔“ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

”سیٹلائٹ سے کی جا رہی تھی۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیا یہ عمران کسی نطائی سیارے پر بیٹھا مجھے کال کر رہا تھا۔“..... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں جتناب۔ میرا مطلب تھا کہ جہاں سے وہ کال کر رہا تھا وہ براہ راست کافرستان نیٹ ورک سے مربوط نہیں ہے بلکہ کسی خفیہ مواصلاتی سیٹلائٹ سے اس کا رابطہ ہے اور اس خفیہ سیٹلائٹ کا ہمارے مواصلاتی نیٹ ورک سے رابطہ ہے۔ اس لئے چیکنگ مشینری یہ چیک نہیں کر سکی کہ کال کہاں سے کی جا رہی ہے۔“..... دوسری طرف سے کندن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں ہو سکتی احمق آدمی۔ تم کافرستان سیکرٹ سروس کے مواصلاتی سنٹر کے انچارج ہو۔ جس کا یہ سیٹلائٹ ہے اس سے بات کرو اور اسے مجبور کرو کہ وہ بتائے اور اگر وہ نہ بتائے تو پھر اسے کان سے پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔ میں اس کی روح سے بھی اگوا لوں گا۔“

کیوں نہیں ہو سکتی چیکنگ۔ ہو سکتی ہے۔ بالکل ہو سکتی ہے۔ یقیناً ہو سکتی ہے۔ لیکن ٹھہرو۔ اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس عمران نے خود ہی مجھے بتا دیا ہے کہ وہ وادی مشکبار سے بول رہا ہے۔ اس لئے اب

شاگل نے فون کا رسیور کر یڈل پر ہیچ دیا۔ اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔

”میں اس احمق، نائنسنس کو گولی مار دوں گا۔ یہ اپنے آپ کو سمجھتا کیا ہے نائنسنس۔ اگر قسمت نے اسے اب تک میرے ہاتھوں سے بچا رکھا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس طرح یہ مجھے فون کر کے میرے ساتھ طنزیہ گفتگو کرے۔ میں اسے گولی مار دوں گا اور اس کا ریشہ ریشہ اپنے ہاتھوں سے ادھیر دوں گا۔“..... شاگل نے بار بار اور مسلسل سین پر کے مارتے ہوئے کہا۔ اس کی ابھی عمران سے فون پر بات ہوئی تھی اور عمران نے اسے کھلے عام کہہ دیا تھا کہ اس کی اہمیت صدر اور پرائم منسٹر کی نظروں میں کچھ نہیں رہی اور عمران کی ان باتوں سے جیسے شاگل کی رگوں میں خون کی بجائے چنگاریاں سی دوڑنے لگ گئی تھیں۔ اسی لئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور شاگل نے مسلسل بڑبڑاتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر جھٹکے سے رسیور اٹھالیا۔

ہے۔ ورنہ آپ کے مقابل اس کی اپنی حیثیت ہی کیا ہے۔ آپ کافرستان جیسے عظیم اور طاقتور ملک کی سیکرٹ سروس کے چیف ہیں جبکہ وہ انتہائی پس ماندہ اور چھوٹے سے ملک پاکیشیا کا ایک عام سا آدمی ہے۔ رام چندر نے کہنا شروع کیا تو شاگل کا بگڑا ہوا چہرہ ساتھ ساتھ نارمل ہونے لگ گیا اور رام چندر کے فقرے کے آخر میں تو اس کے چہرے پر فخریہ مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔

گڈ۔ مجھے ایسے ہی ماتحت چاہئیں جو افسر کی عزت و وقار کے بارے میں بہت جانتے ہوں۔ گڈ۔ شاگل نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

اس عمران نے کہاں سے آپ کو فون کیا تھا باس۔۔۔ رام چندر نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

کسی خفیہ سیٹلائٹ سے۔۔۔ شاگل نے جواب دیا تو رام چندر بے اختیار چونک پڑا۔

اوه۔ اتنا ڈرتا ہے آپ سے وہ۔۔۔ دیے ڈرنا بھی چاہئے اسے۔۔۔ رام چندر نے کہا تو شاگل کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

اوه۔ تم واقعی درست کہہ رہے ہو۔ اس لئے اس نے خفیہ سیٹلائٹ کے ذریعے مجھے فون کیا ہے تاکہ میں اسے گردن سے نہ پکڑ لوں۔ لیکن پھر اس نے غلط ہی کیوں مجھے بتایا ہے کہ وہ کافرستان سے نہیں بلکہ وادی مستکبار سے بول رہا ہے۔۔۔ شاگل نے کہا۔

اس نے غلط بتایا ہوگا باس۔ اسے فکر ہو گئی کہ آپ لازماً اسے

کسی چیکنگ کی ضرورت نہیں رہی۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کرتے ہو ٹانسس۔۔۔ شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور کرپڈل پر ہیچ دیا۔

آخر اس عمران نے مجھے فون کیوں کیا تھا۔ یہ شیطان ہے۔ یقیناً اس کا کوئی خاص مقصد ہوگا۔ شاگل نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

یس۔ کم ان۔۔۔ شاگل نے حلق پھاڑ کر چیختے ہوئے کہا تو دروازہ کھلا اور شاگل کا نائب رام چندر اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں شاگل کو سلام کیا۔

بہنو اور مجھے بتاؤ کہ عمران نے مجھے فون کیوں کیا ہے۔ وہ کیا چاہتا ہے۔ بتاؤ۔۔۔ شاگل نے ہونٹ پیچتے ہوئے تیز لہجے میں کہا تو رام چندر بے اختیار چونک پڑا۔

عمران نے آپ کو فون کیا ہے۔ وہ تو ہمارا دشمن ہے اور ہم تو اسے تلاش کر رہے ہیں۔۔۔ رام چندر نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

تو کیا دشمن مجھے فون نہیں کر سکتا۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔ کیوں۔ وہ فون کیوں نہیں کر سکتا۔ وجہ بتاؤ۔۔۔ شاگل اس پر الٹ پڑا۔

یہ اس کے لئے اعزاز ہے جناب کہ وہ آپ سے فون پر بات کرتا

چٹیک کر لیں گے۔ اس لئے اس نے خود ہی بتا دیا ہوگا۔۔۔ رام چندر نے کہا۔

ہاں۔ وہ شیطان ہے۔ اس لئے وہ غلط ہی بتا سکتا ہے۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ وہ جو مرضی آنے کرتا ہے۔ تم بتاؤ کہ تم نے معلوم کیا ہے کہ صادق چکری کو دادی مشکبار میں کہاں رکھا گیا ہے۔ شاگل نے کہا۔

باس۔ اس بار پرائم منسٹر صاحب نے اجنبائی خفیہ طریقہ کار استعمال کیا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ صادق چکری کو اپنے علاوہ باقی ہر ایک سے چھپانا چاہتے ہوں۔ رام چندر نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یقیناً حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ کیا مطلب۔ تفصیل بتاؤ۔ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

باس۔ پرائم منسٹر کے ملٹری سیکرٹری نے پرائم منسٹر کے خصوصی ہیلی کاپٹر میں ساپور چھاؤنی جا کر وہاں سے کرنل شوالا سے صادق چکری کو بے ہوشی کے عالم میں حاصل کیا اور پھر اسے راگن کے کرنل ٹنڈن کے حوالے کر دیا۔ یہ آفیشل رپورٹ ہے لیکن میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق کرنل ٹنڈن چھٹی پر ہے اور کرنل شیام نے کرنل ٹنڈن کا میک اپ کر کے ملٹری سیکرٹری سے صادق چکری کو وصول کیا ہے اور باس نے کرنل شیام نے صادق چکری کو تباکی ایئر بیس کیمپ کے کمانڈر پنچمن کے حوالے کر دیا اور

کمانڈر پنچمن اسے اپنے خصوصی ہیلی کاپٹر میں لے کر چلا گیا اور اس کے بعد کمانڈر پنچمن کی موت کی اطلاع ملی۔ اس کا ہیلی کاپٹر کسی پہاڑی پہاڑی ٹکرا کر تباہ ہو گیا اور کرنل شیام کی کار کو کسی نامعلوم ٹرار نے ٹکرا دیا۔ اس طرح یہ دونوں ہلاک ہو گئے اور پرائم منسٹر صاحب کی ملٹری سیکرٹری کے ساتھ تین روز کے غیر ملکی دورے پر چلے گئے ہیں۔ رام چندر نے کہا تو شاگل کے چہرے پر غیب سی کیفیات ابھریں۔

اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ عمران ٹھیک کہہ رہا تھا اور پرائم منسٹر صاحب نے یہ کیا حماقت کی ہے۔ اس طرح کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا اور وہ شیطان عمران صادق چکری کو اس طرح اچک کر لے جائے گا جیسے نقاب کبوتر کو اچکتا ہے۔ ویری سیڈ۔ لیکن یہ تو معلوم ہونا چاہئے کہ صادق چکری کو پہنچایا کہاں گیا ہے۔ شاگل نے کہا۔

باس۔ میں نے جو اندازہ لگایا ہے اس کے مطابق صادق چکری کو کندور سپیشل بیس کیمپ پہنچایا گیا ہے جس کا انچارج مشہور زمانہ سفاک کرنل پرشاد ہے۔۔۔۔۔ رام چندر نے کہا تو شاگل کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئی۔

تم نے اس طرح حتی طور پر کیسے بات کر دی۔ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کمانڈر پنچمن کا ہیلی کاپٹر جہاں تباہ ہوا ہے۔ وہ علاقہ تباکی ایئر بیس کیمپ کے تحت ہی ہے اور جس وقت وہ تباہ ہوا ہے اس وقت اس کا

بات دوسری طرح سے بھی تو اگلائی جاسکتی ہے۔۔۔ رام چندر نے کہا۔

• دوسری طرح سے۔ کیا مطلب۔ کھل کر بات کیا کرو۔ میرے سامنے بیٹھ کر آئندہ پہیلیوں میں بات کی تو گولی مار دوں گا۔ شاکل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

• مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ پرائم منسٹر صاحب کے لیے میں نرسمین پر اس سے بات کی جاسکتی ہے۔ پھر تو وہ نہ مکر سکے گا۔ رام چندر نے کہا تو شاکل بے اختیار اچھل پڑا۔

• کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا مطلب ہے کہ میں پرائم منسٹر بن کر اس سے بات کروں۔ کیا مطلب۔ میں پرائم منسٹر بن کر کیسے بات کر سکتا ہوں۔ کیا تمہارا دماغ تو غراب نہیں ہو گیا۔ شاکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس کا انداز غصیلا تھا۔

• ہاں۔ پرائم منسٹر صاحب کی آواز اور لہجے کی نقل تو کی جاسکتی ہے۔۔۔ رام چندر نے کہا۔

• کون کرے گا۔۔۔ شاکل نے ہونٹ بیچتے ہوئے کہا۔

• میں کر سکتا ہوں ہاں۔۔۔ رام چندر نے کہا۔

• تم۔ تم پرائم منسٹر کی آواز میں کرنل پرشاد سے بات کرو گے۔

یہی کہہ رہے ہوں ناں تم۔۔۔ شاکل نے ہونٹ بیچتے ہوئے کہا۔ اس کی نگاہیں رام چندر پر جمی ہوئی تھیں۔

• ہاں ہاں۔ اس طرح کم از کم آپ کو حتمی طور پر یہ معلوم ہو جائے

رخ اس انداز میں تھا جیسے وہ کندور بیس کیمپ سے واپس تبا کی ایئر بیس کی طرف آرہا ہو اور اسیلے کاپر میں صادق چکاری موجود نہیں تھا۔۔۔ رام چندر نے کہا۔

• لیکن یہ اندازہ بھی تو ہو سکتا ہے حتمی بات تو نہیں ہو سکتی۔ مجھے حتمی طور پر معلوم ہونا چاہیے تاکہ میں صدر صاحب سے بات کر سکوں۔ شاکل نے مزید کہہ مارتے ہوئے کہا۔

• ہاں۔ آپ کرنل پرشاد سے بات کریں۔ آپ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف ہیں اور وہ ایک عام سا کرنل۔ وہ آپ کو سب کچھ بتانے پر مجبور ہو گا۔۔۔ رام چندر نے کہا۔

• تم احمق ہو۔ تمہیں وہ کچھ معلوم نہیں ہے جو کچھ مجھے معلوم ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ پرائم منسٹر صاحب نے اگر صادق چکاری کو خفیہ رکھنے کے لئے کمانڈر چمن اور کرنل شام کو ہلاک کر دیا ہے تو کیا انہوں نے کرنل پرشاد کو اجازت دے دی ہو گی کہ وہ مجھے بتا دے۔ نائنس۔ نجانے تمہاری کھوپڑی میں کیا بھرا ہوا ہے۔ کچھ بھرا ہوا بھی ہے یا نہیں۔ وہ ساف مکر جائے گا۔ پھر۔۔۔ شاکل نے کہا تو رام چندر کے چہرے پر بے اختیار حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ یہ تو شاید اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ شاکل اس قدر عقلمندانہ تجزیہ کرے گا۔

• آپ کا تجزیہ سو فیصد درست ہے۔ واقعی آپ ہاں ہیں۔ مجھے اپنی کم تلی اور کوتاہی کا اعتراف ہے لیکن ہاں۔ اس کرنل پرشاد سے یہ

”ہیلو جناب۔ میں شاگل بول رہا ہوں جناب۔“ شاگل نے
اجہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”میں مسٹر شاگل کیوں فون کیا ہے کیا کوئی خاص بات ہے۔“
صدر نے سادہ اور پروقار لہجے میں کہا۔

”جناب۔ مجھے اجہائی افسوس ہے کہ اب کافرستان سیکرٹ سروس
کو اہمیت ہی نہیں دی جا رہی۔ حالانکہ کافرستان سیکرٹ سروس کسی
بھی لحاظ سے کم نہیں ہے۔ پرائم مسٹر صاحب نے صادق چکاری کو
ساپور چھاؤنی سے اپنے مٹری سیکرٹری کے ذریعے وصول کر کے اسے
کنڈور بیس کیپ میں کرنل پرشاد کے پاس پہنچا دیا اور مجھے انہوں نے
خود کہا کہ صادق چکاری کو وادی مشکبار میں رکھا گیا ہے۔ میری سمجھ
میں نہیں آ رہا جناب کہ پرائم مسٹر صاحب نے آخر کیوں یہ بات کی
ہے۔ اگر میں اپنی آنکھیں کھلی نہ رکھوں تو وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو
کنڈور بیس کیپ سے صادق چکاری کو لے جاتی اور میں اپنی سروس
کے ساتھ وادی مشکبار میں انہیں تلاش کرتا رہ جاتا۔“ شاگل نے
مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کس نے بتایا ہے کہ صادق چکاری کو کنڈور بیس کیپ
میں رکھا گیا ہے۔“ صدر کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

”جناب۔ مجھے کسی نے کیا بتانا ہے۔ جو بتا سکتے تھے وہ تو ایئر اور
روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئے۔ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی
منگرائی کرائی اور پھر مجھے اطلاع مل گئی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے

صادق چکاری کو ٹریس کر لیا ہے اور وہ کنڈور بیس کیپ میں ہے اور
ان کا ٹارگٹ اب یہ بیس کیپ ہے۔“ شاگل نے سارا ملبہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس پر ڈالتے ہوئے کہا ساتھ ہی اس نے جان بوجھ کر ایئر اور
روڈ ایکسیڈنٹ کی بات کی تھی تاکہ پرائم مسٹر پر براہ راست ان کی
ہلاکتوں کا الزام نہ آ سکے۔ ظاہر ہے اتنے طویل عرصے کی ملازمت سے وہ
ایسی نزاکتوں کو کچھنے لگ گیا تھا۔

”لیکن کیا تمہارا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جو کچھ
معلوم ہوا ہے وہ درست ہے۔“ صدر نے سرد لہجے میں کہا تو شاگل
بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ نہیں جناب۔ لیکن اگر یہ درست ہوا تو پھر وہ بغیر کسی
رکاوٹ کے اپنا مشن مکمل کر لیں گے۔“ شاگل نے ایک اور پتا
کھینچتے ہوئے کہا۔

”ہو نہہ۔ ٹھیک ہے۔ واقعی تمہاری بات درست ہے۔ صادق
چکاری کو وہیں پہنچایا گیا ہے اور یہ سب رازداری اس لئے کی گئی ہے
تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم نہ ہو سکے لیکن میری سمجھ میں
یہ بات نہیں آ رہی کہ ان لوگوں کو کیسے علم ہو جاتا ہے۔ کیا وہ کسی
نجومی کی مدد حاصل کرتے ہیں۔“ صدر نے کہا۔

”جناب۔ اب میں کیا عرض کروں۔ یہ لوگ دوسروں کی خامیوں
کا تجزیہ کر کے معلومات حاصل کرتے ہیں۔“ شاگل نے کہا۔
”کیا مطلب۔ کیسی خامیاں۔“ صدر نے حیرت بھرے لہجے میں

صورت روکنا ہے اور یہ بھی سن لو کہ اس بار معافی کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس صادق چکاری تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی تو پھر تمہیں حتمی طور پر کافرستان سیکرٹ سروس کی سربراہی سے غلطیہ کر دیا جائے گا۔ چاہے اس کے لئے مجھے قومی اسمبلی میں اپنا خاص اثر و سوغ استعمال کر کے تمہارے خلاف قرارداد کیوں نہ پاس کرانی پڑے۔" صدر نے کہا۔

"لیکن جناب۔ اس کے لئے مجھے فری ہینڈ ملنا چاہئے۔" شاگل نے کہا۔

میں تمہیں فری ہینڈ دے رہا ہوں لیکن تم نے کنڈور بیس کیپ کے اندر داخل نہیں ہونا اور نہ ہی کرنل پرشاد سے کسی قسم کا رابطہ رکھنا ہے۔ تمہارا کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کیپ تک پہنچنے سے روکنا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس صرف چند افراد پر مشتمل ہوتی ہے جبکہ تمہارے پاس اتنی وسیع و غریب تنظیم ہے اس کے علاوہ اگر تم چاہو تو پاور ایجنسی اور بلیک فورس کو بھی تم اپنی مدد کے لئے کال کر سکتے ہو۔ چاہے فوج کو کال کر لو۔ چاہے ایئر فورس کو۔ تمہیں ہر قسم کے اختیارات حاصل ہوں گے لیکن مجھے اس بار تمہاری کامیابی چاہئے۔" صدر نے کہا۔

"آپ کا بے حد شکریہ جناب۔ اس بار ایسا ہی ہوگا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی لاشیں آپ کے سامنے میں ہی رکھوں گا۔" شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

اب دیکھیں جناب۔ ملری سیکرٹری نے صادق چکاری کو بظاہر راگن کے کرنل منڈن کے حوالے کیا لیکن سب کو کھلے عام معلوم ہے کہ کرنل منڈن ایک ہفتے کی چھٹی پر گیا ہوا ہے اور کرنل شیام نے کرنل منڈن کا میک اپ کر کے صادق چکاری کو وصول کیا اور پھر سب کو غلم ہے کہ اس نے صادق چکاری کو تباہی ایر بیس کے کمانڈر چھمن کے سپرد کیا اور پھر کمانڈر چھمن کا ہیلی کاپٹر جب پہاڑی سے نکل کر تباہ ہوا تو اس کا رخ کنڈور سے تباہی ایر بیس کیپ کی طرف تھا اور اس کے ہیلی کاپٹر میں صادق چکاری موجود نہیں تھا۔ اس سے صاف اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صادق چکاری کو کہاں پہنچایا گیا ہے۔" شاگل نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی یہ تو اب بڑی کھلی سی بات لگتی ہے۔ واقعی تم سیکرٹ ایجنٹس غیر معمولی طور پر ذہین ہوتے ہو۔ بہر حال تم نے اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کا راستہ بہر صورت روکنا ہے۔ صادق چکاری کو اس لئے کرنل پرشاد کے حوالے کیا گیا ہے کہ یہ حتمی اطلاع ملی ہے کہ صادق چکاری مشکبار کی سب سے خطرناک تنظیم دہشت گردی کا اصل لیڈر ہے۔ اس سے اس بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنی ہیں اور یہ کام کرنل پرشاد ہی کر سکتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حکومت یہ بھی نہیں چاہتی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا کوئی اور تنظیم صادق چکاری تک پہنچ سکے۔ اس لئے تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا راستہ بہر

نے کس طرح راز اگلوائے جاتے ہیں اور تم نا سنسن۔ الثاغلط اور غیر
ہانوی بات سوچ رہے تھے۔ شاگل نے کہا۔

مجھے اپنی سوچ پر شرمندگی ہے جناب۔ اب میں آپ جیسے ذہین اور
اعلیٰ دماغ کے سامنے تو کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔۔۔ رام چندر نے کہا
تو شاگل بے اختیار مسکرا دیا۔

اچھا اچھا۔ خوشامد کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے خوشامدیوں سے
شدید نفرت ہے۔ مجھے۔ البتہ سچ ضرور بولا کرو اور سنو۔ صدر صاحب
نے مجھے فری ہینڈ دے دیا ہے۔ اب سوائے صدر اور پرائم منسٹر کے
پورا کافرستان میرا حکوم ہو چکا ہے، فوج، ایئر فورس، پاور جنسی،
بلیک فورس، ملٹری انٹیلی جنس، سول انٹیلی جنس، پولیس، سپیشل
فورس سب میرے احکامات پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ شاگل نے
انتہائی ناخراہ لہجے میں کہا۔

کیوں نہ ہوں جناب۔ آپ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف
ہیں جناب اور یہ عہدہ تو صدر اور پرائم منسٹر کے بعد سب سے بڑا عہدہ
ہے۔ رام چندر نے کہا۔

وہ تو ہے لیکن صدر نے مجھے خصوصی اتھارٹی کارڈ جاری کر دیا
ہے۔ یہ سب کچھ اسی وجہ سے ہے اور سنو۔ ساتھ ہی صدر نے دھمکی دی
ہے کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس صادق چکاری تک پہنچ گئی تو چہر
کافرستان سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ مجھے۔ اس لئے اب ہم
نے ہر صورت میں اور ہر قیمت پر ان شیطانوں کو وہاں تک پہنچنے سے

روکے۔ سپیشل اتھارٹی کارڈ میں جہارے آفس بھجوا دوں گا اور
اس کی اطلاع سب کو پہنچ جائے گی۔۔۔ صدر نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے انداز میں
رسیور کرینل پر رکھا۔

اوہ۔ اوہ۔ اب میں سپر ہوں۔ سب سے سپر۔ پرائم منسٹر نے تو
مجھے اہمیت ہی نہ دی تھی لیکن اب انہیں بھی معلوم ہو جائے گا کہ
اصل اہمیت ہی شاگل کی ہے۔ شاگل نے انتہائی مسرت بھرے
لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹر کام کا
رسیور اٹھایا اور دو نمبر بریس کر دیے۔

میں باس۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی
دی۔

یہ رام چندر کہاں ہے۔ اسے میرے پاس بھجئے۔ ابھی اور اسی
دقت۔ شاگل نے تیز اور تھکمانے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی
رسیور رکھ دیا۔

انتہائی عین موقع پر غائب ہو جاتا ہے۔ نا سنسن۔ شاگل
نے کہا۔ اسے یہ یاد ہی نہ رہا تھا کہ اس نے خود ہی رام چندر کو کمرے
سے بھگایا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور رام چندر نے اندر داخل
ہو کر انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

بٹھو۔ کہاں چلے گئے تھے تم۔ سنو صدر صاحب نے تسلیم کر لیا۔
ہے کہ صادق چکاری کو کنڈور بیس کیمپ میں رکھا گیا ہے۔ دیکھا تم

روکنا ہے۔ شاگل نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

لیکن سر۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو معلوم ہے کہ صادق چکاری کنڈور بیس کیمپ میں ہے۔ رام چندر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

اوه۔ اوه۔ اسے تو واقعی علم نہیں ہوگا۔ پھر۔ شاگل نے کہا۔
باس۔ ہم کنڈور بیس کیمپ کو گھیر لیتے ہیں۔ پھر وہاں ایسی پکٹنگ کریں گے کہ کوئی چیز یا بھی کیمپ تک نہ پہنچ سکے۔ اس کے بعد اگر یہ لوگ وہاں پہنچے بھی تو خود بخود مارے جائیں گے اور نہ پہنچ سکے تو پھر بھی کامیابی بہر حال کافرستان سیکرٹ سروس کو ہی ملے گی۔ رام چندر نے کہا۔

اوه ہاں۔ ٹھیک ہے۔ تو پھر چلو اور جا کر اس بارے میں تفصیلی منصوبہ تیار کرو۔ لیکن یہ بات سن لو کہ اس بار منصوبے میں کسی قسم کی خالی یا کوئی جھول وغیرہ نہیں ہونا چاہئے۔ ورنہ میں تمہیں گولی سے اڑا دوں گا۔ شاگل نے کہا۔

آپ بے فکر رہیں باس۔ رام چندر آپ کے احکامات کی تعمیل اپنا کم فرض سمجھتا ہے۔ رام چندر نے اٹھ کر سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سر جھکا کر کہا۔

گڈ۔ جاؤ۔ شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا اور رام چندر سلام کر کے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کرے سے باہر چلا گیا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر بشن آن کر دیا۔
ہیلو ہیلو۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ کالنگ۔ اوور۔ عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

لیس سر۔ میں کرنل پرشاد بول رہا ہوں کنڈور بیس کیمپ سے۔
اور۔ چند لمحوں بعد ایک نرم اور مودبانہ آواز سنائی دی۔

کرنل پرشاد۔ صدر صاحب سے بات کیجئے۔ اوور۔ عمران نے ملٹری سیکرٹری کے لہجے میں کہا۔

ہیلو سر۔ میں کرنل پرشاد بول رہا ہوں۔ اوور۔ کرنل پرشاد نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

کرنل پرشاد۔ صادق چکاری کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔
اور۔ عمران نے اس بار صدر کے لہجے اور انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

دور نہ کرل پرشاد صاحب کا انداز میں کوڑے نہ کرتا۔۔۔ عمران نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ لیکن اب کرئل پرشاد خود صدر سے رابطہ کرے گا اور مجھے یقین ہے کہ صدر فوراً سمجھ جائیں گے کہ ایسا صرف آپ ہی کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ صادق چکری کو فوری طور پر وہاں سے شفٹ کر دیا جائے۔۔۔ ناثران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اب وہ یہ رسک نہیں لیں گے بلکہ وہ صادق چکری سے معلومات حاصل کرنے میں جلدی کریں گے۔ بہر حال ہم نے کنڈور پر بیس پہنچنا ہے۔ عمران نے جیب سے تھہ شدہ نقشہ نکالتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اسے کھول کر درمیانی میز پر بچھا دیا۔

”دیکھو۔ یہ ہے وہ پہاڑی جس پر بیس کیمپ موجود ہے اس کی تصدیق موبو رام نے کی تھی اور موبو رام نے جو کچھ اس کیمپ کے بارے میں بتایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو تباہ کرنا تو دور کی بات ہے اس تک پہنچنا بھی ناممکن ہے۔ اگر ہیلی کاپٹر استعمال کئے گئے تو انہیں آسانی سے ہٹ کیا جاسکتا ہے۔۔۔ عمران نے نقشے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اگر ہم بلیک فورس کے ہیلی کاپٹر استعمال کریں بالٹری انشلی جنس کے تو پھر۔۔۔۔۔ صدر نے کہا۔

”اوه گڑ۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ ایک بار ہم وہاں پہنچ جائیں پھر جو

کون صادق چکری صاحب۔ میں سمجھا نہیں۔۔۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کرئل پرشاد کا لہجہ نکلتا بدل گیا تھا اور عمران سمجھ گیا کہ صدر نے کرئل پرشاد کے ساتھ کوئی خصوصی کوڑے کر رکھا ہو گا اور چونکہ اس نے کوڑے نہیں بولا اس لئے کرئل پرشاد کا لہجہ اور انداز نکلتا بدل گیا ہے۔

”کیا مطلب۔ کیا تم فٹے میں ہو۔ کیا پرائم سنسر صاحب نے صادق چکری کو جہارے بیس کیمپ پر نہیں پہنچایا۔ اور۔۔۔ عمران نے استہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوری سر سہاں اس نام کا تو کوئی آدمی نہیں پہنچا سر۔ آپ بے شک پرائم سنسر صاحب سے پوچھ لیں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”فٹیک ہے۔ اور اینڈ آل۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ فیصل جان سوشیل کو اغوا کر کے لے آیا تھا اور پھر عمران نے سوشیل سے کرئل پرشاد کی فریکوئنسی معلوم کر کے اسے بھی اور موبو رام دونوں کو ہلاک کر دیا تھا کیونکہ اب ان دونوں کو زندہ چھوڑنا حماقت تھی۔

”میرا خیال ہے کہ صدر نے اس کرئل پرشاد کے ساتھ کوئی خصوصی کوڑ مقرر کر رکھا ہے۔۔۔۔۔ کیمپن تشکیل نے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے اس کا لہجہ اور انداز نکلتا بدل گیا تھا۔ ویسے یہ بات بہر حال طے ہو گئی ہے کہ صادق چکری اسی بیس کیمپ میں ہے۔

تم یہ سوچ بچار کے چکر سے نکلو عمران سہاں سے کوئی ہیلی کاپٹر
اڑاؤ اور سیدھے وہاں چلو۔ پھر وہاں جا کر جو ہوگا دیکھا جائے گا سہاں
بیٹھ کر نقشے پر تمہیں وہ رکاوٹیں اور وہ انتظامات تو نظر آنے سے
رہے۔ تنویر نے کہا۔

تمہاری بات درست ہے تنویر۔ یہ مشن واقعی اس قسم کا ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے بہر حال اسے کامیاب کرنا ہے۔ اس لئے جس قدر معلومات ہمارے پاس ہوں گی اتنا ہی اس مشن کی کامیابی کے پانسز بڑھ جائیں گے۔ عمران نے کہا اور تنویر نے کوئی جواب دینے کی بجائے اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔

عمران صاحب۔ یہ جیس کیمپ سطح زمین سے کتنی بلندی پر ہے۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

”پتہ نہیں۔ یہاں نقشے پر تو اس کی نشاندہی نہیں ہے۔ یہ تو وہاں جا کر ہی معلوم ہو گا۔“ عمران نے جواب دیا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب کہ ہمیں دو ٹیمیں بنانی چاہئیں ایک ٹیم ایک سائیڈ سے وہاں پہنچنے کی کوشش کرے اور دوسری ٹیم دوسری سائیڈ سے۔ اس طرح اگر وہاں روکنے والے ہوں گے تو وہ دو اطراف میں پھنس جائیں گے“..... صفدر نے کہا۔

”پہلے یہ تو معلوم ہو جائے کہ وہاں کون موجود ہے۔ پھر اس کے

نہیں۔ اگر انہوں نے اس حد تک پلاننگ کی ہے کہ صدر اور کرنل پر شاو کے درمیان کوڑے کر رکھے ہیں تو پھر لامحالہ انہوں نے اس بارے میں بھی اتہائی سخت انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ ہمیں کچھ اور سوچنا ہوگا..... عمران نے کہا۔

عمران صاحب۔ ہم اس بیس کیپ کو باہر سے تباہ بھی نہیں کر سکتے۔ ہمیں بہر حال صادق چکاری کو زندہ وہاں سے نکالنا ہے اور پھر اسے وہاں سے صحیح سلامت وادی مشکبار پہنچانا ہے۔

تھا۔ اسی لئے تو میں سوچ رہا ہوں کہ کوئی فول پروف پلان بن جائے۔۔۔ عمران نے کہا اور ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔

عمران صاحب۔ اگر آپ کہیں تو میں یہ معلوم کروں کہ کافرستان
سیکرٹ سروس یا بلک فورس یا پاور جنسی یا ملٹری انٹیلی جنس کیا
وہاں حفاظت کر رہے ہیں یا نہیں۔۔۔۔۔ تاثران نے کہا تو عمران
چونک پڑا۔

”کیا تم معلوم کر سکتے ہو“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ میں نے بڑی محنت اور کوشش سے ان تمام مجنسیوں کے اندر انتہائی با اثر آدمیوں کو خرید لیا ہے۔ ... ناثران نے کہا۔

نھیک ہے۔ معلوم کرو۔ اس سے ہمارے مشن کو کافی مدد ملے گی۔

ہیں۔۔۔ ناثران نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں فی الحال شاگل کو سامنے رکھ کر منصوبہ بندی کرنی ہے۔" صفدر نے کہا۔

"ہاں اور اب تنویر کی بات درست ہے۔ اب ہمیں ڈائریکٹ ایکشن کرنا ہوگا کیونکہ شاگل کے نائب رام چندر کے بارے میں مجھے بھی اطلاعات مل چکی ہیں کہ یہ شخص بے حد کامیاب پلاننگ بنا سکتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ کامیاب پلاننگ کا مقابلہ کرنے کے لئے تو اس سے زیادہ کامیاب پلاننگ کی ضرورت ہوتی ہے۔" صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کے لئے طویل وقت چاہئے اور وقت ہمارے پاس نہیں ہے۔ اگر وقت نہ ہو تو پھر کامیاب پلاننگ کو ڈائریکٹ ایکشن سے ہی ختم کیا جاسکتا ہے۔ ڈائریکٹ ایکشن کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ موقع کے مطابق کارروائی خود بخود آگے بڑھتی چلی جاتی ہے جس طرح ایک منہ زور ندی کو کسی جگہ روکا جائے تو وہ اپنا راستہ خود بنا لیتی ہے۔" عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران ٹھیک کہہ رہا ہے صفدر۔ اگر ہم یہاں بیٹھے پلاننگ بناتے رہے تو وہ لوگ صادق چکاری سے معلومات حاصل کر کے اسے ہلاک کر دیں گے۔ ہمیں انتہائی تیز رفتاری سے ایکشن کرنا چاہئے۔" تنویر نے کہا۔

مطابق پلاننگ ہوگی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران شاگل کی موجودگی میں شاگل کی فطرت اور نفسیات کو سامنے رکھ کر پلان بنائے گا اور مادام ریکھا، کرنل موہن، ملٹری انٹیلی جنس کے چیف اگر وہاں موجود ہوئے تو ان کی فطرت اور نفسیات کے مطابق اور یہ بات واقعی درست تھی اس لئے صفدر بھی خاموش ہو گیا تھا۔

تنویر در بعد ناثران اندر داخل ہوا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"کیا ہوا۔ تم مسکرا رہے ہو۔ کیا کوئی خاص بات ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ آپ کا دوست شاگل اپنے لاڈلے شکر کے ساتھ وہاں پہنچ چکے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ صدر نے اسے سپیشل اتھارٹی کا رڈ بھی جاری کر دیا ہے۔ اب شاگل چاہے تو سوائے صدر اور پرائم منسٹر کے باقی سب کو کال کر کے ان سے کام لے سکتا ہے۔" ناثران نے کہا۔
"کیا اس نے اپنی مدد کے لئے کسی اور ایجنسی کو کال کیا ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ ابھی تک تو وہ خود اپنی ٹیم کے ساتھ وہاں گیا ہے البتہ یہ اطلاع ملی ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس کا ایک کیپٹن رام چندر آج کل اس کا نائب ہے۔ یہ شخص بے حد ذہین آدمی ہے اور اس کی پلاننگ کی وجہ سے کافرستان سیکرٹ سروس نے بے شمار کامیابیاں حاصل کی

- صولت مرزا بول رہا ہوں انچارج نیشنل لائبریری - رابطہ

قائم ہوتے ہی ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

- مسٹر صولت مرزا۔ میرا نام کر نل رائٹور ہے اور میں پرائم منسٹر

سیکرٹریٹ سے بول رہا ہوں اور ان کا اسسٹنٹ سیکرٹری ہوں۔

عمران نے ہچہ بول کر بات کرتے ہوئے کہا۔

- یس سر۔ حکم فرمائیں سر۔ دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ

نہج میں کہا گیا۔

- کنڈور کے پہاڑی علاقے کے بارے میں جغرافیہ سروس

ڈیپارٹمنٹ کی ریسرچ بکس آپ کی لائبریری میں موجود ہوں گی۔

- عمران نے کہا۔

- یس سر۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

- ان ریسرچ بکس پر کام کرنے والے کسی ایسے آدمی کے بارے

میں آپ جانتے ہیں جو دارالحکومت میں موجود ہو..... عمران نے کہا۔

- یس سر۔ میں نے خود بھی ریسرچ بکس پڑھی ہیں۔ کنڈور کے

علاقے میں جغرافیہ سروس ڈیپارٹمنٹ کے مشہور ریسرچ سکار

جساب گو بند رام نے بے حد کام کیا ہے۔ وہ ان دنوں ریٹائر ہو چکے ہیں

اور اب بھی ہماری لائبریری میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ میں ان کی

رہائش گاہ کا پتہ اور فون نمبر آپ کو بتا سکتا ہوں اگر آپ مجھے چند منٹ

دیں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

- بالکل آپ معلوم کر کے بتائیں۔ میں ہولڈ کئے ہوئے ہوں۔

- ٹھیک ہے۔ صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

- ناثران تم ایک کام کرو۔ کنڈور کے علاقے میں کسی مقامی قبیلے کا

کوئی آدمی تلاش کر دتا کہ اسے گائیڈ بنایا جاسکے۔ عمران نے ناثران

سے مخاطب ہو کر کہا۔

- مجھے معلوم کرنا پڑے گا کیونکہ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ

اس علاقے میں کون کون سے قبیلے رہتے ہیں۔ ناثران نے کہا اور

اپنے کھڑا ہوا۔

- کیسے معلوم کر دوں گے۔ عمران نے پوچھا۔

- میں اپنے پورے سیشن کو کال کر کے کہہ دیتا ہوں وہ اگر ایسے

کسی آدمی کو جانتے ہوں گے تو اطلاع کر دیں گے۔ ناثران نے

جواب دیا۔

- میٹھو۔ اس طرح کام نہیں چلے گا۔ اس طرح تو بہت وقت ضائع

ہو جائے گا۔ میں خود معلوم کرتا ہوں۔ عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا

کر اس نے فون کا سیرور اٹھالیا اور انکو انٹری کے نمبر ڈائل کرنے شروع

کر دیئے۔

- انکو انٹری پلیز..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ آواز سنائی

دی۔

- نیشنل لائبریری کے انچارج کا نمبر دیں..... عمران نے کہا تو

دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دیا یا اور

آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

مردانہ آواز سنائی دی لیکن بولنے والے کی آواز اور لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی ریٹائرڈ آدمی ہے۔

• میں اسسٹنٹ ملٹری سیکرٹری پرائم منسٹر کزنل رائٹور بول رہا ہوں۔ • عمران نے ایک بار پھر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔
• جی صاحب۔ فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ گو بند رام نے دودھ لہجے میں کہا۔

ایک انتہائی ضروری اور خفیہ مشن درپیش ہے اور یہ مشن کنڈور پہاڑی علاقے میں مکمل کیا جانا ہے۔ اس کے لئے ایک ایسے گائیڈ کی ضرورت ہے جو اس سارے علاقے کے چھپے چھپے سے واقف ہو۔ آپ نے فیز فیکل سروے ڈیپارٹمنٹ میں ملازمت کے دوران اس علاقے پر تفصیلی ریسرچ کی ہے۔ اس لئے آپ یقیناً وہاں رہنے والے مقامی قبائل کے بارے میں سب سے زیادہ جانتے ہوں گے۔ کیا آپ کے نوٹس میں کوئی ایسا آدمی ہے جس کا تعلق ان قبائل میں سے کسی سے ہو اور وہ وہاں دارالحکومت میں موجود ہو؟..... عمران نے کہا۔

• جی ہاں۔ اس علاقے کے بے شمار لوگ دارالحکومت میں محنت مزدوری کرتے ہیں۔ میں چونکہ طویل عرصے تک اس علاقے میں رہا ہوں اس لئے مجھے ان کے بارے میں بھی معلوم ہے۔ اب بھی ان میں سے اکثر سے میری ملاقات رہتی ہے۔..... گو بند رام نے جواب دیا تو عمران کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ دیکھنے لگی۔ ظاہر ہے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔

عمران نے کہا اور دوسری طرف خاموشی طاری ہو گئی۔

• ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں؟..... کچھ دیر خاموشی کے بعد صولت مرزا کی آواز سنائی دی۔

• میں۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

• گو بند رام صاحب کا پتہ سرجیت کالونی پرانی دھوبی منڈی روڈ ہے۔ کوادرٹر نمبر ایک سو آٹھ۔ بلاک بی ہے۔ صولت مرزا نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے ایک فون نمبر بھی بتادیا۔

• شکریہ۔..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ایک بار پھر وہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے جو صولت مرزا نے بتائے تھے۔

• ہیلو۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

• کیا یہ گو بند رام صاحب کی رہائش گاہ ہے؟ عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

• جی ہاں۔ آپ کون بول رہے ہیں؟۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

• میں پرائم منسٹر سیکرٹریٹ سے بول رہا ہوں۔ میرا نام کزنل رائٹور ہے اور میں پرائم منسٹر کا اسسٹنٹ ملٹری سیکرٹری ہوں۔ میں نے گو بند رام صاحب سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔..... عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

• جی بہتر۔ بولا کریں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

• ہیلو۔ میں گو بند رام بول رہا ہوں۔..... تھوڑی دیر بعد ایک

جی میں سمجھتا ہوں جناب۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور
نران نے اس کا شکریہ ادا کر کے ایک بار پھر کریڈٹ دیا اور پھر ان
نے پر اس نے سٹیش کلب کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے جو
بند رام نے بتائے تھے۔

سٹیش کلب رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔

آپ کے کلب میں ایک ویئر آفند نامی ہے۔ کیا وہ موجود ہے اس
نہ۔ عمران نے کہا۔

جی ہاں۔ لیکن آپ کون بول رہے ہیں؟..... دوسری طرف سے
بات بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

میرا نام رانٹھور ہے۔ میں نے آفند سے ایک ضروری بات کرنی
ہے۔ ان کے بارے میں مجھے آپ کے کلب کے ایک ممبر نے بتایا
ہے۔ عمران نے کہا۔

آپ نے ویئر سے کیا بات کرنی ہے جناب۔ مجھے بتائیں یا خیر
مناصب سے بات کر لیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اوہ۔ آپ کے کلب کے بارے میں کوئی بات میں نے نہیں
کئی۔ میں شکاری ہوں اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ ویئر آفند کا تعلق
کنڈور کے پہاڑی علاقے سے ہے۔ میں نے وہاں شکار کے لئے جانا ہے
اس لئے میں آفند سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ وہاں کے بارے میں تفصیلی
معلومات حاصل کر سکوں۔ میں اسے اس کا معقول معاوضہ دوں

پھر آپ کسی ایسے آدمی کی نشاندہی کریں جو معقول معاوضے پر
حکومت کے ایک خفیہ مشن میں گائیڈ کے فرائض انجام دے سکے۔
لیکن یہ بات سن لیں کہ یہ مشن ایسا ہے کہ اس میں کسی اجنبی آدمی کی
مداخلت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کسی ایسے آدمی کا پتہ دیں جو مزدور
نائب آدمی ہو۔ ہمیں پڑجا لکھانا پ کا آدمی نہیں چاہیے۔ بس صرف دو
شرائط ہیں کہ وہ صحت مند ہو اور اس سارے علاقے کے بارے میں
اچھی طرح جانتا ہو۔..... عمران نے کہا۔

جی میں سمجھ گیا۔ ایسا ایک آدمی میری نظر میں ہے۔ وہ یہاں
دارالحکومت میں واقع ایک کلب جسے سٹیش کلب کہا جاتا ہے اور جو
رائوڈی روڈ پر واقع ہے میں ویئر ہے۔ وہ ابھی چار پانچ سال قبل ہی
کنڈور کے ایک گاؤں ڈوس سے یہاں آیا ہے۔ اس کا نام آفند ہے۔
نوجوان اور صحت مند ہے اور آپ کی دوسری شرائط پر بھی پورا اترتا
ہے۔ میری اس سے کل ہی ملاقات ہوئی ہے کیونکہ میں بھی اس کلب
میں آتا جاتا رہتا ہوں۔..... گو بند رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس کلب کا فون نمبر..... عمران نے پوچھا اور دوسری طرف سے
فون نمبر بتا دیا گیا۔

گو بند رام صاحب۔ آپ جیسے آدمی کو یہ بتانے کی تو ضرورت
نہیں ہے کہ یہ اہتمامی ٹاپ سیکرٹ سرکاری معاملہ ہے۔ اس لئے آپ
اس بارے میں کسی سے کوئی ذکر نہیں کریں گے۔..... عمران نے
کہا۔

”اوکے۔ تم چھٹی کر کے اپنے کلب کے باہر مین گیٹ پر کھڑے ہو جاؤ۔ میرا آدمی کار میں وہاں آئے گا اور تمہیں میرے پاس لے آئے گا۔ تم اپنی کوئی شناخت بتا دو تاکہ میرا آدمی تمہیں آسانی سے پہچان سکے۔“ عمران نے کہا۔

”میں نے نیلے رنگ کا لباس پہنا ہوا ہوں گا جناب اور سر پر سرخ رنگ کا رومال باندھا دو گا۔“ آئند نے نشانی بتاتے ہوئے کہا۔
”کیا یہ لباس اور رومال تمہارے کلب کی یونیفارم ہے؟“ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

”اودہ نہیں جناب۔ چھٹی لے کر میں کلب میں اپنے کوارٹر میں جا کر لباس بدل لوں گا۔ پھر آپ سے ملاقات ہوگی۔“ آئند نے کہا۔
”تمہیں کتنی دیر لگ جائے گی؟“ عمران نے پوچھا۔
”زیادہ سے زیادہ دس پندرہ منٹ جناب۔“ آئند نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میرا آدمی میرا نام رانمور لے گا۔ تم اس کے ساتھ بے فکر ہو کر آ جانا۔ تمہیں واپس بھی پہنچا دیا جائے گا۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب۔“ آئند نے جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”فیصل جان۔ تم جا کر اس آئند کو لے آؤ۔ اگر یہ ہمارے لئے مفید ثابت ہوا تو ہو سکتا ہے کہ تمہاری معاونت پر ہم اسے مستقل

گا۔“ عمران نے بات بناتے ہوئے کہا۔
”اودہ اچھا۔ ہو لڑ کریں۔ میں اسے بلواتی ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور پر خاموشی طاری ہو گئی۔
”بیلے۔ میں آئند بول رہا ہوں جناب۔“ چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔ بولنے والا گو اپنی طرف سے نرم آواز میں بول رہا تھا لیکن بہاڑی علاقوں میں رہنے والوں کے لہجے میں جو فطری کرشماتی موجود ہوتی ہے وہ اب بھی موجود تھی۔

”آئند۔ میں نے تمہارے آبائی علاقے کنڈور میں شکار کے سنے جانا ہے۔ مجھے وہاں کے بارے میں معلومات چاہئیں۔ میں تمہیں ان معلومات کے معاوضہ میں ایک ہزار روپے دوں گا۔ کیا تم میرے ساتھ کچھ دیر کے لئے ملاقات کر سکتے ہو؟“ عمران نے کہا۔
”کیوں نہیں جناب۔ مجھ جیسے غریب آدمی کو اگر اگلے ایک ہزار روپے مل جائیں تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ آپ جہاں حکم کریں میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔“ آئند کے لہجے میں مسرت کی خشک نمایاں تھی۔

”تمہاری ڈیوٹی کس وقت آف ہوتی ہے؟“ عمران نے پوچھا۔
”جی ایک گھنٹہ باقی رہ گیا ہے۔ ویسے میں ایک گھنٹے کی چھٹی بھی لے سکتا ہوں جناب۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔ ظاہر ہے اسے اگلے ایک ہزار روپے کا سن کر فخر تھا کہ کہیں زیادہ دیر ہونے سے عمران اپنا ارادہ ہی نہ بدل دے۔

طور پر ساتھ رکھ لیں۔۔۔ عمران نے کہا تو فیصل جان سر ملاتا ہوا اپنے
کھڑا ہوا۔

۔۔۔ ناثران۔ تم اس دوران کسی سیاحتی کمپنی کے ہیلی کاپٹر کا انتظام
کرو اور ضروری کاغذات بھی تیار کرالو۔ ہم مقامی سبک اپ میں
سیاحت اور شکار کی غرض سے وہاں جائیں گے۔ عمران نے کہا۔
”کیا آپ اور آپ کے ساتھی جی جائیں گے یا کوئی اور بھی۔۔۔ ناثران
نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”نہیں ہم چاروں۔ میں زیادہ بھیر نہیں بنانا چاہتا۔۔۔ عمران نے
کہا اور ناثران نے اثبات میں سر ملا دیا پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہی وہی
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

بہاری کی سائینز پر ایک بڑا سا فوٹی خیمہ نصب تھا جس کے گرد مسلح
آرمی بڑے چوکنا انداز میں پہرہ دے رہے تھے۔ خیمے کا سامنے کا پردہ ہٹا
وا تھا۔ اندر باقاعدہ آفس کے انداز میں میز اور کرسیاں موجود تھیں اور
ان کرسیوں میں سے چار کرسیوں پر افراد موجود تھے جن میں سے ایک
کرنل شوالا اور دوسری کرسی پر اس کا نائب کرنل چوہڑہ تھا اور
دوسری کرسیوں پر پاور ہنجنسی کی مادام ریکھا اور اس کی نائب کاشی
بٹنی ہوئی تھی۔ ان سب کے چہرے لگے ہوئے نظر آرہے تھے۔

”اس کا مطلب ہے کرنل شوالا کہ ایسی کسی فلم رول کا واقعی کوئی
خود نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ مادام ریکھا نے کہا۔

”نیکس مادام۔ اب تو یہی تسلیم کرنا پڑے گا اور کیا جاسکتا ہے۔
خیر کچھ ہو سکتا تھا وہ تو میں نے کر لیا۔۔۔۔۔۔ کرنل شوالا نے جواب دیتے
اسے کہا۔

ساتھ پائلٹ کھڑا ہوا تھا۔ جب مادام ریکھا اور کاشی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئیں تو دونوں کمرلوں نے انہیں سلام کیا اور پھر وہ واپس مڑ گئے۔
"اپنے ہیڈ کوارٹر واپس چلو۔" مادام ریکھا نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام۔" پائلٹ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پتہ لکھوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں پرواز کر رہا تھا۔ مادام ریکھا اور کاشی دونوں ہیلی کاپٹر کی عقبی سیٹوں پر بیٹھی کوئی تھیں۔

آپ کا چہرہ بتا رہا ہے مادام ریکھا کہ آپ مطمئن نہیں ہیں۔ کاشی نے کہا۔ تو ٹک پائلٹ موجود تھا اس لئے وہ تلفخ ہجرے انداز میں بات کر رہی تھی۔

"ہاں۔ میں واقعی مطمئن نہیں ہوں۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ فلم رول جہاں موجود ہے لیکن وہ ہمیں مل نہیں رہا۔" مادام ریکھا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے مجھے حیرت ہے کہ جب یہ آدمی صادق چکاری زندہ ہے تو اس سے آسانی سے صحیح معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اس کے باوجود اسے اس طرح تلاش کیا جا رہا ہے جیسے صادق چکاری ہلاک ہو چکا ہو اور اس سے پوچھ گچھ نہ کی جاسکتی ہو۔" کاشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کی ذہنی چیکنگ کی گئی ہے۔ اس سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ فلم رول ہے لیکن کہاں ہے۔" یہ معلوم نہیں ہو سکا اور صادق چکاری کا

"ہاں۔ اگر یہ رول ہوتا تو لا محالہ مل جاتا۔ ٹھیک ہے۔ پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔" مادام ریکھا نے کہا۔

"واپس کی تیاری مادام اور کیا ہو سکتا ہے۔ مارگا گاؤں تباہ ہو چکا ہے۔ صادق چکاری کو زندہ گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ہم تو جہاں صرف اس فلم رول کی وجہ سے موجود تھے۔" کرنل شوالا نے جواب دیا۔

"یہ صادق چکاری کہاں ہے۔ میں اس سے خود اس معاملے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔" مادام ریکھا نے کہا۔

"جیسے تو دوسری تحویل میں تھا مادام ساپور چھاؤنی میں۔ میں اب نجانے کہاں ہو گا۔" کرنل شوالا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ آپ نے بتایا تھا کہ پرائم سنسر کے ملٹری سیکرٹری اسے لے گئے تھے لیکن ظاہر ہے وہ کسی اور چھاؤنی میں ہی ہو گا۔" مادام ریکھا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ بہر حال مجھے معلوم نہیں۔" کرنل شوالا نے جواب دیا تو مادام ریکھا اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے اٹھتے ہی کاشی اور دونوں کرنل بھی کھڑے ہو گئے۔

"اوکے۔ اب ہم بھی جا رہے ہیں تاکہ پرائم سنسر صاحب کو رپورٹ دی جاسکے۔" مادام ریکھا نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ کاشی اور دونوں کرنل اس کے پیچھے چلتے ہوئے خیمے سے باہر آئے اور پھر وہ سب ایک طرف موجود ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئے جس پر پاور پنجنسی کا نام اور نشان بنا ہوا تھا۔ ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کے

طرف سے کہا گیا۔

”اوہ۔۔۔ پھر تو ان کے ملٹری سیکرٹری بھی ساتھ ہی گئے ہوں
میں۔۔۔“ مادام ریکھانے کہا۔

”یس مادام۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ان کے سپیشل سیکرٹری سے بات کرا دیں۔۔۔“ مادام ریکھانے
کہا۔

”یس مادام۔۔۔ ہولڈ آن کریں۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

ہیلو۔۔۔ آتھارام بول رہا ہوں سپیشل سیکرٹری نو پرائم منسٹر۔۔۔
میں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”منسٹر آتھارام۔۔۔ میں ریکھا بول رہی ہوں چیف آف پاور
جنسی۔۔۔“ مادام ریکھانے کہا۔

”یس مادام۔۔۔ فرلیئے۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

پرائم منسٹر صاحب نے مشکباری لیڈر صادق چکاری کو ساپور
جھاڑنی سے منگوا لیا تھا۔ اسے اب کہاں رکھا گیا ہے میں اس سے
ضروری بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔“ مادام ریکھانے کہا۔

”اوہ مادام۔۔۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے۔ پرائم منسٹر صاحب نے اسے
صرف اپنے تک ہی محدود رکھا ہوا ہے۔ یہاں کسی کو بھی اس کا علم
نہیں ہے۔ صرف اتنی آفیشل رپورٹ موجود ہے کہ صادق چکاری کو
راگن کے کرنل سنڈن کے حوالے کر دیا گیا ہے اور بس۔۔۔“ دوسری
طرف سے کہا گیا۔

بیان ہے کہ اس نے اس بارے میں سوچا ضرور تھا لیکن عملی طور پر ایسا
کوئی رد عمل تیار نہیں کیا گیا تھا۔۔۔“ مادام ریکھانے جواب دیا۔

”لیکن اس کی یہاں تلاش بتا رہی ہے کہ کرنل شوالا اور پرائم منسٹر
صاحب کسی کو بھی صادق چکاری کے اس بیان پر یقین نہیں ہے۔ پھر
اس سے مزید پوچھ گچھ کیوں نہیں کی جاتی۔“ کاشی نے کہا۔

”ہو گی کوئی مصلحت۔ بہر حال اب میں خود ہی پوچھ گچھ کر دوں
گی۔“ مادام ریکھانے کہا اور کاشی نے اثبات میں سر ہلادیا۔ پھر تقریباً چار
پانچ گھنٹے کے مسلسل اور تیز سفر کے بعد وہ دارالحکومت پہنچ گئے۔ شہر
کے مضافات میں ایک بڑی کالونی کے اندر ایک کوٹھی میں بنے ہوئے
خصوصی ہیلی ہیلڈ پر پائلٹ نے ہیلی کاپٹر اتار دیا۔ یہ کوٹھی پاور
کا ہیڈ کوارٹر تھی۔ ہیلی کاپٹر سے اتر کر مادام ریکھا کاشی کے ساتھ اپنے
آفس میں پہنچ گئی اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا۔
فون بیس کے نیچے لگا ہوا بین اس نے پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کاشی
کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گئی۔

”پرائم منسٹر سیکرٹریٹ۔۔۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی
آواز سنائی دی۔

”ریکھا بول رہی ہوں چیف آف پاور جنسی۔ پرائم منسٹر صاحب
سے بات ہو سکتی ہے۔“ مادام ریکھانے کہا۔

”وہ تو تین روزہ غیر ملکی دورے پر گئے ہوئے ہیں مادام۔“ دوسری

کیا مطلب۔ پھر یہ ناپ سیکرٹ کیسے ہو گیا۔ کرنل لنڈن سے تو معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ مادام ریکھانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کرنل لنڈن سرکاری طور پر چھٹی پر تھے اس لئے نجانے کون کرنل لنڈن تھا جس نے صادق چکری کو وصول کیا۔ سپیشل سیکرٹری نے کہا۔

اوہ۔ یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ ادا کے۔ شکر۔ مادام ریکھانے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

ایسا کیوں کیا گیا ہے۔ مادام ریکھانے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ میرے خیال میں ایسا صادق چکری کو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بچانے کے لئے کیا گیا ہے۔ کاشی نے کہا اور مادام ریکھانے اثبات میں سر ہلادیا۔

لیکن میرا اس سے ملنا ضروری ہے۔ کہاں سے اور کیسے معلوم کیا جائے۔ ریکھانے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

پائلٹ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے پرائم منسٹر کے پائلٹ سے۔ وہ یقیناً ساتھ ہوگا۔ کاشی نے کہا تو مادام ریکھا بے اختیار اچھل پڑی۔

اوہ۔ ویری گڈ۔ پائلٹ موبو رام کو میں جانتی ہوں۔ وہ ویسے بھی اہتمامی باخبر آدمی ہے۔ ریکھانے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے پہلے فون پیس کے نیچے موجود بٹن کو دبایا اور پھر نمبر پر پریس

کرنے شروع کر دیئے۔

پرائم منسٹر سیکرٹریٹ۔ رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

ریکھا بول رہی ہوں چیف آف پاور۔ جنسی۔ موبو رام پائلٹ سے بات کرائیں۔ مادام ریکھانے کہا۔

موبو رام کل شام آفسیرز کلب سے غائب ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ بی وہاں سے سیکرٹریٹ کا مواصلاتی انچارج سوشل بھی غائب ہے۔ پولیس ان کو تلاش کر رہی ہے مادام۔ لیکن ابھی تک ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اوہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیسے غائب ہو گئے وہ دونوں۔ ریکھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کچھ کہا نہیں جاسکتا مادام۔ بہر حال وہ غائب ہیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو مادام ریکھانے ادا کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

یہ کیا ہوا۔ موبو رام اور سوشل دونوں غائب ہو گئے ہیں۔ ریکھانے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

سرے ذہن میں ایک خیال آ رہا ہے مادام ریکھا۔ کہیں انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اغوا نہ کیا ہو۔ کاشی نے کہا تو مادام ریکھا بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرنے لگے۔

کیا مطلب۔ یہ خیال تمہیں کیسے آ گیا۔ ریکھانے کہا۔

جس طرح ہم صادق چکاری کو تلاش کر رہے ہیں۔ اس طرح یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی اسے تلاش کر رہی ہوگی اور پھر ہمارے ذہن میں یہ خیال آیا ہے کہ موبو رام اس بارے میں جانتا ہوگا اسی طرح انہوں نے بھی سوچا ہوگا۔ کاشی نے کہا تو مادام ریکھانے اثبات میں سر ملا دیا۔

اود۔ واقعی ایسا ہی ہوا ہوگا۔ اس کا مطلب ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس صادق چکاری کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ لیکن یہ شاگل کیا کر رہا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو روکنے کا کام تو اس کے ذمے تھا۔ مجھے اس سے بات کرنا ہوگی۔ ریکھانے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور فون کو ڈائریکٹ کر کے اس نے تیزی سے منہ پر ہیر کرنے شروع کر دیئے۔

سیکرٹ سروس ہیڈ کوارٹر۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

ریکھانے بول رہی ہوں چیف آف پاور جنسی۔ جناب شاگل سے بات کرائیں۔..... ریکھانے کہا۔

وہ تو موجود نہیں ہیں مادام۔ وہ کسی مشن پر گئے ہوئے ہیں۔ آپ چاہیں تو ان کے آفس انچارج سے بات کر لیں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

ٹھیک ہے۔ کراؤ بات۔..... ریکھانے کہا۔
ہیلو۔ موتی لعل بول رہا ہوں آفس انچارج مادام۔ حکم کے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

ہائیں۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
شاگل کہاں گیا ہے اور کس مشن پر۔ اسے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کو روکنے کا مشن دیا گیا تھا۔ کیا اسی مشن پر ہیں۔..... ریکھانے کہا۔
نہیں مادام۔ وہ کنڈور پہاڑی علاقے میں گئے ہیں۔ فل فورس کے ماتھے۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے۔ آفس انچارج نے جواب دیتے دے کہا۔
کنڈور پہاڑی علاقے میں مشن۔ یہ کونسا مشن ہے۔..... ریکھانے نے استہنائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
نہ چیف شاگل کی صدر مملکت سے طویل بات چیت ہوئی تھی۔ پھر صدر صاحب نے انہیں سپیشل اتھارٹی کارڈ جاری کیا اور پھر وہ فل فورس کے ساتھ وہاں چلے گئے۔ آفس سپرنٹنڈنٹ نے جواب دیا۔
وہاں کیسے رابطہ ہو سکتا ہے۔..... ریکھانے کہا۔
ٹرانسمیٹر پر مادام۔ ان کی پرسنل فریکوئنسی پر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
اوکے۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ۔..... ریکھانے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک لانگ ریج ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔
ہیلو ہیلو۔ مادام ریکھا کالنگ۔ اوور۔..... ریکھانے بٹن آن کر کے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

ہی کام کر رہی ہے۔ اگر اسے معلوم ہو گیا تو وہ لامحالہ یہاں آئے گی۔
اور۔۔۔ شاگل نے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ پھر سن لو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی
اس بات کا علم ہو چکا ہے۔ اور۔۔۔“ ریکھانے کہا۔
”کیا مطلب۔ تمہیں کیا معلوم ہوا۔ کیسے پاکیشیا سیکرٹ سروس
نے تم سے رابطہ کیا ہے۔ اور۔۔۔“ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں
پوچھا۔

”نہیں بلکہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پرائم منسٹر کے خصوصی اہلی کا پٹر
کا پائلٹ موبو رام اور مواصلاتی انچارج سوشیل دونوں کو اغوا کر کے
غائب کر دیا گیا ہے اور لامحالہ ان کو اس لئے اغوا کیا گیا ہے کہ ان
سے وہ صادق چکاری کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہوں گے کیونکہ
قاہر ہے پرائم منسٹر صاحب بیس کیمپ کے انچارج سے ٹرانسمیٹر پر
بات کرتے رہتے ہوں گے۔ اور۔۔۔“ ریکھانے کہا۔

”اوہ۔ اگر یہ بات ہے تو پھر تمہارا خیال درست ہے۔ انہیں لازماً
معلوم ہو گیا ہو گا۔ بہر حال میں یہاں موجود ہوں۔ تم یہ بتاؤ کہ
تمہاری ڈیوٹی اس فلم رول کو تلاش کرنے کی تھی۔ اس کا کیا ہوا۔
اور۔۔۔“ شاگل نے کہا۔

”وہاں سے کوئی فلم رول نہیں ملا۔ اس لئے تلاش ترک کر دی گئی
ہے۔ اور۔۔۔“ ریکھانے کہا۔

”مل بھی نہیں سکتا تھا۔ اور اینڈ آل۔۔۔“ شاگل نے طنزیہ لہجے

”شاگل بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے اور۔۔۔“
شاگل نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ریکھا کے ذہن میں اس کا لہجہ
سننے ہی آفس انچارج کی بتائی ہوئی بات گھوم گئی کہ صدر نے شاگل کو
سپیشل اتھارٹی کارڈ بھی جاری کیا ہے۔ وہ اس کارڈ کے بارے میں اچھی
طرح جانتی تھی۔ اس کارڈ کے جاری ہونے کا مطلب تھا کہ اب سب
بدجنسیاں شاگل کی ماتحت ہو چکی ہیں اور ظاہر ہے اس کارڈ کی موجودگی
میں شاگل کا لہجہ تحکمانہ تو ہونا ہی تھا۔

”میں نے تمہارے ہیڈ کو آرڈر فون کیا تو مجھے بتایا گیا کہ تم کنڈر
کے پہاڑی علاقے میں کسی خاص مشن پر گئے ہو۔ یہ کون سا مشن
ہے۔ جبکہ تمہاری ڈیوٹی تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف لگانی تھی
تھی۔ اور۔۔۔“ ریکھانے کہا۔

”میں وہی ڈیوٹی دینے یہاں آیا ہوں اور تمہیں یہ نہیں بتایا گیا کہ
مجھے صدر صاحب نے سپیشل اتھارٹی کارڈ جاری کر دیا ہے۔ اور۔۔۔“
شاگل نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ مجھے بتایا گیا ہے۔ لیکن کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کنڈر
گئی ہے۔ وہ وہاں کیوں گئی ہے۔ کیا صادق چکاری کو وہاں رکھا گیا
ہے۔ اور۔۔۔“ ریکھانے کہا۔

”ہاں۔ صادق چکاری کو پرائم منسٹر صاحب نے کنڈر کے بیس
کیمپ میں پہنچایا ہے اور میں یہاں اس بیس کیمپ کی حفاظت کے لئے
آیا ہوں کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بہر حال صادق چکاری کے لئے

چند لمحوں بعد صدر کے پرسنل سیکرٹری نے باوقار لہجے میں کہا۔
"میں صادق چکاری کے سلسلے میں صدر صاحب سے ایک اہم بات
کرنا چاہتی ہوں۔" ریکھانے کہا۔

صدر صاحب ایک غمگین ملکی وفد سے ملاقات میں مصروف ہیں۔
جب وہ فارغ ہو جائیں گے تو میں ان سے پوچھ لوں گا اور اگر انہوں
نے اجازت دے دی تو میں آپ کو فون کر دوں گا۔ آپ اپنے ہیڈ کوارٹر
سے ہی بات کر رہی ہیں ناں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
ہاں۔ صدر صاحب سے کہہ دیں کہ معاملہ انتہائی سنگین ہے۔
ریکھانے کہا۔

فہمک ہے۔ میں عرض کر دوں گا۔ دوسری طرف سے کہا گیا
اور ریکھانے اذکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔
"تو آپ وہاں خود جانا چاہتی ہیں۔" کاشی نے کہا۔

ہاں۔ میں بھی اس مشن میں حصہ لینا چاہتی ہوں۔ یہ اوگ اکیلے
شاگل کے بس کا روگ نہیں ہیں۔.... ریکھانے جواب دیا اور کاشی نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو
ریکھانے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔
"ہی۔۔۔۔۔" ریکھانے کہا۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس سے کال ہے مادام۔ بات کیجئے۔" دوسری
طرف سے اس کی پی اے نے کہا۔
"ہیلو۔ ریکھابول رہی ہوں۔".... ریکھانے کہا۔

میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا لیکن شاگل کے طرز
فقرے سے ریکھا کا چہرہ غصے سے بگڑ سا گیا۔

یہ احمق، نانسس نجانے اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے۔ وہ عمران ہر
بار اسے شکست دے کر چلا جاتا ہے لیکن صدر صاحب اسے پھر اس
ذیونی پر لگا دیتے ہیں اور اب بھی تم دیکھنا کہ وہ عمران صادق چکاری کو
وہاں سے نکال کر لے جائے گا اور یہ منہ لٹکائے واپس آجائے گا
نانسس۔ ریکھانے غصیلے لہجے میں کہا۔

جہاڑی بات درست ہے ریکھا۔ شاگل اس عمران کا مقابلہ نہیں
کر سکتا لیکن اب صدر صاحب کو کون سمجھائے۔ کاشی نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"میں صدر صاحب سے خود بات کرتی ہوں۔" ریکھانے کہا اور
ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی
سے نمبر پرپس کرنے شروع کر دیے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے
ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ریکھابول رہی ہوں چیف آف پاور ہنسنسی۔ صدر صاحب کے
پرسنل سیکرٹری سے بات کراؤ۔" ریکھانے کہا۔

"ہولڈ آن کریں مادام۔" دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے
میں کہا گیا۔

"لیکن مادام۔ میں پرسنل سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔"

”مادام دیکھا۔ میں پرسنل سیکرٹری نو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔
پریذیڈنٹ صاحب سے بات کیجئے۔“ ... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”ہیلو۔ سر میں دیکھا بول رہی ہوں۔“ دیکھانے انتہائی مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

”یس مادام دیکھا۔ کیا بات کرنی ہے آپ نے اور کیا معاملہ سنگین
ہے۔“ صدر صاحب نے باوقار سے لہجے میں کہا۔

”جناب۔ شاگل اکیلے کنڈور بیس کیمپ کی حفاظت کر رہے ہیں
جبکہ مجھے جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس نے
پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کے پائلٹ موبو رام اور مواصلاتی انچارج
سوشل کو اغوا کر لیا ہے ان سے یقیناً انہیں یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ
صادق چکاری کنڈور بیس کیمپ میں موجود ہے اور مواصلاتی انچارج
سوشل کے اغوا کے بعد میرا خیال ہے جناب کہ اس نے اس بیس
کیمپ کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی یا فون نمبر کے بارے میں معلومات حاصل
کر لی ہوں گی۔ وہ ایسے لوگ ہیں جناب کہ اب میں کیا کہوں جناب۔
شاگل نیچے پہرہ دیتے رہ جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ بیس کیمپ کال
کر کے وہاں سے کسی بھی جگہ میں صادق چکاری کو نکال لے جائیں۔
اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ آپ کو یہ حالات بتا دوں۔“ دیکھانے
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”تمہارا اندازہ درست ہے مادام دیکھا۔ بیس کیمپ کا انچارج
کرنل پرشاد ہے۔ مجھے چونکہ پہلے ہی اس بات کا خیال تھا کہ عمران

میری آواز اور لہجے میں بات کر کے وہاں سے صادق چکاری کو نکال سکتا
ہے۔ اس لئے میں نے کرنل پرشاد سے کوڈ ملے کر لئے تھے اور پھر
کرنل پرشاد کو کال آئی اور بغیر کوڈ کے اس سے میرے لہجے اور میری
آواز میں بات کی گئی اور صادق چکاری کے بارے میں بات کی گئی لیکن
کوڈ نہ ہونے کی وجہ سے کرنل پرشاد نے صادق چکاری کی وہاں
موجودگی سے انکار کر دیا۔ اس سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عمران لامحالہ
اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچے گا۔ لیکن اب آپ کیا چاہتی ہیں۔“ صدر
نے کہا۔

”جناب۔ میں چاہتی ہوں کہ میں بھی وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس
کے خلاف کام کروں تاکہ اگر ایک بجنسی سے کوئی غلطی ہو جائے تو
دوسری بجنسی اسے کور کر سکے۔“ دیکھانے کہا۔

”لیکن اس طرح دو بجنسیوں کی بیک وقت وہاں موجودگی سے وہ
لوگ بھی تو فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔“ صدر نے کہا۔

”جناب۔ یہ پہاڑی علاقہ ہے اور انتہائی دشوار گزار علاقہ ہے۔
شاگل صاحب نے یقیناً اس علاقے کے ان حصوں میں پکٹنگ کر رکھی
ہوگی جہاں اس بیس کیمپ تک جانے کا راستہ ہوگا لیکن مجھے معلوم
ہے کہ عمران ہمیشہ مشکل اور ناممکن راستے استعمال کرتا ہے۔ اس
لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ جن راستوں پر شاگل صاحب ہوں میں انہیں
چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں راستوں کی پکٹنگ کر لوں۔“ دیکھا
نے کہا۔

تم شاگل سے بات کر لو۔ میں نے اسے ہدایات دے دی ہیں۔
صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ریکھانے رسیور
کریڈل پر رکھا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر کے بار بار کال دینا شروع کر
دی سہونکہ ٹرانسمیٹر پر پہلے سے ہی شاگل کی ذاتی فریکوئنسی ایڈجسٹ تھی
اس لئے اس نے صرف بٹن آن کیا تھا۔

ہیلو ہیلو۔ ریکھانے کا ٹنگ۔ اور۔۔۔ ریکھانے کال دیتے ہوئے
کہا۔

میں۔ شاگل بول رہا ہوں۔ تم نے صدر صاحب سے بات کی
تھی۔ اور۔۔ شاگل کی غصیلی آواز سنائی دی۔

میں نے تو انہیں اس لئے کال کی تھی کہ میں انہیں بتانا چاہتی
تھی کہ جناب شاگل کا انتخاب کر کے انہوں نے انتہائی عقلمندی کا
ثبوت دیا ہے اور صدر صاحب نے بھی آپ کی بڑی تعریف کی۔ پھر
انہوں نے خود ہی کہا کہ میں بھی وہاں کام کروں۔ اور۔۔ ریکھانے
کہا۔

کیا ضرورت ہے اس کی۔ میں نے یہاں مکمل پکٹنگ کر رکھی
ہے۔ اور۔۔ شاگل نے کہا۔

صدر صاحب نے فرمایا ہے کہ میں اس پہاڑی جس پر بیس کیمپ
ہے کے ارد گرد ایئر فورس تعینات کر دوں۔ اس طرح آپ کے
معاملات میں تو کوئی مداخلت نہیں ہوگی۔ اور۔۔۔ ریکھانے کہا۔

لیکن تمہیں میری ماتحتی میں کام کرنا ہوگا۔ اور۔۔ شاگل نے

نہیں۔ اس طرح معاملات اکثر غلط ہو جاتے ہیں۔ میں چٹیف
شاگل سے بات کرتا ہوں۔ تم دس منٹ بعد دوبارہ مجھے فون کر
لینا۔ صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ریکھانے
رسیور رکھ دیا۔ پھر دس منٹ بعد اس نے دوبارہ پریڈنٹ ہاؤس کال
کی تو اس کا رابطہ فوراً صدر سے کر دیا گیا۔

مادام ریکھا۔ میری شاگل سے بات ہوئی ہے۔ شاگل نے ان
سارے علاقوں کی نگرانی کر رکھی ہے لیکن اصل پہاڑی جس پر یہ
کیمپ ہے اس کے ارد گرد کا علاقہ خالی ہے۔ گو اس پہاڑی کا محض وقوع
ایسا ہے کہ اس پہاڑی پر نیچے سے اوپر جانا ناممکن ہے لیکن یہ اخیال
ہے تم اپنی بجھسی کے ساتھ اس پہاڑی کے گرد گھیرا ڈال لو تاکہ یہ
امکان ہی ختم ہو جائے۔ تم شاگل سے بات کر لو۔ صدر نے کہا۔
جناب۔ وہ لوگ کسی ہیلی کاپٹر پر ہی براہ راست بیس کیمپ
پہنچ جائیں۔ ریکھانے کہا۔

اس کا انتظام کر لیا گیا ہے۔ پورے کنڈور علاقے کو نان ایئر ایریا
قرار دے دیا گیا ہے اور ایئر فورس نے اس علاقے میں موجود اپنے
چیکنگ سپاٹ کو بھی ریڈ الرٹ کر دیا ہے۔ کوئی جہاز۔ کوئی ہیلی کاپٹر
چاہے وہ فوجی ہی کیوں نہ ہو۔ اس علاقے میں داخل ہوتے ہی
میزائلوں سے بغیر کسی ہنگامہ کے ہٹ کر دیا جائے گا۔ صدر نے
کہا۔

اوہ۔ یہ بہت اچھا انتظام ہے جناب۔۔۔ ریکھانے کہا۔

کہا۔

یہ منیرے لئے اور پاور ۶ بجنسی دونوں کے لئے باعث اعزاز ہو گا۔
اور ۶ بجنسی کے لئے ریکھانے کہا۔

ادہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ واقعی تمہیں اس پہاڑی کے گرد گھیرا ڈالنا
چاہئے۔ تم ایسا کرو کہ اپنے ساتھ اپنی ۶ بجنسی کے دس تربیت یافتہ
آدمی لے کر ہیلی کاپٹر یہاں سے قریبی ایر پورٹ سو اگاہ پہنچ جاؤ۔ وہاں
میرے دو آدمی موجود ہوں گے جو تمہیں اور جہاز کے ساتھ تھیں کو
خصوصی جیسوں کے ذریعے پہاڑی تک پہنچا دیں گے کیونکہ اس پورے
علاقے کو نان ایر زون قرار دے دیا گیا ہے اس لئے تمہیں بہر حال
جیسوں پر ہی سفر کرنا ہو گا۔ اور ۶ بجنسی کے شاکل نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ میں پہنچ رہی ہوں۔ تھینک یو۔ اور اینڈ آل۔
ریکھانے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ
تھی۔

ایک بار مجھے وہاں پہنچنے دو۔ پھر دیکھنا کہ میں جہاز کیا حشر کرتی
ہوں احمق آدمی۔۔۔ ریکھانے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور کاشی بے
اختیار ہنس پڑی۔

ہیلی کاپٹر فصا کی بلندیوں میں پرواز کرتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا چلا
جا رہا تھا۔ اس کا رخ کنڈور پہاڑی علاقے کی طرف ہی تھا۔ یہ ہیلی کاپٹر
ہندوستان کی معروف سیاحتی کمپنی کا تھا۔ اس میں عمران، تنویر صفدر
اور کیپٹن تشکیل موجود تھے اور وہ سب مقامی میک اپ میں تھے۔ آئندہ
سے عمران نے ملاقات کر کے اس سے اس سارے علاقے کے بارے
میں پوری تفصیلات معلوم کر لی تھیں۔ یہ ملاقات دو گھنٹے تک جاری
رہی تھی اور جب عمران کی پوری طرح تسلی ہو گئی کہ اب آئندہ سے
مزید معلومات حاصل نہیں ہو سکتیں تو اس نے وعدے کے مطابق
ایک ہزار کی بجائے اسے پانچ ہزار روپے انعام میں دے کر واپس بھیجا
دیا تھا۔ اس دوران ناثران نے سیاحتی کمپنی کے ہیلی کاپٹر کا بندوبست
کر لیا تھا۔ ویسے تو یہ ہیلی کاپٹر کنڈور پہاڑی علاقے کے ساتھ ملحقہ ایک
اور پہاڑی علاقے جسے راہولا کہتے تھے کی سمت جا رہا تھا کیونکہ ناثران کو

گیا ہے۔ پھر آپ نے کہا کہ میں نے کیا تجویز ہے..... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ صفدر، عمران اور کیپٹن شکیل اہلی کاہنڑ کی عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ تنویر پائلٹ کے ساتھ اگلی سیٹ پر موجود تھا اور وہ درمیان آنکھوں سے لگائے مسلسل نیپے دیکھنے میں مصروف تھا۔

آنند سے مجھے ایک ایسے راستے کا علم ہوا ہے کہ میرا خیال ہے کہ اس راستے کی طرف شاگل یا اس کے نائب رام چندر کا دھیان تک نہیں گیا ہوگا اور میں نے اس راستے کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ عمران نے جواب دیا۔

یہ کونسا راستہ ہے۔ آپ ہمیں بھی تو سکھائیں..... صفدر نے کہا تو عمران نے جیب سے تہہ شدہ نقشہ نکالا اور پھر اسے کھول کر اپنے منہوں پر نکھالیا۔

یہ دیکھو۔ یہ ہے کنڈور کا پہاڑی علاقہ اور یہ ہے ترام کی پہاڑی جس پر بیس کیپ موجود ہے اور میرا اندازہ ہے کہ یہ بیس کیپ زمین سے ایک ہزار فٹ بلندی پر ہے اور یہ چاروں طرف سے بند ہے اس کا راستہ اندر سے کھولا اور بند کیا جاسکتا ہے۔ اس کی خاص نشانی یہ ہے کہ اس کے ایک حصے کو کاٹ کر وہاں باقاعدہ ہیلی پیڈ بنایا گیا ہے البتہ یہ پہاڑی ہر طرف سے سیدھی ہے اور اس پر نیچے سے اوپر جانا تقریباً ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ اوپر سے بھی سوائے اس ہیلی پیڈ کے اور کسی جگہ پر نہ اترا جاسکتا ہے اور نہ نیچے آیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس

وہیں دارالحکومت میں ہی معلوم ہو گیا تھا کہ کنڈور کے پورے پہاڑی علاقے کو نان ایریزون قرار دے دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ کنڈور پہاڑی علاقے کی حدود میں داخل ہونے والے کسی بھی ہیلی کاہنڑ یا جہاز کو بغیر کسی نوٹس کے میزائل سے اڑا دیا جائے۔ ناثران نے جب یہ بات عمران کو بتائی تو عمران سمجھ گیا کہ ان کی آمد کے خوف کی وجہ سے ایسے انتظامات کئے گئے ہوں گے۔ اس لئے عمران نے نقشہ دیکھ کر راہولا علاقے کا انتخاب کر لیا۔ ویسے بھی یہ علاقہ اجنبی سرسبز و شاداب تھا اور جہاں ایسے خوبصورت سپانس بھی موجود تھے جہاں سیاح اکثر آتے جاتے رہتے تھے۔ راہولا علاقے میں کئی جگہوں پر باقاعدہ ہیلی پیڈ بھی بنے ہوئے تھے اور پہاڑی علاقے کے مخصوص انداز کے ہوٹل بھی جگہ جگہ موجود تھے اس لحاظ سے راہولا علاقہ بہترین سیاحتی علاقہ سمجھا جاتا تھا۔ عمران نے اس لئے اس علاقے کا انتخاب کیا تھا کہ کنڈور میں موجود شاگل کے مخبروں کو ان پر شک نہ ہو سکے کافرستان سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سے انہیں اطلاعات مل چکی تھیں کہ شاگل اپنی فورس کے ساتھ کنڈور پہاڑی علاقے میں پہنچ چکا ہے اور اسے معلوم تھا کہ شاگل نے ارد گرد کے علاقے میں اپنے مخبروں کو تعینات کر دیا ہوگا۔

عمران صاحب۔ اس راہولا سے تو کنڈور کا فاصلہ کافی زیادہ ہے اور پھر میرے خیال کے مطابق اس کے ہر راستے پر سیکرٹ سروس کی چیکنگ ہوگی اور اس پورے علاقے کو بھی نان ایریزون قرار دے دیا

دوسری پہاڑی کی طرف جاتے ہوئے ان دونوں کے درمیان سے گزرتا ہے تو اس میں ایک تنگ سا سوراخ موجود ہے جس میں سے ایک آدمی آسانی سے کھسک کر آگے بڑھ سکتا ہے۔ یہ سوراخ ایک تنگ کریم کی صورت میں دوسری طرف ایک پہاڑی کے اوپر جاتے ہے۔ اگر ہم اس تنگ کریم سے گزر کر دوسری طرف پہنچ جائیں تو سمجھو کہ ہم شاکل اور اس کے آدمیوں کی نظروں سے بچ کر کنڈور میں داخل ہو جائیں گے اور جہاں یہ کریم جا کر ٹھکتا ہے وہاں سے قریب ہی ایک پہاڑی گاؤں ہے جس میں شاکا ننا قبیلہ رہتا ہے۔ یہ عام محنت کشوں کا قبیلہ ہے۔ جو لکڑی کاٹنے کا کام کرتے ہیں اور یہ خاصے غریب لوگ ہیں۔ ان کے سردار کا نام آنتہ نے باسو بتایا ہے۔ اگر ہم باسو کو رقم دے دیں تو باسو ہمیں انتہائی خفیہ راستوں سے ترام پہاڑی تک پہنچا سکتا ہے۔ اس طرح کسی کو ہمارے بارے میں علم نہیں ہوگا۔

عمران نے کہا اور صفدر نے سر ہلادیا۔
”ٹھیک ہے۔ اچھی پلاننگ ہے اس کے علاوہ اور کیا بھی کیا جاسکتا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”بہت کچھ کیا جاسکتا ہے وہاں۔ شکار کیا جاسکتا ہے۔ پکنک منائی جاسکتی۔ سنی مون منایا جاسکتا ہے بشرطیکہ آدمی سیٹھ دھنی رام ہو۔“
عمران نے نقشہ تہہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ سیٹھ دھنی رام کون ہے اس کا حوالہ آپ نے کس حیثیت سے

پہاڑی کی چوٹی سے لے کر نیچے تک چاروں طرف اس پر خفیہ الیکٹرونک آلات موجود ہیں کہ اگر اس پہاڑی پر ایک چھپکلی بھی رہے تو اندر سے نہ صرف اسے دیکھا جاسکتا ہے بلکہ اس کا خاتمہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں کیپ کو ناقابل تسخیر سمجھا جاتا ہے پھر اس کی ساخت اس قسم کی ہے کہ اگر اس پر ایٹم بم بھی مارا جائے تب بھی یہ تباہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے اس کے اندر جانا ہے اور اندر سے صادق چکری کو باہر لے آنا ہے۔“ عمران نے کہا۔
”یہ تفصیلات تو موبو رام پائلٹ نے بتائی تھیں۔ میں نے بھی سنی تھیں لیکن اصل بات تو وہاں تک پہنچنے کی ہے۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں۔ میں تو وہ راستہ تمہیں بتا رہا تھا اور بات دوسری طرف نکل گئی۔ دراصل پہاڑی رستے ہوتے ہی ایسے ہیں کہ آدمی جانا ایک طرف چاہتا ہے اور نکل کسی اور طرف جاتا ہے۔“ عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ کیپٹن شکیل کے لبوں پر بھی مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔

”یہ دیکھو۔ یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جو راہولا اور کنڈور کی درمیانی سرحد پر واقع ہے۔ اس پہاڑی کے اندر ایک قدرتی کریم ہے جو گھومتا ہوا اس پہاڑی تک چلا جاتا ہے لیکن دوسری طرف نہیں نکلتا۔ اس لئے لامحالہ اسے چمک کرنے کے بارے میں کسی نے سوچا تک نہ ہوگا لیکن آنتہ نے مجھے بتایا ہے کہ یہ کریم جب ایک پہاڑی سے

واقعی کنجوسی کی شاندار اور انتہائی دلچسپ مثال ہے۔" - تنویر

نے بھی لطف لیتے ہوئے کہا۔

”جو صاحب دوسرے نمبر آئے تھے وہ نظر کی عینک اس لئے نہ پہنتے

تجھے کہ کہیں شیشے نہ گھس جائیں۔ آخر نظروں نے ان شیشوں میں سے

مسلسل گزرتا تھا۔ عمران نے کہا تو ایک بار پھر صفدر بے اختیار

کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ تنویر بھی ہنس رہا تھا۔

”یہ بھی واقعی دلچسپ مثال ہے۔ بہت خوب“ تنویر نے بھی

لطف لیتے ہوئے کہا۔

• اور جو صاحبِ تیسرے نمبر پر آئے تھے وہ سرے سے بولتے ہی نہ

تھے کہ بولنے سے لفظ خرچ ہوتے ہیں۔ عمران نے کہا تو سب

ایک بار پھر انس پڑے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوئی۔

ہائٹ نے بتایا کہ وہ راہولا کے مین ہیلی پیڈ پر اترنے والا ہے اور وہ

سب چوکے ہو گئے۔ تنویر نے دوبارہ آنکھوں سے دور بین لگائی اور اس

کے ساتھ ہی پائلٹ نے بلندی کم کرنا شروع کر دی اور پھر ٹھوڑی دیر

بعد اسی کا پڑ پھاڑیوں کے درمیان بنے ہوئے ایک خاصے وسیع

و عرفش ہیلی پیڈ پر اتر گیا۔ وہاں دو ہیلی کاہر پہلے سے موجود تھے۔ ایک

طرف ایک عمارت تھی جس کے باہر برآمدہ تھا اور لوگ اس عمارت

سے ہیلی کا پٹر کی طرف اور ہیلی پنڈ سے عمارت کی طرف اجا رہے تھے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اہلی کا پڑے اترا۔ اس کے ساتھیوں نے

بیک اٹھائے ہوئے تھے جبکہ عمران خالی ہاتھ تھا اور وہ سب تیز تیز قدم

دیا ہے۔ حضور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

• ایک لطیفہ مشہور ہے کہ کافرستان میں نچوسوں کا عالمی مقابلہ

منعقد کیا گیا اور سیٹھ دھنی رام اس میں اول آیا تھا۔ عمران نے

جواب دیا۔

۱۰ اچھا۔ کیا وہ دنیا کا سب سے بڑا نجوس تھا لیکن کس طرح معلوم

ہوا..... مشد رے حیران ہوئے ہوئے کہا۔

اس مقابلہ میں دھنی رام کو اس لئے اول قرار دیا گیا تھا کہ وہ اس

فردیوس حالہ کسی مون منائے الیلا چلا لیا تھا مالہ خرچ ادھا ہو

جائے گا۔ .. عمران کے جواب دیا تو صدر بے اختیار سٹاپ کر اس

نکاح و طلاق

یہاں ہوا..... کیڑے سسڑواں سسڑواں سسڑواں.....
جسمہ مذکر کہا۔

۱۰۰ - حماری تعویذ و شفا دہانہ غار زمکا آتھ

لہذا تو صفدر ایک بار پھر ہنس رہا ہے۔

”سری تعریف میں مضمین کا کیا ارتعاس ہو گا؟“

بناتے ہوئے کہا۔

جس طرح تم اکیلے سنی مومن منانے جا رہے ہو۔ ایسی طرح ایک

سٹیج دھنی رام تھا وہ بھی کنجوسی کی وجہ سے اکبر لکھنؤ میں منانے چلا گیا

تھا اور اسے خالی مقابلہ کنجوسی میں اول انعام دیا گیا تھا..... عمر ان

نے کہا تو تنویر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

لیا اور جب قہوہ سرد ہوا تو عمران بھی نقشے سے ہٹ کر ان کے ساتھ کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

”کیا کوئی خاص بات تھی اس نقشے میں۔ جو آپ اتنی دیر تک اسے دیکھتے رہے۔“ صفدر نے قہوہ کی پیالی اٹھا کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کانرستان کے دارالحکومت سے جو نقشہ ہم نے خریدا ہے۔ نقشہ اس سے کافی مختلف ہے۔“ عمران نے قہوہ کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا تو صفدر اور دوسرے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

”مختلف۔ کیا مطلب۔ کیا نام غلط درج ہیں۔“ صفدر نے کہا۔
 ”نہیں بلکہ سرحدی علاقوں کی لوکیشن میں فرق ہے۔ شاید حکومت کانرستان نے ایسا جان بوجھ کر کسی خاص مقصد کے لئے کیا ہے۔ یہ پرانا نقشہ ہے جو یہاں فریم کرا کر لگایا گیا ہے جبکہ جو نقشہ دارالحکومت سے خریدا گیا ہے وہ تازہ ترین ہے۔“ عمران نے جیب سے نقشہ نکالتے ہوئے کہا۔

”کیا فرق ہے۔“ صفدر نے پوچھا۔

”اس دارالحکومت والے نقشے کے مطابق راہولا سے مشرق کی طرف کنڈور پہاڑی علاقہ ہے جبکہ اس پرانے نقشے کے مطابق کنڈور پہاڑی علاقہ شمال مشرق کی طرف ہے۔ اس کا زیادہ حصہ شمال میں ہے جبکہ بہت کم حصہ مشرق کی طرف ہے جبکہ موجودہ نقشے میں اسے مکمل طور پر مشرق کی طرف دکھایا گیا ہے۔“ عمران نے نقشہ کھول

انھاتے عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ وہاں ان کے کاغذات اور سامان کی سرسری سی چیکنگ کی گئی اور پھر انہیں جلانے کی اجازت دے دی گئی۔

”کیا اب اپنے ہی ملک کے اندر بھی شہروں کی چیکنگ کی جانے لگی ہے۔“ عمران نے ایک افسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجبوری ہے جناب۔ اعلیٰ حکام کی طرف سے حکم آیا ہے کہ کچھ غیر ملکی ایجنٹ یہاں کسی خاص مشن پر آ رہے ہیں اس لئے سب کی چیکنگ کی جا رہی ہے۔“ افسر نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ پھر تو واقعی چیکنگ ضروری ہے۔“ عمران نے کہا اور مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک لکڑی کے بنے ہوئے ہوٹل کے ایک سپیشل روم میں موجود تھے۔ یہ سپیشل روم بے تحاشہ آرام دہ انداز میں سجائے گئے تھے۔ اس لئے عام ہوٹلوں میں رہنے کی بجائے سیاح ایسے سپیشل رومز میں رہنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ ان رومز کی سجاوٹ میں مقامی رنگ بے حد نمایاں تھا۔ ارد گرد کے پہاڑی علاقوں سے ملنے والی عمارتی اور دیگر لکڑی کے نمونے اور ان کی خصوصیات کے ساتھ ساتھ انہی لکڑیوں سے بنا ہوا فرنیچر کمرے میں موجود تھا۔ ان پہاڑیوں سے ملنے والی معدنیات کے بارے میں نمونے اور تصاویر بھی موجود تھیں۔ ایک طرف دیوار پر ایک بہت ہی تفصیلی نقشہ فریم کرا کر لگایا گیا تھا۔ عمران اس نقشے کو کافی دیر تک غور سے دیکھتا رہا جبکہ صفدر نے ہوٹل کی انتظامیہ سے کہہ کر مقامی قہوہ منگوا

پہاڑیوں کے نام تبدیل کر دیئے گئے ہیں یا کوئی اور مسئلہ ہے۔۔۔ صفر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بیس کیمپ شاید کافرستان کا کوئی اہم ترین کیمپ ہے جس کی حفاظت کے لئے واقعی بے مثال ذہانت سے کام لیا گیا ہے۔ باقاعدہ نقشے میں رد و بدل کیا گیا ہے۔ سمتیں بھی بدلی گئی ہیں اور پہاڑیوں کے نام بھی۔ اب ظاہر ہے جو آدمی بھی ترام پہاڑی کو تلاش کرتا ہوتا ہے گا وہ اس نئے نقشے کے مطابق ہی ترام پہاڑی پر پہنچے گا جبکہ اصل ترام پہاڑی دوسری طرف موجود ہوگی۔ اگر دیوار پر یہ نقشہ موجود نہ ہوتا یا ہمیں اس کے بارے میں اسے ویسے ہی اتفاقاً نہ دیکھنا شروع کر دیتا تو ہم بھی دھوکہ کھا چکے ہوتے اور جب ہم اس ترام پہاڑی پر پہنچتے تب معلوم ہوتا کہ وہاں سرے سے ہی کوئی بیس کیمپ نہیں ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن موبو رام نے اس کی نشانی بتا دی تھی کہ اس کے ایک سائیڈ کو کاٹ کر باقاعدہ اس پر ہیلی پیڈ بنایا گیا ہے اور پھر یہ پہاڑی بالکل سیدھی اور سہل ہے۔ کیا یہ نقلی پہاڑی پر بھی ایسا ہی انتظام کیا گیا ہوگا۔“ صفر نے کہا۔

”جب ان لوگوں نے نقشے میں رد و بدل کر دیا ہے تو ہیلی پیڈ بنانے میں کونسا وقت لگتا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ نقلی پہاڑی پر ہیلی پیڈ واضح انداز میں بنایا گیا ہو اور اصل پہاڑی پر اس انداز میں کہ دور سے معلوم ہی نہ ہو سکے۔“ عمران نے کہا۔

”اس پر انگلی سے اشارہ کر کے اپنے ساتھیوں کو دکھاتے ہوئے کہا۔“ ہو سکتا ہے کہ حکومت نے نئی جغرافیائی حد بندی کی ہو۔ اس طرح فرق پڑ گیا ہو۔“ صفر نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن پہاڑیاں تو حکومت اپنی جگہوں سے کھسکا کر دوسری طرف نہیں لے جاسکتی۔ اب دیکھو اس نقشے میں کنڈور پہاڑی علاقے میں ترام پہاڑی جس پر بیس کیمپ ہے وہ راہولا کے اس طرف ہے اور درمیان میں یہ علاقہ ہے۔“ عمران نے نقشے پر انگلی سے نشاندہی کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ واضح ہے۔“ صفر نے کہا۔

”اور آؤ اب اٹھ کر دیوار پر لگے ہوئے اس نقشے میں انہیں دیکھو۔“ عمران نے کہا تو وہ سب اٹھ کر دیوار پر لگے ہوئے نقشے کے سامنے پہنچ گئے اور پھر عمران نے جیب سے بال پوائسٹ نکال کر اس نقشے پر پہاڑیوں کی نشاندہی کرنی شروع کر دی۔

”اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اس میں تو ترام نامی پہاڑی بالکل دوسری سمت میں ہے۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔“ صفر نے کہا۔ تنویر کے چہرے پر بھی حیرت تھی جبکہ کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں بھی حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

”یہ کافرستانی خاصے عقلمند ہوتے جا رہے ہیں۔“ عمران نے واپس کرسی پر آکر بیٹھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا مطلب۔ یہ دونوں نقشوں میں اس قدر فرق کیوں ہے۔ کیا

کہا اور میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ناگرہ ہوٹل“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”آپ کے ہوٹل میں سو باش صاحب ہیں اسسٹنٹ مینجر۔ ان سے بات کرنی ہے۔ میں ان کا دوست ہوں مائیکل“..... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جی بہتر۔ ہو لڈ آن کریں“ دوسری طرف سے کہا گیا۔
”ہیلو“ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی لیکن اس کے لہجے میں حیرت کی تھکیاں نمایاں تھیں۔
”آپ سو باش ہیں“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ لیکن آپ کون ہیں۔ مائیکل نام کا کوئی آدمی میرا دوست نہیں ہے“ سو باش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پلیس پہلے نہیں ہوگا تو اب ہو جائے گا۔ دارالحکومت کے ہوٹل تاج محل کے مینجر شرمہ کی معرفت ہی ہی“..... عمران نے کہا۔
”اوہ۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ فرمائیں میرے لائق کیا حکم ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”آپ بلیو ہیون نامی ہوٹل میں تشریف لاسکتے ہیں۔ میں نے آپ سے چند باتیں کرنی ہیں۔ اس کا آپ کو معقول معاوضہ بھی دیا جائے گا“..... عمران نے کہا۔

”اب جہاں بیٹھے باتیں ہی کرتے رہیں گے یا آگے بھی کہیں جانا ہے“..... اچانک تنور نے کہا۔ اس کے لہجے میں جھلکاہٹ تھی۔
”پہلے یہ تو طے کر لیں کہ ہم نے جانا کہاں ہے“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ آئندہ جو راستہ بتایا ہے اور جس قبیلے کا ذکر کیا ہے پرانے نقشے کے مطابق تو اب ادھر جانے کی ضرورت ہی نہیں رہی“..... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
”ہاں۔ پرانے نقشے کے مطابق تو ایسا ہی لگتا ہے“ عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ آئندہ تو اس علاقے کا رہنے والا ہے۔ اس کو تو نہ پرانے نقشے کا علم ہوگا اور نہ نئے نقشے کا۔ اس نے تو اپنی یادداشت کے مطابق ہی بتایا ہوگا“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”بتایا تو ہے لیکن اس نے جو کچھ بتایا ہے اس کے مطابق ہم راہولا سے اس کریمک کے ذریعے کنڈور میں داخل ہوں گے لیکن اسیرانے نقشے کے مطابق ہم کنڈور کی بجائے دوسرے علاقے ناسیرم میں داخل ہوں گے۔ اب اگر آئندہ کی بات پر یقین کر لیا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ پرانے نقشے کے مطابق ترام پہاڑی کنڈور کی بجائے ناسیرم پہاڑی علاقے میں واقع ہے۔ پھر اب کیا کرنا ہے“..... صفدر نے اچھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ابھی کچھ نہ کچھ واضح ہو جائے گا“..... عمران نے مطمئن لہجے میں

”کیونکہ یہ نقشے خصوصی طور پر یہاں کے تمام ہونٹوں کے کمروں میں فریم کروا کر لگائے گئے ہیں اور ان میں یہ تاخیر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ پرانے نقشے ہیں۔ جب ہمارے ہونٹوں میں یہ نقشے لگائے

تشریف رکھیں مسٹر سوباش۔ میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ عمران نے اٹھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا اور پھر اس سے مصافحہ کر کے اسے ساتھ بٹھالیا۔ عمران کے کہنے پر حضور نے ہوٹل سردس والوں کو کمرے میں کافی بھجوانے کا آرڈر دے دیا۔

خصوصی ذرائع سے معلوم کی ہے اور یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہ نقشے کس مقصد کے لئے لگوائے گئے ہیں۔ اسی لئے میں نے پہلے آپ سے پوچھا تھا کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سے ہے تو اس کی یہی وجہ تھی۔ ایک تو یہ کہ آپ مقامی شہری لوگ ہیں اور پاکیشیا میں بھی ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اس نقشے والی اطلاع ملنے کے بعد میں نے خود ہی معلوم کرنے کی کوشش کی کہ بیس کیمپ میں اچانک ایسی کیا بات پیدا ہو گئی ہے کہ کافرستان سیکرٹ سروس بھی یہاں پہنچ گئی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی پہنچنے والی ہے چنانچہ مجھے معلوم ہو گیا کہ معروف مشکباری لیڈر صادق چکاری کو یہاں رکھا گیا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اسے چھرانے کے لئے آرہی ہے اس لئے میرا یہی اندازہ تھا لیکن اب مجھے یقین ہے کہ آپ کا تعلق کارمن سے نہیں بلکہ پاکیشیا سے ہے۔ ویسے آپ بے فکر رہیں میری ہمدردیاں کافرستان سے نہیں بلکہ مشکباریوں کے ساتھ ہیں کیونکہ میری بیوی مشکباری ہے۔ سو باش نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا تو عمران اس کا آخری فقرہ سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔ باقی ساتھی بھی مسکرا دیئے۔

”مسز سو باش۔ ہمیں یہ یقین دلانے کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ کی ہمدردیاں کس کے ساتھ ہیں اور کس کے ساتھ نہیں ہیں۔ ہمارا کوئی تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے اور نہ ہی کسی مشکباری لیڈر سے ہمیں دلچسپی ہے ہم نے اس بیس کیمپ کے ایک کارمن سائنسدان سے خفیہ ملاقات کرنی ہے۔“ عمران نے کہا تو سو باش بے اختیار چونک

گئے تو میں نے اصل حالات کی ٹوہ لگائی کہ یہ کیا سلسلہ ہے تو مجھے بتایا گیا کہ کنڈور علاقے میں واقع ترام پہاڑی پر واقع بیس کیمپ کے خلاف کام کرنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم آرہی ہے اور کافرستان سیکرٹ سروس اس علاقے میں موجود ہے۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے سینڈ چیف جناب رام چندر صاحب نے خصوصی طور پر یہ نقشے تیار کرا کر اور فریم کر کر کہاں کے بہرومل اور کلب کے کمروں میں لگوائے ہیں تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ جب ان ہونٹوں میں سے کسی میں بھی آئیں تو وہ ان دونوں نقشوں میں فرق دیکھ کر دلچسپ جائیں۔۔۔ سو باش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ دیوار پر لٹکا ہوا یہ نقشہ اصل نہیں ہے بلکہ اصل نقشہ وہ ہے جو دارالحکومت سے لیا گیا ہے۔“ عمران نے کہا۔ ”جی ہاں۔ یہ دیوار والے نقشے جان بوجھ کر غلط بنائے گئے ہیں۔“ سو باش نے جواب دیا۔

”لیکن اگر اتنی آسانی سے اس بات کا علم ہو سکتا ہے تو پھر انہیں یہاں لٹکا کر کیا فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔ ”کسی نے بھی اس بارے میں تجسس نہیں کیا کیونکہ انہیں تو حکم دیا گیا اور مال بھی سپلائی کر دیا گیا ہے۔ اس لئے شاید کسی نے بھی نقشہ دیکھنے کی تکلیف گوارہ نہیں کی ہوگی لیکن آپ کو معلوم ہے کہ ہم جیسے لوگوں کی نفسیات کیا ہوتی ہیں۔ ہمارے اندر تجسس بھی ہوتا ہے اور سوالات بھی ابھرتے ہیں سہ چنانچہ میں نے یہ ساری بات اپنے

کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں آپ کی بات۔ میں آپ کی
کر سکتا ہوں مسٹر مائیکل۔ لیکن اس کے لئے آپ کو مجھے ایک لاکھ ڈالر
عنایت کرنے پڑیں گے۔“ سو باش نے کہا۔

”سوری۔ اس قدر بھاری رقم ہم نہیں ادا کر سکتے۔ ہم زیادہ سے
زیادہ دس ہزار ڈالر دے سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں اور وہ بھی اس
شرط پر کہ آپ ہمیں واقعی کوئی ایسا راستہ بتائیں اور ہمیں قائل بھی
کریں گے کہ اس راستے سے آگے بڑھتے ہوئے ہمارا ٹکراؤ کافرستان
سیکرٹ سروس سے نہیں ہوگا اور ہم اصل ترام پہاڑی تک پہنچ جائیں
گے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”دس ہزار ڈالر تو بے حد کم ہیں لیکن ٹھیک ہے۔ میں نے صرف
معلومات ہی مہیا کرنی ہیں اور تو کچھ نہیں کرنا۔ ورنہ ایک لاکھ ڈالر
میں نے اس لئے طلب کئے تھے کہ میں خود آپ کے ساتھ جا کر آپ کو
ترام پہاڑی تک پہنچا دیتا۔“ سو باش نے کہا۔

”آپ صرف معلومات دے دیں۔“ عمران نے کہا۔
”نقشہ دکھائیں۔“ سو باش نے کہا تو عمران نے تہہ شدہ نقشہ
اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیا اور پھر سو باش نے جیب سے بال پوائنٹ
نکالا اور نقشے پر جھک گیا۔

”پہلے تو یہ بتائیں کہ ترام پہاڑی اصل یہی ہے ناں۔“ عمران نے
کہا۔

پڑا۔

”کارمن سائنسدان۔ اوہ۔ آپ کا مطلب کہیں سائنسدان براؤن
سے تو نہیں۔ اس بیس کیمپ میں وہی کارمن تزاوہیں لیکن وہ تو یہاں
قید نہیں ہیں بلکہ اپنی مرضی سے یہاں کام کر رہے ہیں اور وہ اکثر
راہولا آتے جاتے رہتے ہیں۔ ہمارے ہوٹل بھی آتے رہتے ہیں۔“
سو باش نے کہا۔

”میں نے کب کہا ہے کہ وہ قید ہیں یا اپنی مرضی سے یہاں نہیں
آئے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ میں نے ان سے خفیہ ملاقات کرنی ہے اور
کرنی بھی ضروری ہے لیکن جب میں نے انہیں ٹرانسمیٹر پر کال کرنے کی
کوشش کی تو کسی نے کال انٹنڈ نہیں کی۔ پھر میں نے مزید معلومات
حاصل کیں تو مجھے بتایا گیا کہ کنڈور کے پورے علاقے کو نان ایئر
زون قرار دے دیا گیا ہے اور یہاں کافرستان سیکرٹ سروس نے ترام
پہاڑی کو گھیر رکھا ہے لیکن ہمارا براؤن سے ملنا بے حد ضروری ہے
ورنہ کارمن کا بہت بڑا نقصان ہو جائے گا میں نے یہ سوچا کہ ہم اپنے
طور پر وہاں جا کر ان سے ملاقات کر لیں چنانچہ ہم نقشے کے مطابق یہاں
آئے لیکن یہاں دوسرا اور مختلف نقشہ دیکھ کر ہم کنفیوزڈ ہو گئے۔
چنانچہ ہم نے آپ کو کال کیا۔ اب آپ ہمیں بتائیں کہ اصل ترام
پہاڑی کہاں ہے اور وہاں تک پہنچنے کا کونسا راستہ اختیار کیا جائے کہ
کافرستان سیکرٹ سروس سے ٹکراؤ نہ ہو سکے۔ اس کے لئے آپ جتنا
معاوضہ کہیں آپ کو مل جائے گا۔“ عمران نے تفصیل سے بات

جی ہاں۔ یہی ہے سو باش نے جواب دیا۔
اد کے۔ اب راستہ بتائیں عمران نے کہا تو سو باش نے
راستہ بتانا شروع کر دیا۔ عمران اس سے سوالات کرتا رہا اور سو باش
اس کے سوالوں کے جواب دیتا رہا۔
نہیں کیا یہ بات آپ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اس درے پر چمک
پوسٹ نہیں ہے؟ عمران نے کہا۔

مسٹر مائیکل۔ آپ درے کی بات کر رہے ہیں۔ اس پورے
علاقے میں کوئی چمک پوسٹ نہیں ہے۔ سو باش نے کہا۔
کیا مطلب۔ کیوں نہیں ہے؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔
اس لئے کہ اس سارے علاقے میں جگہ جگہ زمین کے اندر سے
زہریلے پانی کے چشمے ابھرتے رہتے ہیں۔ اس پانی سے نکلنے والا دھواں اس
سارے علاقے پر چھایا رہتا ہے اس لئے اسے خام طور پر زہریلی واوی کہا
جاتا ہے۔ یہ چشمے اس درے سے پہلے بھی ہیں اور آگے بھی۔ لیکن جو
راستہ میں نے بتایا ہے آپ اس راستے سے کیسے ماسک وغیرہ پہن کر
آسانی سے نکل سکتے ہیں اس راستے پر ایک بھی زہریلا چشمہ نہیں ہے۔
اس طرح آپ کو کافی لمبا جکر تو پڑ جائے گا لیکن آپ براہ راست تمام
پہاڑی تک پہنچ جائیں گے۔ سو باش نے کہا۔

آپ اس راستے سے گزر رہے ہیں کبھی اور اگر گزر رہے ہیں تو کس
لئے؟ عمران نے کہا۔

مسٹر مائیکل۔ میں بتانا تو نہیں چاہتا تھا لیکن اب اگر میں نے

بتایا تو لامحالہ آپ کو یقین نہیں آئے گا کہ اس زہریلی واوی میں میرے
جانے کا کیا مقصد ہے تو سنیں۔ اس زہریلی واوی کے شمال میں ایک
پہاڑی کے اندر ایکریسیا کا ایک انتہائی منفیہ اڈا ہے۔ اس اڈے سے وہ
پورے مشکبار کی سائنسی چیلنگ کرتے رہتے ہیں اور وہاں رہنے والے
حضرات کو ضروری سامان پہنچانا میری ڈیوٹی میں شامل ہے۔ سو باش
نے کہا۔

کیا یہ اڈا اس راستے پر ہے جو آپ نے بتایا ہے؟ عمران نے کہا
جی نہیں۔ اسے جہاں سے مشرق کی طرف مڑ جائیں گے جبکہ وہ اڈا
جہاں سے شمال کی طرف مڑ کر کافی اندر جا کر ہے اور ویسے بھی وہ اس
قدر منفیہ ہے کہ حکومت کا فرستان کو بھی آج تک اس کا علم نہیں ہو
سکا۔ اس کام اس زہریلی واوی نے دکھایا ہوا ہے۔ جہاں کوئی داخل
ہی نہیں ہوتا۔ سو باش نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔
ہمیں وہاں سے گزرتا دیکھ کر وہ ہمارے بارے میں مشکوک تو
نہیں ہو جائیں گے؟ عمران نے کہا۔

جی نہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ وہ بیرونی دنیا میں کسی صورت بھی
مداخلت نہیں کرتے۔ ورنہ تو یہ اڈا ٹریس ہو چکا ہوتا۔ سو باش نے
کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

آپ کبھی اس بیس کیمپ کے اندر گئے ہیں؟ عمران نے پوچھا
"جی نہیں۔ میں اس پہاڑی تک ضرور گیا ہوں لیکن اس کے اندر
کبھی نہیں گیا۔ ویسے بھی وہاں تک سوائے ہیلی کاپٹر کے پہنچنے کے اور

کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ ڈاکٹر براؤن بھی ہسپتال کا پڑھتے ہیں اور ہسپتال کا پتہ پتہ ہی واپس جاتے ہیں۔ سو باش نے کہا۔

”اوکے۔ بے حد شکریہ مسٹر سو باش۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے صفدر کو اشارہ کیا تو صفدر نے اٹھ کر الماری میں رکھے ہوئے بیگ سے دس ہزار ڈالر نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیئے اور عمران نے یہ ڈالر سو باش کی طرف بڑھا دیئے۔

”امید ہے مسٹر سو باش کہ اب آپ سب کچھ بھول جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”میں یہی درخواست آپ سے کرنے والا تھا۔ آپ نے تو اپنا مشن مکمل کر کے چلے جانا ہے جبکہ میں نے تو یہیں رہنا ہے۔ سو باش نے ڈالر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔“ اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب۔ اب تو ہمارے سامنے دو راستے ہیں۔ ایک آئندہ کا بتایا ہوا اور دوسرا اس سو باش کا بتایا ہوا۔ ویسے یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ کارمن سائنسدان وہاں کیا کر رہے ہیں اور آپ کو کیسے معلوم تھا کہ وہاں کارمن سائنسدان کام کرتے ہیں۔“ صفدر نے کہا۔

”جس انداز میں یہ بیس کیمپ بنایا گیا ہے اور جس انداز میں اس کی حفاظت کی جا رہی ہے اس سے مجھے اندازہ تھا کہ یہاں کوئی خاص کام ہو رہا ہے۔ کارمن سائنسدان کا نام تو میں نے ویسے ہی لے دیا تھا لیکن سو باش نے ڈاکٹر براؤن کا نام خود لے دیا جہاں تک راستے کا تعلق

ہے۔ راستہ وہی آئندہ والا ہی ٹھیک ہے کیونکہ سو باش نے جو راستہ بتایا ہے وہ انتہائی خطرناک بھی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس کی نگرانی کہیں نہ کہیں سے ضرور کی جا رہی ہوگی۔ رام ہتھوڑا اگر ان نقشوں کو اس انداز میں استعمال کر سکتا ہے تو وہ اس پوری وادی کو کس طرح چھوڑ سکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

ویسے یہ نقشے والی بات ہے حیرت انگیز۔ اس پورے علاقے میں نقشے لگوانا خاصا مشکل کام ہے اور پھر کیا یہ ضروری تھا کہ ہم یہاں کسی ہوٹل میں ہی ٹھہرتے۔“ صفدر نے کہا۔

”اگر سو باش ہماری مدد نہ کرتا تو ہم واقعی چکر کھا گئے تھے۔ رام ہتھوڑا نے جو ذہانت استعمال کی ہے وہ یہ کہ اس نے جو نقشے فریم کر کے گھولے ہیں اس نے انہیں پرانے نقشے ظاہر کیا ہے۔ اگر یہ بھی نئے ہوتے تو پھر یہ معاملہ مشکوک ہو جاتا۔ اب دیکھو اگر ہم ان نقشوں کے چکر میں آجاتے تو سیدھے شاگل کے آدمیوں کی جھولی میں جا گرتے۔“ عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”اوکے۔ پھر انھوں نے چلنے کی تیاری کریں۔ ابھی ہم نے ایک خاص اڈے سے ضروری اسلحہ بھی لینا ہے۔“ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی کھڑے ہوئے۔ تنویر کا لٹکا ہوا چہرہ عمران کی بات سن کر بے اختیار کھل اٹھا تھا۔

ختم شد

ذہین اکینٹ

خاص نمبر
مکمل ناول

مصنف: منظر کلیم ایم اے

گراہم — اکیریا کا ذہین اکینٹ — جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل اپنی ذہانت ثابت کر دی۔ کیسے؟
گراہم — جس نے اکیلے ہی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں کامیابی حاصل کر لی۔ کیا واقعی؟
وہ لمحہ — جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس باوجود انتہائی کوششوں کے ذہین اکینٹ کے مقابلے میں شکست کھا گئے۔

وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں کے سامنے گراہم نے اپنا مشن مکمل کر لیا۔ کیا واقعی وہ عمران سے زیادہ ذہین تھا؟
آخری کامیابی کسے حاصل ہوتی — گراہم کو — یا؟

انتہائی دلچسپ، ہنگامہ خیز اور ذہانت سے بھرپور ایک منفرد انداز کا ناول

یوسف براؤن۔ پاک گیٹ ملتان

بیس کیمپ

حصہ دوم

مصنف: منظر کلیم ایم اے

بیس کیمپ — ناقابل تسخیر کیمپ۔ جہاں صادق چکراہی کو رکھا گیا تھا اور جس کی بیرونی حفاظت شاگل اور مادام ریکھا کے ذمہ تھی — کیا عمران بیس کیمپ تک پہنچ بھی سکا — یا — نہیں؟
بیس کیمپ — جہاں پہنچ کر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بر لحاظ سے بے بس ہو گئے — کیوں اور کیسے؟

• وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو مجبوراً اپنے آپ کو شامل کے سامنے سڑک کرنا پڑا اور شاگل نے ان کے ہاتھوں میں ہتھیاریں ڈال دیں۔
• کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس شاگل کے ہاتھوں یقینی موت کا شکار ہو گئے یا؟
• وہ لمحہ — جب عمران، صادق چکراہی اور عمران کے ساتھیوں کو مادام ریکھا نے گرفتار کر لیا — اور پھر؟

• انتہائی لرزہ خیز جدوجہد، تیز رفتار ایکشن اور سانس روک دینے والا پناہ پس۔
ایسا ناول جو وادی مشکبار کے سلسلے میں یادگار حیثیت کا حامل ہے (شائع ہو گیا ہے)

یوسف براؤن۔ پاک گیٹ ملتان

بات سامنے آجاتی ہے جس پر عمران کی حیرت بجا ہوئی ہے۔ وہ سوچ رہا ہے کہ یہ حال انسان ہے اور انسان ہر موضوع پر عقل کا نکتہ نظر تو نہیں دیکھ سکتا۔ اور یہ عمران کی عظمت ہے کہ وہ اپنی کم علمی کو چھپاتا نہیں ہے۔ امید ہے آپ اسدہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

دار برٹن سے عبدالوحید لکھتے ہیں۔ "گرین ڈیج" جیسا منفرد اور شاہکار ناول لکھ کر آپ نے واقعی عظیم مصنف ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس ناول میں خاص طور پر ماہ لقا کا کردار یچھ پسند آیا ہے۔ آپ نے یہ کردار تخلیق کر کے ہمارے دل خوش کر دیئے ہیں۔ ویسے ماہ لقا کے لئے کرنل فریدی واقعی بہت بڑا چیلنج ہے۔ جو لیا آج تک۔ عمران کو موم نہیں کر سکی تو کرنل فریدی تو ویسے بھی انتہائی سنجیدہ اور سرد مزاج کا مالک ہے۔"

محترم عبدالوحید صاحب۔ خط لکھنے ناول اور کردار پسند کرنے کا یچھ شکریہ۔ ماہ لقا کا کردار تمام قارئین نے یچھ پسند کیا ہے۔ اس کردار کے سامنے آنے سے کرنل فریدی کے چتر اور سخت دل پر بہر حال بہار نے دستک تو دینی شروع کی ہے اب دیکھئے اسدہ کیا ہوتا ہے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

منظہر کلیم

صادق چکاری کی آنکھیں کھلیں تو کچھ دیر تک تو اس کے ذہن پر دھند سی چھائی رہی لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن میں وہ منظر ابھر آیا جب اس کی کرنل پرشاد سے بات چیت ہوئی تھی اور کرنل پرشاد نے اسے سپیشل سیف سیل میں پہنچانے کا حکم دیا تھا اور اس کے اسسٹنٹ نے اسے بے ہوش کر دینے والا انجکشن لگا دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا تو وہ بے اختیار سیدھا ہو گیا۔ اس نے گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو ایک آرام دہ کرسی پر بیٹھے ہوئے پایا تھا۔ کمرے میں ایک طرف ایک بستہ لگا ہوا تھا جبکہ جس جگہ صادق چکاری موجود تھا وہاں دو کرسیاں اور ان کے درمیان میز تھی۔ ایک سائیڈ پر ریفریجریٹر رکھا ہوا تھا جبکہ ساتھ ہی ہاتھ روم کا دروازہ تھا۔ صادق چکاری نے دیکھا کہ کمرے میں نہ ہی

”تیار وقت ہی بتا دو۔ صادق چکری نے کہا۔“

یہاں سورج کس وقت غروب ہوتا ہے تاکہ میں اس کے مطابق
اپنی عبادت کا وقت مقرر کر سکوں صادق چکاری نے کہا تو کہ نہ
پر شاد نے اسے نہ صرف سورج غروب ہونے کا بلکہ سورج طلوع ہونے
کا بھی وقت بتا دیا۔

ہیلو کرنل پرشاد۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ مغرب کس سمت میں ہے۔ صادق چکری نے اونچی آواز میں کہا تو اس کے ساتھ ہی چست سے چٹک کی آواز سنائی دی۔

”میں کیپٹن شرما بول رہا ہوں۔ کرنل صاحب آرام کرنے چلے گئے ہیں۔ وہ راؤنڈ پر آئے تھے۔ واپس چلے گئے ہیں۔“ کیپٹن شرما نے کہا

ہیں۔ وہ راؤنڈ پر آئے تھے۔ واپس چلے گئے ہیں۔ کیسٹن شرمانے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی اس نے اسے بتایا کہ جس طرف اس کا رخ ہے وہ مغرب کی سمت ہی ہے۔ صادق چکاری نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر مغرب کی طرف منہ کر کے اس نے نماز ادا کرنا شروع کر دی۔ نماز پڑھ کر اس نے اللہ تعالیٰ سے گز گرا کر دعا مانگی اور پھر اٹھ کر وہ آیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ چونکہ اس کے پاس کرنے کو کوئی کام نہ تھا اور نہ ہی کمرے میں کوئی کتاب یا رسالہ تھا اس لئے صادق چکاری کرسی کی پشت سے سرٹکا کر آنکھیں بند کر لینے کے علاوہ اور کیا کر سکتا تھا۔ پھر اس نے اس طرح بیٹھے بیٹھے تقریباً ایک گھنٹہ گزار دیا۔ اس کے بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر وہ ریفریجریٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اب باہر اندھیرا چھا گیا ہو گا۔ اس لئے اب وہ یہاں سے نکلنے کے پلان پر عمل کرنا چاہتا تھا۔ اسے یہ تو معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں ہے اور یہاں سے کس انداز میں نکل سکتا ہے اور نکل بھی سکتا ہے یا نہیں۔ لیکن اس نے کوشش کرنے کا ایک منصوبہ بنالیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ جس جگہ قید ہے یہاں بجلی باقاعدہ کسی جنریٹر کی مدد سے تیار کی جاتی ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ یہ جنریٹر کافی بڑا ہو لیکن اسے یہ معلوم تھا کہ وہ اس جنریٹر کو یہاں بیٹھ کر بجلی تیار کرنے سے روک سکتا ہے۔ ظاہر ہے اس طرح یہاں مکمل بلیک آؤٹ ہو جائے گا اور بجلی سے چلنے والا تمام نظام آف ہو جائے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ ریورس ہو جائے۔ اگر ایسا نہ بھی ہوا تو بھی انہیں بہر حال اس کمرے کو کھولنا اور پھر اندر آنا پڑے گا ورنہ وہ کسی طرح بھی بجلی کی رہ کو بحال نہ کر سکیں گے۔ یہ

میں موجود تھا۔ ویسے تو وہاں کوئی بلب نہ تھا لیکن اس نے ریفریجریٹر میں موجود چھوٹے سے بلب کو استعمال کرنے کے بارے میں سوچ لیا تھا۔ اس نے ریفریجریٹر کا دروازہ کھولا اور پھر اس نے ہاتھ سے ایک کونے میں رکھا ہوا چھوٹا سا ساکھ اٹھایا اور پھر دوسرے ہاتھ سے وہ بلب ساکھ سے نکال لیا جس کی مدد سے دروازہ کھلتے ہی ریفریجریٹر کے اندر لائٹ جل اٹھتی تھی۔ ریفریجریٹر کے اندر تو اندھیرا ہو گیا لیکن چونکہ اس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور کمرے میں تیز روشنی تھی اس لئے ریفریجریٹر کے اندر ہر چیز جہاں بھی روشنی پڑ رہی تھی صاف نظر آرہی تھی اور چونکہ اس کی پشت دروازے کے سامنے تھی اس لئے لامحالہ سکرین پر دیکھنے والے کو یہ احساس نہ ہو سکتا تھا کہ ریفریجریٹر کے اندر اندھیرا ہو گیا ہے یا صادق چکاری نے کیا ہے۔ بلب نکال کر اس نے پھرتی سے ہاتھ میں پکڑا ہوا ساکھ اس ساکھ میں رکھا اور پھر اوپر سے بلب رکھ کر اس نے اسے دبا کر لگا دیا۔ دوسرے لمحے یکنٹ کمرے میں اندھیرا چھا گیا اور اس کے ساتھ ہی سرر سرر کی تیز آوازیں بھی سنائی دینے لگیں۔ ان آوازوں سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے بڑی بڑی چادریں تیزی سے سرک رہی ہوں۔ صادق چکاری نے ریفریجریٹر کا دروازہ بند کیا اور پھر وہ ساکھ کھڑا ہو گیا۔ اچانک گھپ اندھیرا ہونے کی وجہ سے اسے کچھ نظر نہ آ رہا تھا لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں اندھیرے سے مانوس ہونے لگ گئیں اور اسے اندھیرے میں بھی نظر آنے لگ گیا۔ وہ

آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے دیوار پر ہاتھ رکھا تو وہ بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس کے ہاتھ نے فوراً ہی محسوس کر لیا تھا کہ وہ دھات کی چادر غائب ہو چکی ہے اور اب تنگی دیوار موجود ہے۔ شاید سرور کی آوازیں ان چادروں کے ہٹنے کی تھیں۔ اس نے دیوار پر ہاتھ پھینکا شروع کر دیا لیکن تھوڑی دیر بعد جب اس کی آنکھیں اور زیادہ آسانی سے دیکھنے لگیں تو اس نے اس دیوار میں باقاعدہ دروازے کو چمک کر دیا۔ لیکن یہ دروازہ بند تھا۔ اس نے اسے دھکیل کر کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ کھل نہ سکا تو پھر صادق چکری نے پیچھے ہٹ کر دروازے پر کاندھے کی ٹکرماری لیکن یوں لگتا تھا کہ دروازہ تو ہے لیکن وہ کھلتا کسی اور میکانزم سے ہے اور وہ میکانزم بجلی فیل ہو جانے کی وجہ سے جام ہو چکا ہے۔ صادق چکری کو معلوم تھا کہ جب تک وہ بلب کے ساکٹ سے سکے کو باہر نہ نکالے گا بجلی کی رو بحال نہ ہو سکے گی۔ چاہے کرنل پرشاد کچھ ہی کیوں نہ کر لے۔ اس لئے وہ ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے یقین تھا کہ کرنل پرشاد یا اس بیس کیپ کا کوئی اور آدمی بہر حال اندر آئے گا کیونکہ بہر حال ماہرین یہ معلوم کر لیں گے کہ بجلی کی لائن کہاں سے بحال نہیں ہو رہی لیکن جب کافی دیر گزر گئی اور دروازہ نہ کھلا تو وہ واپس جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ پورے سنٹر میں جہاں وہ موجود تھا ہنگامی حالات پیدا ہو چکے ہوں گے لیکن اس کی پوزیشن ایسی تھی کہ وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ پھر اسے اسی طرح بیٹھتے ہوئے نجانے

کتنی دیر گزر گئی کہ اچانک اس نے اس سنگی دروازے کو ہلکی سی آواز کے ساتھ کھلتے ہوئے دیکھا تو وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور دروازے کی سائیڈ میں دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ دروازہ کھلتے ہی ایک لمبے قد اور قدرے ہماری جسم کا آدمی جس کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی ہاتھ میں مارچ پکڑے اندر داخل ہوا۔ مارچ اس نے روشن کی ہی تھی کہ صادق چکری کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا اور پھر فرش پر اس بری طرح تڑپنے لگا جیسے اس کے جسم سے تیزی سے جان نکل رہی ہو یا جیسے غبارے میں سے ہوا اٹھتے وقت وہ بری طرح پھوپھو رہا ہے۔ صادق چکری نے اپنا مخصوص داؤ اس پر آزمایا تھا۔ اس نے مخصوص انداز میں اپنے بائیں ہاتھ کی ضرب اس کی گردن کی پشت پر ماری تھی اور اسے معلوم تھا کہ چند لمحوں بعد اس آدمی کا اعصابی نظام جامد ہو جائے گا اور پھر وہ زندہ ہونے کے باوجود حرکت نہ کر سکے گا اور نہ بول سکے گا اور وہی ہوا۔ وہ آدمی چند لمحوں بعد بے حس و حرکت ہو گیا۔ مارچ اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جاگری تھی لیکن وہ جل رہی تھی۔ صادق چکری نے آگے بڑھ کر مارچ اٹھائی اور اسے بند کر کے وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا البتہ باہر ایک سنگ سی راہداری تھی جو گھوم کر اوپر بھی جا رہی تھی اور نیچے بھی اور اس راہداری کی ایک سائیڈ پر باقاعدہ سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں جبکہ باقی جگہ سپاٹ تھی۔ صادق چکری تیزی سے نیچے جانے کے بجائے اوپر چڑھ گیا لیکن ابھی وہ

تھوڑا ہی اوپر گیا تھا کہ اس نے اوپر سے کرنل پر شاد کی پستی ہوئی اور سنی اور وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس نے دیوار کے ساتھ پشت لگا دی۔ وہ ایسی جگہ پر تھا جو سڑکیوں کی مخالف سمت تھی۔ کرنل پر شاد چیخ کر کسی کرنل راجیش کو اپنے پاس بلا رہا تھا۔ اور پھر اسے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ سڑکیاں اترتی ہوئی آوازیں تھیں اور دو آدمیوں کے قدموں کی آوازیں تھیں جن میں سے ظاہر ہے ایک کرنل پر شاد اور دوسرا محالہ کرنل راجیش ہو گا۔ کافی تیزی سے نیچے اتر رہے تھے۔

”یہ سب اس صادق چکاری کی ہی شرارت ہے باس۔ ماہرین درست نشاندہی کی ہے۔ ایک آواز سنائی دی۔“

”ہاں۔ اور اب اسے اپنی اس حرکت کا اتہائی عبرتناک خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔“ کرنل پر شاد کی غزاتی ہوئی آواز سنائی دی تو صادق چکاری بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی نارچ کو مضبوطی سے تھام لیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ دونوں اس کے کمرے میں ہی جا رہے ہیں اور ایسا کرنے کے لئے انہیں اس کے قریب سے گزرنا پڑا سا گھومنا پڑے گا اور وہ اس وقت سے ہی فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ لہٰذا بعد اس نے گھوم کر دو آدمیوں کو سڑکیاں اتر کر آتے ہوئے دیکھ اور اندھیرے کے باوجود وہ کرنل پر شاد کو اس کی مخصوص جسمانی ساخت کی وجہ سے پہچان گیا تھا۔ وہ دونوں تیزی سے اتر رہے تھے۔

”وہ کیپٹن نظر نہیں آ رہا۔ وہ کہاں ہے۔“ کرنل پر شاد نے کہا

اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ صادق چکاری کے دونوں بازو بیک وقت حرکت میں آئے اور بھاری نارچ پوری قوت سے کرنل پر شاد کے سر پر پڑی جبکہ دوسرا ہاتھ مخصوص انداز میں گھومتا ہوا دوسرے کرنل کی گردن کی پشت پر پڑا اور وہ دونوں ہی بیک وقت چپچپے ہوئے اچھل کر منہ کے بل نیچے گرے ہی تھے کہ صادق چکاری نے بجلی کی سی تیزی سے نیچے گر کر اٹھتے ہوئے کرنل پر شاد کی کنسٹی پر لات جمادی اور وہ ایک بار پھر چپچپا ہوا نیچے گرا لیکن اس نے پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن صادق چکاری کی لات ایک بار پھر پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آئی اور اس بار کرنل پر شاد نیچے گر کر اٹھ نہ سکا۔ اس کا جسم بے حس و حرکت ہو گیا تھا جبکہ دوسرا کرنل جسے کرنل پر شاد نے کرنل راجیش کہہ کر بلایا تھا وہ مخصوص ضرب کھا کر چند لمحوں تک پھڑکتا رہا تھا پھر ساکت ہو گیا تھا۔ اس کا حشر بھی وہی ہوا تھا جو اس سے پہلے کمرے میں داخل ہونے والے فوجی کا ہوا تھا۔ صادق چکاری نے آگے بڑھ کر کرنل پر شاد کو بازو سے پکڑا اور اسے تیزی سے گھسیٹا ہوا کمرے کے کھلے ہوئے دروازے کے اندر لے گیا۔ اس کے بعد اس نے بے حس و حرکت پڑے ہوئے کرنل راجیش کو بھی اس طرح گھسیٹ کر کمرے کے اندر کر لیا اور پھر اس نے نارچ کی مدد سے کمرے کے دروازے کا میکنزم چیک کیا لیکن اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ کوئی میکنزم نہ تھا بلکہ دروازہ اندر سے باہر کی بجائے باہر سے اندر کی طرف دھکیلنے سے کھلتا تھا۔ اس لئے اس نے دروازے کو پوری

اے واپس اوپر اٹھالا اور اس کے اپنے آپ کو سنبھالا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے ایک طرف موجود خالی حصے کی طرف بڑھا۔ یہ ایک کافی بڑا گول سا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک بڑا سا تالاب بنا ہوا تھا۔ اس تالاب میں پانی بھرا ہوا تھا جبکہ اس تالاب سے بڑے بڑے پائپ اندر جا رہے تھے اور اندر سے نکل کر دیوار کے ساتھ لگ کر اوپر چھت کی طرف جا رہے تھے۔ ایک سائیڈ پر ایک کافی بڑی پمپ بنا مشین تھی جبکہ ایک سائیڈ پر خالی فرش تھا۔ صادق چکاری اوپر سے اس تالاب میں گرا تھا اور اب وہ اس خالی فرش والے حصے پر کھڑا تھا۔ اس کے جسم سے پانی بہہ رہا تھا لیکن اس کی نظریں تیزی سے اوپر ادر کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اے یہ تو معلوم تھا کہ اس پورے بیس کیمپ کے لئے پانی کا ذخیرہ یہاں کیا گیا ہے اور یہاں سے پانی بیس کیمپ کو پہنچائی کیا جاتا ہے لیکن یہاں کوئی دروازہ کھڑکی یا کوئی روشندان وغیرہ موجود نہ تھا۔ کمرے میں چھت کی ایک سائیڈ سے تیز روشنی نکل رہی تھی۔ صادق چکاری یہ بات تو سمجھ گیا تھا کہ کس طرح انہوں نے بجلی کی رو بحال کر لی ہے حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اس نے ریفریجریٹر کے بلب کے ساکٹ میں سکہ لگایا تھا جب تک وہ سکہ نہ نکالا جاتا۔ بجلی کی رو کسی صورت بھی بحال نہ ہو سکتی تھی لیکن اس کیپٹن کی اچانک کمرے میں آمد سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ ماہرین نے اس بات کا سراغ لگایا تھا کہ بجلی کی رو کی بحالی میں رکاوٹ اس کمرے سے منسلک ہے اور شاید کرنل پرشاد اور کرنل راجیش اسی سلسلے میں اس کے پاس آ رہے تھے

طرح بند کیا تاکہ اسے آسانی سے کھول سکے اور پھر اس کے کرنل کی تیزی سے کرنل پرشاد کے جسم پر موجود یونیفارم اتارنا شروع کر دی۔ پھر اس نے یہ یونیفارم اپنے لباس کے اوپر پہن لی۔ اس طرح اسے یہ یونیفارم پوری آگئی۔ پھر اس نے بیلٹ کی مدد سے کرنل پرشاد کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے اچھی طرح باندھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے کرنل راجیش کی تلاشی لی اور پھر اس نے اس کیپٹن کی تلاشی لی جو پہلے اندر داخل ہوا تھا لیکن کسی کی جیبوں میں کسی قسم کا کوئی اسلحہ برآمد نہ ہوا تھا۔ اس نے مارچ اٹھائی اور تیزی سے واپس نکل کر وہ اس بار اوپر جانے کی بجائے نیچے کی طرف بڑھتا چلا گیا کیونکہ اس نے کرنل پرشاد اور اس کے ساتھی کو اوپر سے نیچے آتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس لئے وہ سمجھ گیا تھا کہ باقی لوگ بھی اوپر ہی ہو سکتے ہیں۔ وہ سیریسیاں گولائی میں تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی مینار کی بلندی سے نیچے کی طرف سنر کر رہا ہو۔ پھر جیسے ہی وہ ایک موڑ مڑا۔ اچانک ایک زوردار دھماکے کے ساتھ ہی یکفخت وہ پورا حصہ تیز روشنی سے بھر سا گیا اور صادق چکاری کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے وہ یکفخت تیز روشنی کی وجہ سے اندھا ہو گیا ہو۔ اسی لمحے اسے سرر سرر کی تیز آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے قدموں کے نیچے سے زمین یکفخت ہٹ گئی اور وہ اچانک اس طرح نیچے گرنے لگا جیسے آدمی کسی کنوئیں میں گرتا ہے اس کے منہ سے بے اختیار چیخ سی نکل گئی اور چند لمحوں بعد وہ شہ اپ کی آواز کے ساتھ ہی پانی کے اندر گرتا چلا گیا۔ جب پانی نے

کہ وہ کیپٹن جلدی کر گیا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی مدد میں آجائے۔
 گیا ہو اور اس نے سکے نکال کر بجلی کی رو بحال کر دی ہو لیکن اسے یہ
 بات سمجھ نہ آ رہی تھی کہ وہ تو سیر دھیاں اترتا ہوا نیچے جا رہا تھا پھر بجلی کی
 رو بحال ہوتے ہی اس کے قدموں تلے سے زمین کیسے غائب ہو گئی اور
 وہ اس تالاب میں کیسے آگرا اور اب یہاں کوئی آدمی بھی موجود نہ تھا اور
 یہاں سے نکلنا بھی ناممکن نظر آ رہا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا یہ سب باتیں سوچ
 رہا تھا کہ اچانک اس کے سر پر ایک زوردار ضرب لگی اور وہ بے اختیار
 چھٹتا ہوا پہلو کے بل فرش پر گر ا۔ اسی لمحے دوسری ضرب لگی اور اس کے
 ساتھ ہی اس کے ذہن کو جیسے کسی نے تاریک چادر سے ڈھانپ دیا۔
 پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں دور سے روشنی کا ایک باریک سا
 نقطہ چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی روشنی کا
 نقطہ چمکا اور پھر یہ روشنی تیزی سے پھیلتی چلی گئی اور پھر جیسے ہی اس کا
 شعور جاگا اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے
 اسے احساس ہوا کہ وہ ایک سنگی دیوار کے ساتھ لوہے کی مضبوط
 زنجیروں میں جکڑا ہوا کھڑا ہے۔ اس کی دونوں ٹانگیں علیحدہ علیحدہ
 زنجیروں کی مدد سے دیوار سے جکڑی ہوئی تھیں اور دونوں بازو بھی اس
 طرح علیحدہ علیحدہ دیوار کے ساتھ جکڑے ہوئے تھے۔ اس کے سینے کے
 گرد بھی ایک بھاری زنجیر تھی اور ایک زنجیر اس کی گردن کے گرد بھی
 موجود تھی۔ اس نے اوجھڑا کر دیکھا تو یہ ایک سنگ سا کمرہ تھا۔ سامنے
 دو کرسیاں موجود تھیں جو خالی تھیں اس نے اپنے لباس پر کرنل

راجیش کی یونیفارم پہنی تھی وہ یونیفارم اب غائب تھی۔ ابھی وہ سوچ
 ہی رہا تھا کہ وہ کہاں پہنچ گیا ہے اور اس کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا
 ہے کہ ہلکی سی گڑ گڑاہٹ کے ساتھ ہی سامنے کی دیوار درمیان سے
 پھٹ کر سائیڈ میں کھسکتی چلی گئی اور اب ایک لمحہ پہلے جہاں سنگی
 دیوار تھی اب وہاں دروازے نما خلا موجود تھا۔ چند لمحوں بعد اس خلا
 میں سے کرنل پر شاد اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک اور فوجی تھا
 جس کے کاندھوں پر موجود سنارز بتا رہے تھے کہ وہ کیپٹن ہے۔

تم واقعی انتہائی خطرناک حد تک ذہین آدمی ہو صادق چکاری۔
 تم نے جس طرح ریفریجریٹر کے بلب کی ساکٹ میں سکے لگا کر ہمارے
 اس پورے بیس کیمپ کی لائٹ آف کر دی اور جس طرح بجلی فیل ہو
 جانے کی وجہ سے ہمارا سارا آٹو میٹک نظام خراب ہوا اور بے شمار
 مشینیں تباہ ہو گئی ہیں اس نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ میرے تصور
 میں بھی نہ تھا کہ ایک معمولی سا سکے اس قدر خوفناک تباہی نازل کر
 سکتا ہے۔ کرنل پر شاد نے اسی طرح نرم لہجے میں بات کرتے
 ہوئے کہا اور پھر وہ اس طرح اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا جیسے وہ یہاں
 آیا ہی اس کرسی پر بیٹھنے کے لئے ہو۔

”بیٹھو کیپٹن دھریندر“..... کرنل پر شاد نے اپنے ساتھی سے کہا۔
 ”تھینک یو سر“..... کیپٹن دھریندر نے مودبانہ لہجے میں کہا اور
 ساتھ پڑی ہوئی دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن اس کا انداز بے حد
 مودبانہ تھا۔

تم نے اس سکے کا سراغ کیسے لگا لیا؟ صادق چکاری نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”چیکنگ آلات نے تمہارے کمرے کی نشاندہی کی تھی کہ وہاں سے لائن آف ہے چنانچہ میں نے وہاں موجود ایک کیپٹن کو چیکنگ کے لئے بھجوایا۔ لیکن پھر مجھے خیال آگیا کہ تم خطرناک آدمی ہو۔ اس لئے مجھے خود جانا چاہئے۔ چنانچہ میں کرنل راجیش کے ساتھ وہاں پہنچا تو تم کیپٹن پر پہلے ہی قابو پا چکے تھے اور پھر تم نے اچانک مجھ پر اور کرنل راجیش پر حملہ کر دیا۔ مجھے اعتراف ہے کہ تم خاصے تیز لڑاکا ہو۔ تم نے ہمیں سنبھلنے ہی نہ دیا اور کیپٹن اور کرنل راجیش دونوں کے اعصاب تم نے کسی نامعلوم انداز سے مردہ کر دیئے تھے۔ اب وہ دونوں بے حس و حرکت لاشوں کی طرح پڑے ہوئے ہیں اور ماہرین نے ان کے علاج سے معذوری کا اظہار کر دیا ہے۔ ہمارے دوسرے لوگ وہاں پہنچے تو انہوں نے نہ صرف ریفریجریٹر کے بلب کے نیچے ساکٹ میں موجود سکے کو نکالا بلکہ مجھے بھی ہوش میں لایا گیا۔ بجلی کی رو سکھٹکتے ہی بحال ہو چکی تھی اس لئے اب تمہاری تلاش شروع ہو گئی اور پھر ہم نے تمہیں پانی کے تالاب کے قریب بیٹھے ہوئے دیکھ لیا۔ تم سیر حیاں اترتے ہوئے گرے تھے کیونکہ جیسے ہی بجلی کی رو بحال ہوئی صفائی کرنے والا سسٹم خود بخود حرکت میں آگیا۔ اس سسٹم کے تحت سیر حیاؤں کے نیچے ایک خفیہ خانہ بنایا گیا ہے جہاں سے پانی صاف کرنے والی روا سپرے کی جاتی ہے۔ وہ دوا تو سپرے نہ ہو سکی کیونکہ

ابھی اس کا وقت نہ ہوا تھا لیکن تم وہاں موجود تھے پانی کے تالاب میں جا گرے اور تمہیں وہاں سے بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا اور زنجیروں سے جکڑ دیا گیا۔۔۔ کرنل پرشاد نے خود ہی پوری تفصیل اس طرح بتا دی جیسے کوئی جو نیئر افسر اپنے اعلیٰ افسر کو تفصیلی رپورٹ دیتا ہے۔

”اس تفصیل بتانے کا بے حد شکریہ کرنل پرشاد۔ میں نے جان بوجھ کر تمہارے اعصاب ختم نہیں کئے تھے چونکہ تم نے میرے ساتھ کوئی غلط سلوک نہیں کیا تھا اس لئے میں نے بھی تمہارے ساتھ رعایت کی تھی۔ باقی اتنی بات تو تم بھی تسلیم کرو گے کہ ہر قیدی کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنی آزادی کے لئے جدوجہد کرے۔ اگر تم میری جگہ ہوتے تو تم بھی اپنے ذہن کے مطابق کوئی نہ کوئی اقدام کرتے۔“ صادق چکاری نے کہا تو کرنل پرشاد بے اختیار مسکرا دیا۔

”اس نرمی یا رعایت کا بے حد شکریہ۔ لیکن اب تمہاری وہ بات کہ پرائم منسٹر صاحب کے آنے کے بعد تم انہیں سب کچھ بتا دو گے والا معاملہ ختم ہو گیا ہے کیونکہ تم نے خود ہی اس معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے اس لئے اب تمہیں جو کچھ بتانا ہے مجھے ہی بتانا ہوگا۔“

کرنل پرشاد نے کہا۔

”معاف کرنا کرنل پرشاد۔ یہ ایسی بات ہے جو تمہیں بتائی ہی نہیں جاسکتی۔ یہ بات تو پرائم منسٹر یا صدر مملکت کو ہی براہ راست بتائی جاسکتی ہے اور اگر تم نہیں چاہتے کہ ان تک یہ بات پہنچے جس میں آخر کار فائدہ کافرستان کا ہی ہوگا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے تم

مجھ پر جس طرح تمہارا جی چاہے تشدد کر سکتے ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اور نہ ہی میں کوئی احتجاج کروں گا۔ صادق چکاری نے کہا۔

تمہارا یہ خصوصی اعتماد سے پرہیز مجھے تم پر تشدد کرنے سے باز رکھتا ہے صادق چکاری۔ ورنہ میں تمہاری زبان بہر حال کھلوا سکتا ہوں۔ کرنل پرشاد نے کہا۔

بے شک کھلواؤ کرنل۔ میں نے تو پہلے ہی کہا ہے کہ میں تم سے کوئی احتجاج نہیں کروں گا۔ صادق چکاری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اچھا تم یہ بتاؤ کہ تم پر انم منسٹر سے جو بات کرو گے اس کا تعلق کس سے ہے۔ کرنل پرشاد نے کہا۔

وادی مشکبار میں کافرستان کے خلاف ہونے والی مشکباریوں کی بدوجہد سے اس کا تعلق ہے کرنل پرشاد۔ اور یہ سن لو کہ آج تم یہاں اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہو لیکن جلد ہی وہ دن آنے والا ہے جب تم بھی میری طرح زنجیروں میں جکڑے ہوئے نظر آؤ گے۔ میں یہ بات اس وقت پر انم منسٹر کو بتاؤں گا جب پر انم منسٹر اس کے عوض میرا ایک کام کرنے پر رنسا مند ہو جائیں گے اور مجھے یقین ہے کہ جو کچھ میں انہیں بتانے جا رہا ہوں اسے سننے کے بعد وہ میرے ہاتھ چومنے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ صادق چکاری نے کہا۔

آئی ایم سوری صادق چکاری۔ تم جو کچھ کہہ رہے ہو۔ ایسی

کہانیاں میں نے بہت سن رکھی ہیں۔ بظاہر غلط خیال یہی تھا کہ تم مشکباریوں کے انتہائی اہم ترین لیڈر ہو۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ تم پر انم منسٹر کو واقعی کوئی ایسی بات بتا سکو جس سے کافرستان کا فائدہ ہو۔ اس لئے میں نے تمہیں قید کر دیا تھا لیکن اب تم سے جو بات ہوئی ہے اس سے مجھے یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ تم بھی عام بھنٹوں کی طرح باتیں کر رہے ہو تاکہ تمہیں وقت مل سکے اور اس طرح تم ایک بار پھر یہاں سے نکلنے کی کوشش کر سکو۔ کرنل پرشاد نے انتہائی سہلے لہجے میں کہا۔

جو تمہاری مرضی آنے سوچو۔ تمہاری سوچ پر میں کوئی قدغن نہیں لگا سکتا۔ صادق چکاری نے کہا۔

اوکے۔ میں تمہیں سوچنے کے لئے صرف دس منٹ دے سکتا ہوں اور دس منٹ بعد میں آؤں گا۔ اگر تم تنظیم الجہاد کے متعلق سب کچھ بتانے پر تیار ہو جاؤ گے تو تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا ورنہ پھر تم عذاب کے ایک ایسے دور میں داخل ہو جاؤ گے جو شاید تمہارے تصور سے بھی زیادہ ہولناک ہو۔ کرنل پرشاد نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ان دس منٹوں کا بے حد شکریہ۔ ویسے یہ حقیقت ہے کہ مجھے الجہاد کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ صادق چکاری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اب بات دس منٹ بعد ہوگی۔ کرنل پرشاد نے کہا اور اٹھ کر

تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ یہ سن بھی نہ سکی کہ اس نے
پہنچے چلا گیا اور ان کے باہر جاتے ہی دیوار میں موجود خلا ہلکی سے
گڑ گڑاہٹ کی آواز کے ساتھ برابر ہو گیا۔

”یہ دس منٹ کا وقفہ دینا کیا اس کے لئے ضروری تھا“ صادر
چکاری نے سوچتے ہوئے کہا اور پھر اچانک ایک خیال کے تحت وہ۔
اختیار چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تھا اور وہ اس خیال
کو چمک کر ناچاہتا تھا۔ اس نے اپنے دونوں بازوؤں کو زور زور سے
آگے کی طرف جھٹکے دینے شروع کر دیئے لیکن سنگی دیوار میں موہ
کڑے اس قدر مضبوطی سے دیوار میں نصب تھے کہ سوائے بھاری
زنجر کی کھڑکڑاہٹ کے اور کچھ بھی نہ ہوا تھا جبکہ صادر چکاری نے
ذہن میں آیا تھا کہ شاید جن کڑوں میں اسے جکڑا گیا ہے یہ کڑے سر
اس کو جکڑنے کے لئے تازہ نصب کئے گئے ہوں اور انہیں مکمل
مضبوطی حاصل کرنے کے لئے ابھی کچھ وقت رہتا ہوگا۔ اسی لئے اس
نے اپنے بازوؤں کو تیزی سے جھٹکے دے کر اپنے خیال کی تصدیق کر
شروع کر دی تھی لیکن وہ کڑے بے حد مضبوط تھے۔ اس کا مطلب تو
کہ کرنل پرشاد نے یہ دس منٹ کسی اور مقصد کے لئے دیئے تھے اور
پھر اچانک سامنے کی دیوار ایک جھٹکے سے ٹیلی ویژن سکرین کی طرح
روشن ہو گئی اور صادر چکاری نے دیکھا کہ سکرین پر ایک کمرے
منظر ابھرا تھا جس میں ایک کرسی پر کرنل پرشاد بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے
ساتھ ہی دیوار کے ساتھ ایک قد آدم مشین نصب تھی جس کے ساتھ

وہ کیپٹن کھڑا تھا جو کرنل پرشاد کے ساتھ اس کمرے میں آیا تھا اور جس
کا نام کرنل پرشاد نے کیپٹن دھریندر لیا تھا اور اس مشین کے درمیان
موجود بڑی سی سکرین پر صادق چکاری نے اپنے آپ کو زنجیروں میں
جکڑے کھڑے دیکھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کمرے کا منظر اس
مشین کی سکرین پر نظر آ رہا تھا۔

”صادق چکاری اب تیار ہو جاؤ۔ تمہیں اب سب کچھ بتانا پڑے
گا۔“ کرنل پرشاد کی آواز کمرے میں سنائی دی۔

”دیکھو کرنل پرشاد۔ مجھ پر تشدد کر کے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا
بلکہ تم اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے جو میں از خود کافرستان کے پرائم
منسٹر کو بتانا چاہتا ہوں۔ چلو تم ایسا کرو کہ میری پرائم منسٹر صاحب
سے فون پر بات کرادو۔“ صادر چکاری نے کہا۔

”سوری۔ اب تمہیں خود ہی سب کچھ بتانا ہوگا۔“ کرنل پرشاد
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کیپٹن دھریندر کو ہاتھ کا اشارہ کیا
تو کیپٹن دھریندر نے ہاتھ بڑھا کر مشین کا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن
دبتے ہی صادر چکاری کو یوں محسوس ہوا۔ جیسے اس کے پورے جسم
میں برقی لہریں دوڑنے لگ گئی ہوں۔ یہ لہریں الیکٹرک لہروں کی طرح
تھیں لیکن ان میں کرنٹ نہ تھا۔ اس کا پورا جسم جھنجھٹانے لگ گیا تھا
اور پھر یہ لہریں زیادہ تیزی سے چلنے لگیں اور اس کے ساتھ ہی اسے یوں
محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن کے اندر کہیں سرسراہٹ سی ہونے لگ
گئی ہو اور ابھی وہ اس سرسراہٹ کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ

اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں اچانک خوفناک
دھماکہ ہوا ہو اور اس کے ذہن کے جیسے پرزے اڑتے چلے جا رہے
ہوں۔ چند لمحوں تک یہ احساس رہا پھر جیسے تمام احساسات یکفیت فنا
ہو کر رہ گئے۔

بڑے سے غار میں باقاعدہ فرش دردی پنکھی ہوئی تھی اور دردی پر
مادام ریکھا کاشی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ ساتھ ہی ایک وائرلیس
فون اور ایک لائٹ ریج ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا۔ مادام ریکھا ابھی
تموڑی در پہلے ہی یہاں پہنچی تھی۔ اس کے ساتھ بیس آدمی تھے جو اس
کی پاور بجھنے کے انتہائی تربیت یافتہ گروپ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس
گروپ کا نام ایکشن گروپ تھا۔ اس وقت مادام ریکھا اور کاشی جس غار
میں موجود تھیں یہ غار ترام پہاڑی کے بالکل قریب ایک دوسری
پہاڑی کے اندر تھا۔ ترام پہاڑی چاروں طرف سے سادہ سلیٹ کی طرح
تھی اور اسے ایک نظر دیکھتے ہی دیکھنے والے کو اندازہ ہو جاتا تھا کہ
اس پہاڑی پر کسی طرح بھی چڑھ کر اوپر نہیں پہنچا جاسکتا۔ مادام ریکھا
نے اپنے آدمیوں کو پہاڑی کے چاروں طرف پھیلا دیا تھا تاکہ اگر
عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی انداز میں یہاں پہنچ بھی جائیں تو وہ

انہیں ہلاک کر سکیں۔
 "مادام ریگھا۔ کیا شاگل اور اس کے ساتھیوں سے بچ کر عمران
 یہاں پہنچ بھی سکے گا کیونکہ راستے میں جس طرح ان لوگوں کی پکٹنگ
 نظر آتی ہے اس سے تو ایسا ہونا ناممکن لگتا ہے۔" کاشی نے مادام
 ریگھا سے مخاطب ہو کر کہا تو مادام ریگھا بے اختیار ہنس پڑی۔

پہلے پہل میں بھی یہی سمجھتی تھی لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ
 عمران اور اس کے ساتھی ہر ناممکن کو ممکن بنانے کی ہمت اور حوصلہ
 رکھتے ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ شاگل اور کافرستان سیکرٹ سروس
 لاکھ سرپیٹ لیں وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہاں تک پہنچنے میں
 کسی صورت بھی نہ روک سکیں گے۔" مادام ریگھا نے کہا۔

"کس طرح مادام۔ کیا وہ کوئی جن بھوت ہیں۔ کوئی راستہ۔ کوئی
 درہ۔ کوئی کریک اور کوئی غار تو شاگل نے نہیں چھوڑا اور فضا کے
 ذریعے وہ لوگ یہاں پہنچ نہیں سکتے۔" کاشی نے کہا۔
 "تم سوچو اگر یہی صورت حال پاکیشیا میں ہوتی اور ہم نے وہاں
 مشن مکمل کرنا ہوتا تو ہم کیا کرتیں۔" مادام ریگھا نے کہا تو کاشی
 بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ ہاں۔ اس انداز میں اگر سوچا جائے تو واقعی کوئی نہ کوئی تجویز
 ذہن میں آجائے گی۔" کاشی نے کہا۔

"صرف ایک بات کا خیال رکھنا کہ عام سی تجویز نہ سوچنا۔ عمران
 اور اس کے ساتھیوں کی میں نے یہ خصوصیت مارک کی ہے کہ وہ عام
 لوگوں کے ساتھ جو لوگ ہیں آپ انہیں ہدایت فرمادیں کہ
 دس سو گز کے دائرے کے اندر محدود رہیں۔" دوسری طرف سے
 ہتھرنے نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا لیکن اس کے باوجود
 ماکویوں محسوس ہوا جیسے وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہو۔

"مادام ریگھا انڈنگ یو۔" مادام ریگھا نے قدرے باوقار
 لہجے میں کہا کیونکہ ظاہر ہے وہ ایک ایجنسی کی چیف تھی جبکہ رام
 رشاگل کا ماتحت تھا۔

"مادام۔ آپ کے ساتھ جو لوگ ہیں آپ انہیں ہدایت فرمادیں کہ
 دس سو گز کے دائرے کے اندر محدود رہیں۔" دوسری طرف سے
 ہتھرنے نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا لیکن اس کے باوجود
 ماکویوں محسوس ہوا جیسے وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہو۔

آدمی مجھے دو سو گز سے زیادہ فاصلے پر نظر آیا تو گولی سے اڑا دوں گا۔
 سمجھیں نانسنس۔ نجانے کس احمق نے تمہیں چیف بنا دیا ہے
 نانسنس۔ شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی
 رابطہ ختم ہو گیا تو مادام ریکھانے ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ
 دیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔

”اے سبق دینا پڑے گا۔ ایسا سبق کہ آئندہ یہ میرے سامنے اونٹنی
 آواز بھی نہ نکال سکے۔“ مادام ریکھانے کہا۔
 ”ریکھا۔ یہ احمق آدمی ہے۔ تم اس کی باتوں کا برا نہ منایا کرو۔“
 کاشی نے کہا۔

”نہیں۔ اے ہر صورت میں سبق سکھانا پڑے گا۔ ہر صورت
 میں۔ تم باہر جا کر پردے کو بلا لاؤ۔“ مادام ریکھانے کہا تو کاشی
 انھی اور تیزی سے غار کے دہانے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ
 واپس آئی تو اس کے پیچھے ایک لمبے قد اور سڈول جسم کا نوجوان تھا جس
 کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔ یہ پردے تھا۔ ایکشن
 گروپ کا چیف اور مادام ریکھا کا خاص ساتھی۔
 ”آؤ پردے بیٹھو۔ میں نے تم سے ایک خاص بات کرنی ہے۔“
 ریکھانے کہا۔

”یس مادام۔“ پردے نے سلام کرتے ہوئے جواب دیا اور پھر
 مادام کے سامنے فرش پر ہی مودبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔
 ”کاشی تم غار کے دہانے پر ٹھہرو تا کہ ہماری گفتگو میں کوئی مداخلت

۔ کس نے یہ حکم دیا ہے۔“ مادام ریکھانے یکفخت پھاڑ کھا۔
 والے لہجے میں کہا۔

”چیف شاگل کا حکم ہے مادام۔“ دوسری طرف سے رام چ
 نے ویسے ہی مودبانہ لہجے میں کہا۔
 ”شاگل سے میری بات کراؤ۔“ مادام ریکھانے کہا۔
 ”اوکے مادام۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ میں شاگل بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے ریکھا۔ کیا رام چ
 نے تمہیں میرا پیغام نہیں دیا۔“ کچھ دیر بعد شاگل کی تحکمانہ
 سنائی دی۔

”دیکھو شاگل۔ تم کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف ہو۔ اس
 تمہاری عزت مجھ پر واجب ہے لیکن تمہارے ماتحتوں کو یہ اجازت
 نہیں کہ وہ مجھے اس انداز میں حکم دینا شروع کر دیں اور یہ بھی
 کہ میں نے یہاں آنے کی اجازت صدر صاحب سے حاصل کی ہوئی
 اس لئے تم اس بارے میں مجھ پر کوئی حکم نہیں چلا سکتے۔ صرف
 راستوں اور ان لوگوں کا خیال رکھو۔ اس پہاڑی کو بھول جاؤ۔“
 ریکھانے کہا۔

”تو تم کیا چاہتی ہو کہ تم اور تمہارے آدمی اس پورے
 علاقے میں مڑگشت کرتے پھریں۔ میرا سارا انتظام تہہ وبالا
 رکھ دیں اور عمران اور اس کے ساتھی تمہارے آدمیوں کے روتے
 آسانی سے یہاں پہنچ جائیں۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر تم با

نے کر سکے۔۔۔ ریکھانے کاشی سے کہا اور کاشی سر ملاتی ہوئی ابھی اور غار کے دہانے سے باہر نکل گئی۔

”سنو پردپ۔ ہمارا یہاں آنے کا مقصد صرف یہاں گھومنا پھرنا نہیں ہے بلکہ ہمارا یہاں آنے کا اصل مقصد اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بیس کیپ تک پہنچنے سے روکنا ہے۔“ ریکھانے کہا۔

”یس مادم۔ میں سمجھتا ہوں مادم۔“ پردپ نے جواب دیا لیکن اس کے لہجے میں حیرت کی جھلک موجود تھی۔ کیونکہ یہ کوئی ایسی بات نہ تھی جسے ریکھا اس انداز میں اسے سناتی۔

”لیکن اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں تک پہنچ ہی نہ سکی اور اسے شاگل یا اس کے آدمیوں نے روک لیا تو پھر۔“ ریکھانے کہا۔

”تو پھر ہم واپس چلے جائیں گے مادم اور کیا کریں گے۔“ پردپ نے ایک بار پھر حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو ریکھا بے اختیار ہنس پڑی۔

”تم واقعی سیدھے آدمی ہو پردپ۔ سنو۔ شاگل کے مقابلے میں یہاں آنے کا مقصد صرف منہ لٹا کر واپس جانا نہیں ہے بلکہ ہم نے شاگل کو شکست دینی ہے اور شاگل کو شکست دینے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی شاگل کی حد بندیوں کو کراس کر کے یہاں پہنچ جائیں اور پھر ہم انہیں گرفتار کر لیں۔“ ریکھانے کہا۔

”لیکن مادم۔ وہ یہاں پہنچیں گے کیسے۔ یہی تو اصل مسئلہ ہے۔ اس بار میں نے دیکھا ہے کہ سیکرٹ سروس نے انتہائی زبردست

پکٹنگ کر رکھی ہے۔“ پردپ نے کہا۔

”ہاں۔ اس رام چندر نے یہ انتظامات کئے ہیں۔ وہ واقعی انتہائی ذہین آدمی ہے لیکن بہر حال ذہانت میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں نے تمہیں یہاں پہنچنے سے پہلے ایک ہدایت کی تھی۔ کیا تم نے اس پر عمل کیا تھا۔“ ریکھانے کہا۔

”یس مادم۔ سیکرٹ سروس کا جو گروپ یہاں موجود ہے اس میں ہمارے دو آدمی بھی موجود ہیں جن میں سے ایک تو اس رام چندر کا نائب ہے۔ اس کا نام لعل رام ہے۔“ پردپ نے جواب دیا۔

”ٹرپل ایکس ٹرانسمیٹر لے آئے ہو۔۔۔۔۔ ریکھانے پوچھا۔“

”یس مادم۔“ پردپ نے جواب دیا اور پھر جیب سے ایک پتلا

اور لمبا سا مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے ریکھا کی طرف

بڑھا دیا۔ ریکھانے ٹرانسمیٹر اس سے لے لیا۔

”کیا فریکوئنسی ہے لعل رام کی۔“ ریکھانے پوچھا تو پردپ نے

فریکوئنسی بتادی اور ریکھانے اس خصوصی ساخت کے ٹرانسمیٹر پر وہ

فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے

ہی ٹرانسمیٹر پر سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب مسلسل جلنے بجھنے لگ

گیا۔ کافی دیر تک بلب جلتا بجھتا رہا۔ پھر اچانک ایک جھمکے سے وہ

بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دوسرا سبز رنگ کا بلب مسلسل جلنے لگا۔

”ہیلو، ہیلو۔۔۔۔۔ ریکھانے کہا۔“

”ایل آر بول رہا ہوں۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مودبانہ

آواز سنائی دی۔

”ایل آر۔ میں ریکھا بول رہی ہوں۔ تمہاری کیا پوزیشن ہے۔ کیا کھل کر بات چیت ہو سکتی ہے۔ اور“۔ مادام ریکھا نے کہا۔
”یس مادام۔ کال کا کاشن ملتے ہی میں علیحدہ جگہ پر آگیا ہوں۔ اور“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ایل آر۔ یہ بتاؤ کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں شائل کو یا رام چندر کو کوئی اطلاع ملی ہے یا نہیں“۔ اور“۔ ریکھا نے کہا۔

”یس مادام۔ ایک اطلاع ملی ہے کہ یہاں سے قریب راہولا کے ایک کلب منیجر نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے ملاقات کی ہے۔ اس کی اطلاع بھی اس کلب کے ایک آدمی نے دی ہے۔ اسے رام چندر نے سیکرٹ سروس کے لئے ہائر کیا تھا۔ اس نے اطلاع دی ہے کہ منیجر اسپیشل روم میں جا کر کسی سے ملا ہے اور جب وہ واپس آیا تو اس کے پاس تقریباً دس ہزار ڈالر کی رقم تھی جس پر رام چندر چونک پڑا اور پھر اس کے حکم پر اس کے آدمیوں نے اس منیجر کو کلب سے اغوا کیا اور یہاں لے آئے۔ یہاں رام چندر نے اس سے سب کچھ اگلوایا۔ اس نے یہی بتایا ہے کہ اس سے ملنے والے کارمن کے لئے کام کر رہے ہیں اور بیس کیمپ میں موجود کارمن سائنسدان سے ملنے آئے ہیں لیکن رام چندر ان کے قد و قامت اور تعداد سے ہی سمجھ گیا کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ اس منیجر نے انہیں زہریلی وادی کا راستہ بتایا ہے۔“

راستہ جہاں آکر ملتا ہے وہاں رام چندر نے انتہائی تربیت یافتہ افراد چھپا دیئے ہیں۔ اس کے بعد رام چندر نے اپنے آدمیوں سمیت جا کر اس ہوٹل پر چھا۔ مارا جس ہوٹل کے اسپیشل روم میں اس منیجر کی عمران اور اس کے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی تھی لیکن وہ پہلے ہی کمرہ چھوڑ چکے تھے۔ اب رام چندر کے آدمی اس پورے علاقے میں انہیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ اور“۔ ایل آر نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”عمران اور اس کے ساتھی کس میک اپ میں ہیں۔ اور“۔ ریکھا نے پوچھا۔

”اس منیجر نے بتایا ہے کہ وہ کافرستان کے مقامی میک اپ میں تھے۔ اور“۔ ایل آر نے جواب دیا۔

”یہ زہریلی وادی کس طرف ہے۔ اس کی تفصیل بتا سکتے ہو۔ اور“۔ ریکھا نے کہا۔

”یس مادام۔ آپ اس علاقے کا نقشہ سامنے رکھ لیں۔ میں بتاتا جاؤں گا۔ آپ چمک کر لیں۔ اور“۔ ایل آر نے کہا تو ریکھا نے ایک طرف رکھا ہوا تہہ شدہ نقشہ اٹھا کر اسے کھولا اور سامنے رکھ لیا اور پھر اس نے لعل رام سے اس وادی اور ترام پہاڑی تک ان کے پہنچنے کے رستے کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔

”ہو نہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں اب اچھی طرح سمجھ گئی ہوں۔ کیا یہ لوگ واقعی اسی رستے سے یہاں آئیں گے۔ اور“۔ ریکھا نے کہا۔

اب میں کیا کہہ سکتا ہوں مادام۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اد کے۔ تم نے ایک کام کرنا ہے۔ اگر رام چندر یا شاگل کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی بھی اطلاع ملے تو تم نے مجھے فوری اطلاع دینی ہے۔ اور۔۔۔ ریکھانے کہا۔

یس مادام۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ریکھانے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

پروپ۔ تم اب اس مقام کو اچھی طرح سمجھ لو جہاں سیکرٹ سروس کے آدمی عمران اور اس کے ساتھیوں کے انتظار میں چپے ہوئے ہیں۔ تم اپنے ساتھ پانچ آدمی لے جاؤ اور ان کی نگرانی کرو۔ مجھ جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی وہاں پہنچیں تم نے انہیں اپنی تحویل میں لے لینا ہے۔ اس کے لئے اگر سیکرٹ سروس کے آدمیوں کا خاتمہ بھی کرنا پڑے تب بھی کوئی ہرج نہیں ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہلاک کیا ہے۔۔۔ ریکھانے پروپ سے کہا۔

یس مادام۔ لیکن کیا میں انہیں بھی ہلاک کر دوں یا پکڑ کر یہاں لے آؤں۔۔۔۔۔ پروپ نے کہا۔

نائنسنس۔ اگر تم انہیں پکڑنے کے چکر میں پڑ گئے تو وہ تمہیں پکڑ لیں گے۔ ان کے سنہلنے سے پہلے ان پر فائر کھول دینا اور پھر ان کی لاشیں اٹھا کر لے آنا۔۔۔ ریکھانے کہا۔

یس مادام۔ پروپ نے جواب دیا اور ریکھانے اسے جانے اور کاشی کو اندر بھیجنے کا کہہ دیا اور پروپ سلام کر کے غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد کاشی اندر آگئی تو ریکھانے اسے ساری تفصیل بتادی۔

مجھے سو فیصد یقین ہے کہ عمران اس زہریلی وادی والے راستے کو استعمال نہیں کرے گا۔ کاشی نے کہا تو ریکھا بے اختیار چونک پڑی۔

کیوں۔ میرا خیال ہے کہ وہ یہی راستہ استعمال کرے گا کیونکہ یہ ر سکی راستہ ہے اور عمران کی عادت ہے کہ وہ ہمیشہ ر سکی راستوں کا انتخاب کرتا ہے۔ ریکھانے کہا۔

آپ کی بات درست ہے لیکن عمران نے اگر اس منیجر کو زندہ واپس بھیج دیا ہے تو پھر لامحالہ اس کا ارادہ اس راستے پر چلنے کا نہیں تھا ورنہ وہ کبھی اسے زندہ واپس نہ جانے دیتا۔ کاشی نے کہا تو ریکھا بے اختیار اچھل پڑی۔

اؤہ۔ اؤہ۔ تمہاری بات دل کو لگتی ہے لیکن پھر وہ کس طرح یہاں پہنچے گا اور تو کوئی راستہ ایسا نہیں ہے۔۔۔۔۔ ریکھانے کہا۔

مادام میرا ایک مشورہ ہے کہ ہمیں یہاں اس طرح پڑے رہنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ہمیں یہ سوچنا ہے کہ فرض کیا کہ ہم بھی اس بیس کیمپ تک پہنچنا چاہتے ہیں اور یہاں پہنچ جاتے ہیں پھر کیا یہاں پہنچنے کے بعد ہم خود بخود اس بیس کیمپ میں داخل ہو جائیں گے۔

کاشی نے کہا۔

”جہاری بات تو درست ہے لیکن تم اس کی مزید وساحت کرو۔“ ریکھانے اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”عمران میں یہ اچھی عادت ہے مادام کہ اس کا ذہن جب کوئی فیصلہ کرتا ہے تو وہ شطرنج کے سب خانوں کو ذہن میں رکھ کر فیصلہ کرتا ہے۔ اس لئے وہ جب یہاں آنے کے لئے کوئی بھی راستہ اختیار کرے گا تو اس کا مقصد صرف یہی نہیں ہوگا کہ وہ شاگل کے آدمیوں سے بچ کر یہاں پہنچ جائے۔ اس کا مقصد لامحالہ اس بیس کیپ میں داخل ہونا ہوگا اور یہ مقصد یہاں اس علاقے میں پہنچ کر پورا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ کسی طرح بھی اوپر نہیں پہنچ سکتا۔“ کاشی نے کہا۔

”تو پھر وہ کیا کرے گا۔ کیا وہ جن بھوت ہے یا اس کے پاس مافوق الفطرت قوتیں ہیں کہ وہ سب کچھ ناممکن ہونے کے باوجود بیس کیپ میں پہنچ جائیں گا۔“ ریکھانے بری طرح جھلائے ہوئے جے میں کہا۔

”وہ لامحالہ پہلے اس بیس کیپ کے انچارج کرنل پرشاد کو چکر دے گا اور اس سے وہ کوئی ایسا راستہ کھلوائے گا جس سے وہ اندر داخل ہو سکے پھر وہ یہاں پہنچے گا۔“ کاشی نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو کاشی۔ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔ پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے۔“ ریکھانے کہا۔

”آپ کرنل پرشاد سے رابطہ کریں اور اسے اپنی یہاں موجودگی کے

بارے میں بھی بتائیں اور ساتھ ہی اس سے پوچھیں کہ کیا اس پہاڑی کے نچلے حصے میں کوئی راستہ موجود ہے اگر ہے تو کہاں ہے تاکہ خاص طور پر اس جگہ کی نگرانی کی جائے۔“ کاشی نے کہا تو ریکھانے اثبات میں سر ملا دیا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور پھر تیزی سے اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

”ہیلو۔ ہیلو۔“ چیف آف پاور ایجنسی ریکھانے کالنگ کرنل پرشاد۔ اور۔“ ریکھانے بٹن آن کر کے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”کرنل پرشاد انڈنگ یو مادام۔ بڑے طویل عرصے بعد آپ کی آواز سن رہا ہوں۔ اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو مادام ریکھا بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔ کیا مطلب۔ کیا ہماری پہلے ملاقات ہو چکی ہے جبکہ مجھے تو یاد نہیں آرہا۔ اور۔“ ریکھانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پہلے میں ملٹری انٹیلی جنس میں تھا اور ایک مشن جس میں آپ نے ایگریمنٹ ایجنٹ لانگ مین اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے پکڑنا تھا۔ میں نے آپ کے ساتھ کام کیا تھا۔ اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ مجھے یاد آگیا۔ اوہ۔ اوہ۔ اچھا تو اب آپ کرنل بن چکے ہیں۔ اس وقت تو آپ کیپٹن تھے۔ اور۔“ ریکھانے تیز لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ اس وقت میں واقعی کیپٹن تھا۔ اور۔“ دوسری

طرف سے کہا گیا۔

تو کرنل پرشاد۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ آپ کے پاس صادق چکری نامی مشکباری لیڈر کو پہنچایا گیا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس صادق چکری کو رہا کرانے کے لئے آپ کے بیس کیمپ میں داخل ہونا چاہتی ہے اور کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اپنی پوری فورس کے ساتھ یہاں کنڈور پہاڑی علاقے میں موجود ہے البتہ صدر صاحب کے خصوصی حکم پر اس پہاڑی جس پر آپ کا بیس کیمپ ہے اس کے گرد پاور ایجنسی کا گھیرا ہے تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کافرستان سیکرٹ سروس کی چیکنگ سے بچ کر یہاں تک پہنچ جائے تو وہ آپ تک نہ پہنچ سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت ترامپہاڑی کے گرد موجود ہوں۔ اور ریکھانے کہا۔

آپ نے اور کافرستان سیکرٹ سروس نے خواہ مخواہ تکلیف کی ہے مادام۔ وہ لوگ یہاں پہنچ بھی جائیں تب بھی وہ کیمپ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ کیمپ میں داخلے صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب میں اس کا خفیہ راستہ اندر سے کھولوں ورنہ وہ اس پہاڑی پر چاہے ایٹم بم کیوں نہ فائر کر دیں وہ راستہ نہیں کھل سکتا اور دوسری بات یہ کہ اس کیمپ میں داخلہ کے لئے لامحالہ آنے والوں کو ہیلی کاپٹر پر آنا پڑتا ہے اس لئے اس پہاڑی کے اوپر خصوصی طور پر ایک ہیلی پیڈ بنایا گیا ہے۔ اب طویل مدت کے لئے اس پورے علاقے کو نان ایئر زون قرار دے دیا گیا ہے۔ اب اس کنڈور علاقے میں کوئی ہیلی کاپٹر چاہے وہ فوجی ہو یا

سول داخل ہی نہ ہو سکے گا۔ اگر داخل ہو گا تو بغیر کسی نوٹس کے میزائلوں سے ہٹ کر دیا جائے گا۔ اس لئے کوئی بھی یہاں نہیں پہنچ سکتا اور آخری بات یہ ہے مادام کہ صادق چکری میرے قبضے میں ہے۔ مجھے صدر اور پرائم منسٹر کی طرف سے ٹاسک دیا گیا ہے کہ میں اس صادق چکری سے لہجہ تنظیم کے بارے میں تفصیلات معلوم کروں اور اس فلم رول کے بارے میں جس میں مشکبار میں مشکباری تنظیموں کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں۔ معلوم کروں۔ اور یہاں بیس کیمپ میں ایسی ایسی مشینیں موجود ہیں کہ یہاں کسی سے کچھ اگوانا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ اب بھی جب آپ کی کال آتی ہے تو میں صادق چکری پر ہی کام کر رہا تھا۔ میرا خیال تھا کہ میں ایک خصوصی ڈیوائس ریکارڈر کے اس کے ذہن میں موجود تمام معلومات اس طرح حاصل کر لوں گا کہ اسے معلوم تک نہ ہو سکے گا اور اس کے بعد اسے گولی مار کر اس کی لاش بنائش کے لئے مشکبار بھجوا دی جائے گی لیکن ابھی چند لمحے قبل مجھے رپورٹ ملی ہے کہ اس شخص نے اپنے ذہن کو مکمل طور پر سیلڈ کر دیا ہے مکمل بلینک اب مشین اس کے دماغ کے اندر جھانک ہی نہیں سکتی۔ اس لئے اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کو ہوش میں لا کر پھر اس سے کسی اور طریقے سے پوچھ گچھ کی جائے۔ اور..... کرنل پرشاد نے کہا۔

آپ یہ بتائیں کہ کیا آپ کا کیمپ صرف پہاڑی کی چوٹی تک محدود ہے یا اس کا تعلق نیچے تک ہے۔ اور ریکھانے کہا۔

پر شاد نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن اب آپ نے اس صادق چکاری کے بارے میں کیا سوچا ہے۔ اور“ مادام ریکھانے کہا۔

”میں پرائم منسٹر صاحب کی غیر ملکی دورے سے واپسی کا انتظار کر رہا ہوں کیونکہ انہوں نے حکم دیا تھا کہ پوچھ گچھ اس انداز میں کی جائے کہ صادق چکاری ہلاک نہ ہو۔ لیکن اب جو صورت حال ہے اس کے مطابق پوچھ گچھ عام انداز میں نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ان کی اجازت ضروری ہے۔ وہ دو روز بعد آئیں گے تو پھر ان سے بات کر کے ان کے حکم کی تعمیل کی جائے گی۔ اور“ کرنل پر شاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اور اینڈ آل“ مادام ریکھانے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

کیوں۔ آپ یہ بات کیوں پوچھ رہی ہیں۔ اور“ کرنل پر شاد نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اس لئے کہ عمران لامحالہ نیچے سے اندر داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔ ہو سکتا ہے کہ آپ نے اوپر حفاظت کے انتظامات کر رکھے ہوں لیکن نیچے والے حصے کو ناقابل تسخیر سمجھ کر چھوڑ دیا ہو۔ اور“ ریکھانے دفاحت کرتے ہوئے کہا۔

”ایسی بات نہیں ہے۔ بیس کیمپ بے حد وسیع و سریش ہے۔ چوٹی سے لے کر نیچے وادی تک پہاڑی کے اندر بنا ہوا ہے لیکن نیچے بھر دی انتظامات ہیں جو اوپر ہیں۔ اس لئے آپ قطعی بے فکر رہیں۔ اور“ کرنل پر شاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا نیچے والے حصے میں کوئی دروازہ ہے جس سے باہر آیا جاسکے باہر سے اندر داخل ہو جاسکے۔ اور“ ریکھانے کہا۔

”جی ہاں۔ ایک دروازہ تھا لیکن اسے بعد میں سیلڈ کر دیا گیا ہے اب وہ نہیں کھل سکتا۔ اور“ کرنل پر شاد نے جواب دیا۔

”کس طرف ہے وہ دروازہ۔ آپ نشانہ ہی کریں تاکہ میرے آدھ اس کی خاص طور پر نگرانی کریں۔ اور“ مادام ریکھانے کہا۔

”اس کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن اگر آپ ایسا چاہتی ہیں تو ٹھیک ہے۔ یہ پہاڑی کے شمال مغرب کی طرف ہے اس کی خاص نشانی ہے کہ اس دروازے کو سرخ مصالحے سے بھرا گیا ہے اس لئے سر مصالحے کی ایک باریک سی لکیر واضح نظر آتی ہے۔ اور“ کرنل پر شاد نے کہا۔

مؤدبانہ آواز سنائی دی تو شاگل بے اختیار چونک پڑا کیونکہ نمبر ایون
در اصل پاور ہجنسی کا خاص مخبر تھا اور اسے اطلاع مل چکی تھی کہ وہ
مادام ریکھا کے ساتھ یہاں پہنچ چکا ہے۔ اس کی طرف سے کال کا مطلب
تھا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔

”یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے؟“ شاگل نے اسی طرے
تیز لہجے میں کہا۔

”چیف مادام ریکھا نے اس علاقے میں اپنے آدمی خفیہ طور پر بھیج
دیئے ہیں جہاں زہریلی وادی سے جہاں پہنچا جاسکتا ہے اور انہیں حکم دیا
گیا ہے کہ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچے تو وہ آپ کی سیکرٹ
سروس کے آدمیوں کو ہلاک کر کے پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کو
بھی ہلاک کر کے ان کی لاشیں لے آئیں تاکہ پرائم منسٹر اور صدر
مملکت پر یہ ثابت کیا جاسکے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کافرستان
سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو ہلاک کر کے ترام پہاڑی تک پہنچ گئی
تھی لیکن پاور ہجنسی نے انہیں ہلاک کیا ہے۔“ دوسری طرف سے
کہا گیا۔

”ہو نہہ۔ تو یہ عورت اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتی۔ میں اسے فنا
کر دوں گا۔“ نانسنس۔ ”..... شاگل نے حلق کے بل چیتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ مادام ریکھا نے تو ٹرانسمیٹر پر بیس کیپ کے انچارج
کرنل پرشاد سے بھی طویل گفتگو کی ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ
کیا گفتگو ہوئی ہے البتہ اس پہاڑی پر ایک دروازے کی نشاندہی ہوئی

شاگل بے چینی اور اضطراب کے عالم میں لکڑی کے بنے ہوئے
بڑے سے کین میں ٹہل رہا تھا۔ کین کے اندر ایک بڑی سی میز اور
چند کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ میز پر وائر لیس فون اور ٹرانسمیٹر موجود
تھا۔ یہ شاگل کا آفس تھا۔ شاگل یہیں سے اپنے آدمیوں کو کنٹرول کرتا
تھا۔ اسے اطلاع مل چکی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی زہریلی وادی
کی طرف سے اس پہاڑی علاقے میں داخل ہو کر ترام پہاڑی کی طرف
بڑھیں گے۔ اس لئے اس نے خصوصی طور پر اس علاقے کو چیک
کرنے کا حکم دیا تھا اور اس وقت وہ بے چینی اور اضطراب کے عالم میں
کسی اطلاع کا انتظار کر رہا تھا کہ یقیناً فون کی گھنٹی بج اٹھی اور شاگل
نے جلدی سے آگے بڑھ کر فون پیس اٹھایا اور اسے آن کر دیا۔

”یس۔ شاگل بول رہا ہوں۔“ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

نمبر ایون بول رہا ہوں چیف۔“ دوسری طرف سے ایک

ہے جسے سرخ مصالحے سے سیلڈ کر دیا گیا ہے اور اب وہاں مادام ریکھا کے خاص آدمی اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ ٹھیک ہے اور کوئی خاص بات ہو تو مجھے بتانا۔ شاگل نے کہا اور فون پیس رکھ کر اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

ہیلو ہیلو۔ شاگل کالنگ۔ اور۔ شاگل ے بن آن کرتے ہی تیز لہجے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔ یس۔ رام چندربول رہا ہوں۔ اور چند لمحوں بعد رام چند کی آواز سنائی دی۔

تم نے اب تک کوئی رپورٹ نہیں دی۔ اور۔ شاگل نے کہا۔ چیف۔ ابھی تک یہ لوگ ادھر آئے ہی نہیں۔ ہم ان کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور۔ دوسری طرف سے رام چند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

سنو۔ اس ریکھانے اپنے آدمی وہاں تعینات کر دیئے ہیں تاکہ جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی وہاں پہنچیں وہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہلاک کر کے اور پھر ان لوگوں کو بھی ہلاک کر کے ان کی لاشیں اپنے ہیڈ کوارٹر لے جائیں اور پھر پرائم منسٹر اور صدر کو بتائے کہ شاگل ناکام رہا ہے لیکن ریکھا کامیاب رہی۔ اور۔ شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

ادہ۔ تو اسے بھی اطلاع مل گئی ہے۔ اور۔ دوسری طرف

سے رام چند نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

لعنت بھیکو اطلاع پر احمق آدمی۔ اگر ہمارے وہاں مخبر ہیں تو لامحالہ اس کے مخبر بھی ہم میں شامل ہوں گے۔ تم اس کے آدمیوں کو ٹریس کرو اور پھر انہیں گولیوں سے آزادو تاکہ جب عمران اور اس کے ساتھی آئیں تو یہ کچھ نہ کر سکیں اور پھر مجھے رپورٹ دو۔ اور۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

یس چیف۔ اور۔ دوسری طرف سے رام چند نے کہا۔ جلد از جلد یہ کام کر کے مجھے رپورٹ دو۔ اور اینڈ آل۔ شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

ٹانسنس۔ احمق عورت۔ میں اس کے ایک آدمی کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔ شاگل نے ایک بار پھر بے چینی اور اضطراب کے انداز میں ٹپکتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر وہ کافی دیر تک اسی انداز میں بڑبڑاتا رہا اور ٹپکتا رہا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے سنٹی کی آواز سنائی دی تو شاگل نے جھپٹ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا

ہیلو۔ رام چند کالنگ۔ اور۔ دوسری طرف سے رام چند کی آواز سنائی دی۔

یس۔ شاگل بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے۔ اور۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

چیف۔ آٹھ آدمی تھے انہیں ٹریس کر کے ہلاک کر دیا گیا ہے۔

اور۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

- گڈ۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی۔ ان کا کیا ہوا۔ اور۔۔۔ شاگل نے کہا۔

نے کہا۔

۱۰۔ ابھی تک وہ چیک نہیں ہو سکے۔ اور۔۔۔ رام چندر نے کہا۔

- ٹھیک ہے۔ نگرانی جاری رکھو۔ اور اینڈ آل۔۔۔ شاگل نے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

- ہیلو ہیلو۔ شاگل کالنگ۔ اور۔۔۔ شاگل نے ٹرانسمیٹر کرتے ہوئے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

- یس۔ ریکھا اینڈنگ۔ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد ریکھا کی آواز سنا دی۔

- تم احمق عورت۔ تم نے کیا سمجھ رکھا تھا کہ تم مجھے احمق بنا گی۔ تم میری ماتحت بن کر یہاں آئی ہو اور اس کے بعد تم نے مجھے بانی پاس کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ تم نے آٹھ آدمی زہر وادی والے درے پر بھجوا دیئے تاکہ جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھ وہاں پہنچیں تمہارے آدمی میرے آدمیوں اور انہیں ہلاک کر دیں اس طرح تم پر انم سنسر صاحب اور صدر صاحب کو بتا سکو کہ شاگل ناکام رہا ہے اور تم کامیاب رہی ہو۔ لیکن میرا نام شاگل ہے۔ کچھ تم جیسی کل کی لڑکی مجھے کیسے دھوکہ دے سکتی ہے۔ تمہارے آدمیوں کو ٹریس کر کے ہلاک کر دیا گیا ہے اور یہ سن لو کہ اب اگر نے ایسی کوئی حرکت کی تو پھر تم اور تمہارے سارے ساتھی میرے

گھیرے میں ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں سے تو میں بعد نمٹوں گا تم سے پہلے نمٹ سکتا ہوں کچھیں اور اسے میری طرف سے لاسٹ وار ٹنگ سمجھنا۔ نانسنس۔ اور اینڈ آل۔۔۔ شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

- نانسنس۔ یہ کل کی لڑکی کبھی ہے کہ شاگل کو دھوکہ دے دے گی۔ میں اس کی ہڈیاں تڑوا دوں گا۔ نانسنس۔ شاگل نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا اور میز کی عقبی طرف پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو شاگل نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

- راجیش بول رہا ہوں چیف۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا کھوج نکال لیا ہے۔ چیف۔ اور۔۔۔ ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

- اوہ۔ کہاں ہیں وہ۔ جلدی بتاؤ۔ اور۔۔۔ شاگل نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

- چیف۔ یہ لوگ ٹراسم پہاڑی علاقے میں موجود ہیں اور وہاں سے یہ کوڑیا سلسلے سے گزر کر کنڈور میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

- تمہیں یہ ساری تفصیل کیسے معلوم ہوئی۔ اور۔۔۔ شاگل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

- جناب۔ یہاں راہولا میں انہوں نے ایک دکان سے انتہائی جدید

اور۔ شاگل نے حلق کے بل چہینے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یس سر۔ واقعی آپ کی ذہانت ہی یہ نتیجہ نکال سکتی ہے۔
جواب۔ آپ نے واقعی درست کہا ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ پھر ار
زہریلی دادی کی نگرانی ختم کر دی جائے۔ اور۔“ رام چندر نے
خوشامدات لہجے میں کہا۔

”وہاں اپنے آدمی چھوڑ دو اور خود واپس آ جاؤ اور پھر اس سارے
علاقے کو چیک کرو جہاں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے داخلے
کوئی سکوپ ہو سکتا ہے۔ اور۔“ شاگل نے اس بار قدرے نرم لہجے
میں کہا۔

”یس چیف۔ اور۔“ رام چندر نے کہا تو شاگل نے اور اینڈ آر
کہہ کر ڈائریکٹر آف کیا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک تہ
شدہ نقشہ نکالا اور اسے میز پر پٹھا دیا اور پھر اس نے جیب سے بال
پوائنٹ نکالا اور نقشے پر جھک گیا۔ کافی دیر تک وہ نقشے کو دیکھتا رہا۔
پھر اس نے بال پوائنٹ سے اس پر نشانات لگانے شروع کر دیئے۔
نشانات لگانے کے بعد وہ کافی دیر تک نشانات والے علاقے کو دیکھنا
رہا۔ پھر اس نے ایک جگہ پر دائرہ لگا دیا۔

”۔۔۔۔۔ عمران یہاں سے کنڈور کے علاقے میں داخل ہوگا۔“
شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی کو
بجایا تو ایک آدمی اندر داخل ہوا اور اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا
”بھگوان داس ادھر آؤ اور اس نقشے کو دیکھو۔۔۔۔۔ شاگل نے آنے

والے سے کہا اور بھگوان داس آگے بڑھ کر میز کے قریب رک گیا۔
شاگل نے اسے سمجھانا شروع کر دیا۔

”یہ جگہ میرے نقطہ نظر سے ایسی ہے کہ عمران یہاں سے کنڈور
علاقے میں داخل ہوگا اور یہاں سے قریب ہی ریکھا اور اس کا گروپ
بھی موجود ہے۔ تم ایسا کرو کہ دس آدمیوں کو لے کر اس سپاٹ پر پہنچ
جاؤ اور وہاں چھپ جاؤ۔ جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی اس علاقے
میں داخل ہوں۔ تم نے ان پر فائر کھول دینا ہے بغیر کسی ہنگامہ کے
اور پھر اس وقت تک ان کی لاشوں کی حفاظت کرنی ہے جب تک
تمہاری رپورٹ پر میں خود احکامات نہ دے دوں۔“ شاگل نے کہا۔
”یس چیف۔“ بھگوان داس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اور سنو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو تم اچھی طرح جانتے ہو۔
اس لئے پوری طرح محتاط رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ اس سے پہلے کہ تم انہیں
ہلاک کرو، وہ تمہیں ہلاک کر دیں۔“ شاگل نے کہا۔
”میں پوری طرح محتاط رہوں گا چیف۔۔۔۔۔ بھگوان داس نے
جواب دیا۔

”جاؤ اور مجھے فوراً رپورٹ دینا۔“ شاگل نے کہا تو بھگوان داس
نے سلام کیا اور پھر تیزی سے مڑ کر کیمین سے باہر نکل گیا اور شاگل نے
بے اختیار اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا۔

پہلے آپ نے آئندہ سے معلوم ہونے والے پہاڑی کریمک سے جانے کا منصوبہ بنایا۔ پھر اس ہوٹل کے منیجر کے بتانے پر آپ نے زہریلی دادی کا منصوبہ بنالیا۔ اس کے بعد آپ نے پھر آئندہ والے رستے کو اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا لیکن پھر اچانک اس اسلحہ فروش کی دکان کے عقبی کمرے میں بیٹھ کر آپ نے اس علاقے سے گزرنے کا فیصلہ کر لیا اور اب بھی ہم جس انداز میں سفر کر رہے ہیں میرا خیال ہے کہ ہم بہر حال اپنی منزل پر آسانی سے نہ پہنچ سکیں گے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ ہم کنڈور پہاڑی علاقے میں داخل ہو جائیں گے لیکن وہاں شاگل اور اس کے آدمیوں کے ساتھ ساتھ پاور ہجنسی کے آدمی ہر طرف بکھرے ہوئے ہیں اور قاہر ہے وہ لوگ بے حد چوکنا ہوں گے اس کے علاوہ اس بیس کیمپ تک پہنچنے کے لئے ہمارے پاس کوئی راستہ کوئی منصوبہ نہیں ہے۔۔۔ صفدر نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں شاگل کے آدمیوں کا مسیک اپ کر کے ان میں شامل ہو کر آگے بڑھنا چاہئے اور جب ہم اس پہاڑی کے قریب پہنچیں تو جو نظر آئے اسے ہلاک کر دیں اور پھر اس پہاڑی کو چٹیک کریں۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

”کیٹن شکیل۔ تم کیا کہتے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”عمران صاحب۔ تمام پہاڑی تک پہنچنا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم بہر حال کسی نہ کسی طرح وہاں پہنچ جائیں گے اور وہاں موجود افراد سے

رات کا اندھیرا ہر طرف چھایا ہوا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی سیاہ رنگ کے لباسوں میں ملبوس اندھیرے کا جزو بنے ہوئے ایک پہاڑی کی بلندی سے نیچے جانے والے تنگ سے رستے پر چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے رہے تھے۔ وہ بڑے محتاط انداز میں قدم بڑھاتے آگے بڑھ رہے تھے۔ انہیں سن کر کرتے ہوئے تقریباً چار گھنٹے گزر چکے تھے۔ اس دوران انہوں نے نصف گھنٹے کے لئے آرام کیا تھا۔

”عمران صاحب۔ اس بار میرے خیال میں آپ کے پاس کوئی منصوبہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ اچانک صفدر نے کہا تو آگے چلتا ہوا عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”یہ اندازہ تم نے کیسے لگایا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”اس لئے کہ آپ کسی ایک رستے کا انتخاب ہی نہیں کر پا رہے۔

میں سب کی لگاؤوں سے چسپ کر وہاں پہنچ جاؤں گا لیکن اس کے باوجود ہمیں بہر حال اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ کس طرح کرنا ہے۔ یہ وقت بتائے گا۔ عمران نے جواب دیا اور صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے کیونکہ وہ خود بھی موجودہ پوزیشن کی سنگینی کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور پھر پہاڑی سے نیچے اترنے کے بعد وہ کچھ آگے بڑھے اور ایک بار پھر انہوں نے چڑھائی پر بحسن شروع کر دیا۔ چاند کی ہلکی سی روشنی میں یہ پہاڑی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

”ان میں سے ترام پہاڑی کونسی ہے عمران صاحب۔“ صفدر نے کہا۔

”وہ جو سامنے کافی بلند پہاڑی نظر آرہی ہے۔“ عمران نے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گلے میں لٹکی ہوئی نائٹ ویلی سکوپ اپنی آنکھوں سے لگائی اور غور سے اس پہاڑی کو دیکھنے لگا۔ انتہائی طاقتور نائٹ ویلی سکوپ کی وجہ سے پہاڑی اس اندھیرے میں بھی انتہائی واضح نظر آرہی تھی۔ یہ پہاڑی واقعی بالکل سیدھی اور سپاٹ تھی۔ ایک طرف ایک جگہ اس انداز میں نظر آرہی تھی جیسے یہاں سے باقاعدہ پہاڑی چٹانوں کو کاٹ کر صاف جگہ کی گئی ہو اور عمران سمجھ گیا کہ یہی جگہ ہیلی پیڈ ہوگی۔ اس کا مطلب تھا کہ بیس کیمپ کا دروازہ لامحالہ اس جگہ ہوگا۔ یہ جگہ سطح زمین سے کافی بلند تھی۔ عمران کی نظریں نیچے موجود پہاڑی کو چٹیک کرتی رہیں لیکن کہیں بھی روشنی کا کوئی نقطہ نظر نہ آرہا تھا۔

”بھی چاہے ان کا تعلق شاگل سے ہو یا ریکھا سے۔ نمٹ لیں گے لیکن اصل مسئلہ اس بیس کیمپ میں داخل ہونے کا ہے اور میں مسلسل اس سلسلے میں سوچ رہا ہوں کہ وہاں کیسے پہنچا جائے لیکن میرے ذہن میں کوئی ترکیب نہیں آرہی۔“ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”شاگل اور ریکھا کے آدمی اس پہاڑی کے چاروں طرف علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کی تعداد بھی کافی ہوگی اور وہ لوگ مورچہ بند ہوں گے اور ان کی پوزیشن بہر حال ہم سے بہتر ہوگی۔ ہم کب تک ان کا مقابلہ کر سکیں گے۔ یہاں ہم اس لئے آسانی سے آگے بڑھ رہے ہیں کہ ابھی ہم کنڈور پہاڑی علاقے میں داخل نہیں ہوئے۔ البتہ سامنے والی پہاڑی کو اس کرنے کے بعد ہم کنڈور پہاڑی علاقے میں داخل ہو جائیں گے اور وہاں سے ترام نامی پہاڑی زیادہ دور نہیں ہے۔ جہاں تک منصوبہ بندی کا تعلق ہے تو یہ بات اس پہاڑی پر پہنچنے کے بعد سامنے آئے گی کیونکہ ابھی تک اس پہاڑی اور اس کے ارد گرد کے علاقے کو ہم نے صرف نقشے میں دیکھا ہے۔ اس کی صحیح صورت حال دیکھنے کے بعد ہی کوئی منصوبہ بندی کی جا سکتی ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ابھی آپ کے ذہن میں واقعی کوئی منصوبہ نہیں ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”میں نہ ہی جادو جانتا ہوں اور نہ میرے پاس سلیمانی ٹوپی ہے کہ

عمران صاحب۔ شاگل اور ریکھا کے آدمیوں نے کہیں بھی روک نہیں کی ہوئی کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اس کی آنکھوں پر بھی نائٹ ٹیلی سکوپ لگی ہوئی تھی۔

ہاں۔ وہ ہمیں یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ یہ سارا علاقہ سنسان اور ویران ہے حالانکہ لازماً ان کے پاس بھی نائٹ ٹیلی سکوپ ہوں گی اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ہمیں یہاں مارک بھی کر لیا ہو۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہاں سے بیس کیمپ تک تو پرندوں کی طرح اڑ کر ہی پہنچا جاسکتا ہے عمران صاحب اور تو کوئی صورت نظر نہیں آتی۔“ کیپٹن تشکیل کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”ہاں۔ لیکن پرندوں کے شکاری نیچے موجود ہیں۔“ عمران نے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”اس بیس کیمپ کو واقعی ناقابل تخریب بنا دیا گیا ہے۔ ہمیں ہیلی کاپٹر ہی استعمال کرنا چاہئے تھا۔“ تنویر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ ”یہاں ارد گرد کے سارے علاقوں میں باقاعدہ خفیہ ایئر بیس موجود ہیں جہاں سے ایک لمحے کے ہزاروں حصے میں ہیلی کاپٹر کو ہٹ کیا جاسکتا ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جب تک وہ اسے ہٹ کرتے ہم ہیلی پیڈ پر پہنچ سکتے تھے۔“ تنویر نے کہا۔

”یہ کیسی باتیں کر رہے ہو تنویر۔ ہیلی کاپٹر چلو یہاں سے تو پہنچ سکتا

ہے لیکن کنڈور علاقے سے باہر وہ چٹیک ہو جاتا اور پھر جیسے ہی اس علاقے کی سرحد میں داخل ہوتا اسے ہٹ کر دیا جاتا۔۔۔ صفدر نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلادیا۔ عمران نے نائٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں سے ہٹا کر گلے میں لٹکائی اور پھر صفدر کی طرف مڑ گیا۔

”صفدر۔ لانگ ریج ٹرانسمیٹر دو مجھے۔ میں ذرا کرنل پر شاد سے دو باتیں کر لوں۔“ عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنی پشت پر موجود تھیلیا اتارا اور پھر اس کی زپ کھول کر اس میں سے ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس کالنگ۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے شاگل کے لہجے میں کال دیتے ہوئے کہا۔“ یس کیپٹن پرکاش انڈنگ یو سر۔ اور۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل پرشاد سے بات کراؤ احمق آدمی۔ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں اور پروٹوکول کے مطابق صرف کرنل پرشاد سے بات کرتا ہوں۔“ نانسنس۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے شاگل کے لہجے اور انداز کی پوری پوری نقل کرتے ہوئے کہا۔

”سوری سر۔ وہ سونے چلے گئے ہیں اور اب صبح سے پہلے انہیں کسی صورت بھی جگایا نہیں جاسکتا کیونکہ وہ ایک خصوصی دوا کھانے کے عادی ہیں اور اس دوا کے استعمال کے بعد ان کی آنکھ چھ گھنٹوں سے

نے پوچھا۔

”جواب۔ یہ شمال مغرب کی طرف ہے۔ ویسے تو یہ نظر نہیں آتا لیکن سرخ مصالے کی لکیر بہر حال نظر آ جاتی ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو۔ اور“ کیپٹن پرکاش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہوں۔ ٹھیک ہے۔ میں صبح بات کر لوں گا۔ اور اینڈ آل۔“ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”چلو ایک بات تو سامنے آئی۔“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس پہاڑی کے گرد تو پاور ہجنسی کے افراد موجود ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ سیکرٹ سروس کے ارکان بھی موجود ہوں۔“ صفدر نے کہا۔

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم نے بہر حال آگے بڑھنا ہے لیکن اب یہ کارروائی اس وقت نہیں ہوگی بلکہ کچھلی رات ہوگی کیونکہ ساری رات وہ لوگ ہوشیار اور چوکنا نہیں رہتے ہوں گے لامحالہ کچھلی رات پہرہ دینے والوں کی اکثریت مستعد اور چوکنا نہیں رہ سکتی۔“ عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر انہوں نے واپس نیچے اتر کر ایک کشادہ غار تلاش کیا اور اس کو صاف کر کے وہ اس میں بیٹھ گئے تاکہ جس حد تک ہو سکے سردی سے محفوظ رہ سکیں۔

پہلے کھل ہی نہیں سکتی۔ اور“..... دوسری طرف سے معذرت بھرے نیچے میں کہا گیا۔

”وہ صادق چکاری کہاں ہے۔ کیا اسے بھی دوا کھلا کر سلایا ہوا ہے تم لوگوں نے۔ اور“ عمران نے کہا۔

”وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے جواب۔ اس نے فرار ہونے کی کوشش کی تھی اس لئے کرنل صاحب نے اسے زنجیروں میں جکڑ دیا ہے۔ اور“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”فرار ہونے کی کوشش کی تھی بیس کیپ سے۔“ کیسے ممکن ہے۔ اور“ عمران نے دانستہ لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”اس نے سپیشل سیل کے ریفریجریٹر کے بلب کی ساکٹ میں سکہ پھنسا دیا تھا جس کی وجہ سے پورے بیس کیپ کی بجلی فیل ہو گئی اور پھر اس نے فرار ہونے کی کوشش کی۔ وہ پہاڑی کے سب سے نچلے حصے میں موجود پانی کے تالاب تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن اس کے بعد اسے پکڑ لیا گیا۔ اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تو کیا اس پانی کے تالاب سے وہ باہر جاسکتا تھا۔ اور“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی نہیں۔ جاتا تو نہیں سکتا تھا کیونکہ پہلے وہاں جو دروازہ تھا اسے اب سرخ مصالے سے سیلڈ کر دیا گیا ہے لیکن پھر بھی خطرہ تو تھا جواب۔ اور“... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یہ دروازہ مجھے تو نظر نہیں آیا۔ کس طرف ہے۔ اور“..... عمران

چاہئے۔ ہم نے اپنے آدمی اس لئے بھیجے تھے کہ جب عمران اور اس کے ساتھی وہاں آئیں تو ہمارے آدمی شاگل کے آدمیوں کو ہلاک کر دیں۔ اب اگر ہمارے آدمی مارے گئے ہیں تو اس میں اس قدر غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ ہم کس طرح اس شاگل اور اس کی سیکرٹ سروس کو شکست دے سکتے ہیں۔ ایسی شکست کہ وہ ہاتھ ملتا رہ جائے اور سوائے شرمندہ ہونے کے اور کچھ نہ کر سکے۔ کاشی نے کہا تو ریکھانے بے اختیار بار بار طویل سانس لینے شروع کر دیئے اور پھر آہستہ آہستہ غصے کی شدت سے اس کا بگڑا ہوا چہرہ نارمل ہونا شروع ہو گیا۔

”تم ٹھیک کہتی ہو کاشی۔ اسی لئے میں تمہاری قدر کرتی ہوں کہ تم واقعی تجزیاتی انداز میں سوچتی ہو لیکن اب تم بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ اس طرح اگر ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے تو ہمارا یہاں آنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے یا تو ہم واپس چلے جائیں اور شاگل کو ان لوگوں سے نمٹنے دیں۔ مجھے یقین ہے کہ عمران اپنا مشن مکمل کر لے گا اور شاگل کے ہاتھ سوائے ناکاؤ کے اور کچھ نہ آئے گا۔“..... ریکھانے کہا۔

”اب جبکہ ہم یہاں آگئے ہیں تو اب ہمارا اس طرح واپس جانا حماقت ہے البتہ ہمیں اپنے لائحہ عمل میں تبدیلی کرنی چاہئے اور اس سلسلے میں بہر حال سوچنا چاہئے۔“..... کاشی نے کہا۔

”سوچ سوچ کر تو میں پاگل ہو گئی ہوں اور کیا سوچوں۔“..... ریکھا

مادام ریکھا کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔ ”اس احمق نے پروپ سمیت میرے بہترین آدمی ہلاک کر دیئے ہیں۔ میں اس سے اس کا ایسا انتقام لوں گی کہ اس کی نسلیں بھی یاد رکھیں گی۔“..... ریکھانے غصے کی شدت سے مسخیاں مٹھتے ہوئے کہا۔ شاگل نے ٹرانسمیٹر پر جب سے اسے زہریلی دوا کے درے کی طرف پہنچے ہوئے پاؤں بجھنے کے آدمیوں کے خاتمے کی بات بتائی تھی ریکھا کا غصہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ وہ کافی دیر سے اس انداز میں مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔

”تم کچھ بولو کاشی۔ تم کیوں نہیں بولتی۔ میرا تو دل چاہ رہا ہے کہ میں جا کر اس شاگل کا خاتمہ کر دوں۔“..... ریکھانے کاشی سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

”دیکھو ریکھا۔ ایسے معاملات میں جوش کی بجائے ہوش سے کام لینا

نے کہا۔

ہمیں منطقی انداز میں سوچنا چاہئے دیکھا۔ اب دیکھو ہم تمام پہاڑی کو گھیرے ہوئے ہیں اب اگر عمران اور اس کے ساتھی یہاں آئے ہیں تو وہ لامحالہ ہم سے ٹکرائے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ لیکن کیا عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہ معلوم نہ ہوا ہوگا کہ ہم اس پہاڑی کو گھیرے ہوئے ہیں۔ کیا وہ احمقوں کی طرح منہ اٹھائے یہاں بھاگے چلے آئیں گے۔ کاشی نے کہا تو دیکھا بے اختیار چونک پڑی۔

تمہاری بات درست ہے۔ وہ اتہائی زمین بلکہ خطرناک حد تک زمین آدمی ہے۔ لامحالہ وہ کوئی ایسا لائحہ عمل سوچے گا جس کا شاید ہمیں تصور تک نہ ہو۔ دیکھانے کہا۔

”یہی بات ہم نے سوچنی ہے کہ وہ کیا سوچے گا اور کس انداز میں یہاں آنے کا تاکہ ہم اسی انداز میں اس کا دناغ کر کے اسے شکست دے سکیں۔ کاشی نے جواب دیا۔

”تم بتاؤ۔ تم نے کیا سوچا ہے۔ دیکھانے کہا۔

”دیکھو دیکھا۔ فرض کیا عمران اپنے ساتھیوں سمیت یہاں پہنچ جاتا ہے اور کسی نامعلوم طریقے سے وہ ہم سب کو بے بس کر دیتا ہے تو کیا اس کے باوجود وہ بیس کیمپ میں داخل ہو سکے گا۔ کاشی نے کہا۔

”نہیں۔ بیس کیمپ میں داخلہ تو کسی صورت بھی ممکن نہیں ہے۔ دیکھانے جواب دیا۔

”جبکہ اس کا مشن بیس کیمپ میں داخل ہو کر وہاں سے صادق

چکاری کو لے جانا ہے۔ کاشی نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن وہ یہ مشن کس طرح پورا کرے گا۔ یہی بات تو سمجھ میں نہیں آرہی۔ دیکھانے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ بہر حال یہاں ضرور آئے گا۔ اس لئے قاہر ہے کہ اس کا ٹکراؤ ہم سے ہوگا۔ اب دو صورتیں ہوں گی یا تو وہ ہم سب کا خاتمہ کر دے گا یا ہم اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ اب پہلی صورت کو دیکھ لیتے ہیں۔ وہ کسی بھی پہاڑی سے اتر کر یہاں داخل ہو سکتا ہے اور وہ کوئی بھی ایسا حربہ استعمال کر سکتا ہے جس سے ہم سب کو یا تو بے ہوش کر دیا جائے یا یہاں کوئی ایسا سموک بم اچانک پھینک دیا جائے جس سے ٹھکنے والی زہریلی گیس یہاں کی ہوا میں حل ہو کر ہم سب کو ہلاک کر دے اور پھر وہ لوگ اطمینان سے یہاں پہنچ کر بیس کیمپ میں داخل ہونے کی منصوبہ بندی کر سکیں۔ کاشی نے کہا تو دیکھانے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”یہ صرف خیالی باتیں نہیں ہیں دیکھا۔ عمران جیسا آدمی اس سے بھی زیادہ خوفناک کارروائی کر سکتا ہے۔ کاشی نے دیکھا کے چہرے پر نمودار ہونے والے تاثرات کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھسک کہہ رہی ہو کاشی۔ اسی لئے میں تمہیں اپنے ساتھ رکھتی ہوں اور تمہاری قدر بھی کرتی ہوں۔ اب تمہارے تجزیے کے بعد مجھے احساس ہو رہا ہے کہ ہم واقعی یہاں ہر لحاظ سے غیر محفوظ ہیں۔ میرا خیال تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی چوری چھپے یہاں داخل ہوں گے

اور ہم ان کا شکار آسانی سے کھیل لیں گے لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ ہمارا یہ نظریہ غلط ہے لیکن اب موجودہ صورت حال میں کیا ہونا چاہئے۔۔۔ ریکھانے کہا۔

”میں نے اس پر غور کیا ہے مادام۔ ہمیں واقعی واپسی کا اعلان کر دینا چاہئے اور بظاہر ہم واپس چلے جائیں لیکن ہم اس پہاڑی سے ہٹ کر کسی ایسی محفوظ جگہ پر چھپ جائیں کہ عام حالات میں نظر نہ آئیں۔ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو میدان خالی ملے گا تو وہ قدرے مطمئن ہو جائیں گے اور اس کے بعد جب وہ بیس کیپ میں داخل ہونے کی کوشش کریں تو ہم اچانک ان پر حملہ کر دیں اور وہی کارروائی ان پر دہرائیں جو میرے تجربے کے مطابق وہ ہم پر دہرائے چاہتے ہیں اس طرح وہ یقینی طور پر مار کھا جائیں گے۔“ کاشی نے کہا۔

”لیکن کس طرح اعلان کریں۔ ہمارا عمران سے کوئی رابطہ تو نہیں ہے۔“ ریکھانے کہا۔

”میرا اندازہ ہے کہ عمران کے مخبر شاگل کے گروپ میں موجود ہیں کیونکہ اس کا ٹکراؤ شاگل سے ہوتا رہتا ہے۔ ہم شاگل کو اطلاع کر دیں تو مجھے یقین ہے کہ عمران کو اس کی اطلاع مل جائے گی۔“ کاشی نے کہا۔

”لیکن پھر شاگل اپنے آدمی یہاں بھیج دے گا۔“ ریکھانے کہا۔
”بھیج دے۔ اس سے کیا ہوگا۔ وہ بھی ان کے ساتھ ہی ختم کر دیں۔“

جائیں گے۔۔۔۔۔ کاشی نے کہا۔

”تم نے کہاں کا جائزہ لیا ہے۔ تمہارے ذہن میں کوئی خاص جگہ ہے۔“ ریکھانے کہا۔

”ہاں۔ میں نے ایک جگہ دیکھی ہوئی ہے۔ وہ انتہائی محفوظ جگہ ہے۔“ کاشی نے جواب دیا۔

”اوکے۔ تم باہر جا کر سب کو اکٹھا کرو اور پھر انہیں وہ جگہ بتا کر وہاں بھجوا دو۔ میں اس دوران شاگل کو کال کر لیتی ہوں۔“ ریکھا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کاشی سر ملاتی ہوئی اٹھی اور غار سے باہر نکل گئی جبکہ ریکھانے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو۔ ریکھا کالنگ شاگل۔ اور۔۔۔۔۔ ریکھانے ٹرانسمیٹر آن کر کے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

”یس شاگل انڈنگ۔ اب کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔ اور۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”میں سخت شرمندہ ہوں شاگل کہ میں نے تمہیں سپر سیڈ کرنے کے بارے میں سوچا اور اس طرح خود میرے آدمی مارے گئے۔ بہر حال اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم ہی عمران کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ اس لئے میں نے واپسی کا پروگرام بنالیا ہے اور اپنے آدمیوں کو اکٹھا کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ ہم واپس جا رہے ہیں۔ اور۔۔۔۔۔ ریکھانے کہا۔

”اب تم نے معذرت کر لی ہے اور تمہیں میری اہمیت کا احساس

ہو گیا ہے تو اب میرے دل میں تمہارے
رہی۔ تم وہاں رہ سکتی ہو۔ اور..... شاگل نے فراخ دلانہ لہجے میں
کہا۔

نہیں۔ اس طرح ہم دونوں کے بیک وقت یہاں موجود رہنے کی
وجہ سے وہ عمران فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس لئے میں نے واپسی کا فیصلہ
کر لیا ہے اور یہ فیصلہ حتمی ہے۔ اور..... ریکھانے کہا۔
لیکن تم کس رستے سے واپس جاؤ گی۔ اور..... شاگل نے کہا۔
اسی رستے سے جدھر سے میں آئی تھی۔ اور..... ریکھانے جواب
دیا۔

اوکے۔ میں وہاں چیکنگ پر موجود اپنے آدمیوں کو احکامات دے
رہا ہوں۔ اور اینڈ آل..... دوسری طرف سے کہا گیا اور ریکھانے
ٹرانسمیٹر آف کیا اور انڈ کر غار سے باہر نکل آئی۔ وہاں کاشی ایک آدمی
کو ہدایات دے رہی تھی۔

سنو کاشی۔ میں نے فیصلہ بدل دیا ہے..... ریکھانے کاشی سے
کہا تو کاشی بے اختیار چونک پڑی۔

کیا فیصلہ کیا ہے..... کاشی نے حیران ہو کر پوچھا۔

یہی کہ ہم واقعی یہاں سے چلے جائیں۔ ہماری یہاں موجودگی
واقعی احمقانہ ہے۔ ہم خواہ مخواہ اس معاملے میں ملوث ہو گئے ہیں۔
شاگل جانے اور عمران..... ریکھانے کہا۔

لیکن..... کاشی نے احتجاج کرتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

نہیں۔ میرا فیصلہ اٹل ہے۔ تم یہاں تعین کر سکتے

واپسی کی تیاری کر لیں۔ ہم نے اسی رستے سے واپس جانا ہے جس
رستے سے ہم آئے تھے۔ ریکھانے کہا اور مڑ کر واپس غار میں چلی
گئی۔ تھوڑی دیر بعد کاشی بھی غار میں آگئی۔

یہ اچانک کیا ہو گیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔ کاشی
نے ریکھانے سے کہا جو اپنا سامان سمیٹنے میں مصروف تھی۔

نہیں۔ کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ شاگل کے ساتھ بات کرتے
ہوئے میرے ذہن میں ایک آنیڈیا آیا ہے کہ ہم اپنے تمام آدمیوں کو
واپس بھجوا دیں اور خود دس افراد کو ساتھ لے کر محفوظ جگہ پر چھپ
جائیں اور شاگل اور عمران کے درمیان مقابلے کو چٹیک کرتے رہیں۔
اگر شاگل عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر لینے میں کامیاب ہو
جاتا ہے تو ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے لیکن اگر نتیجہ اس کے
برعکس نکلتا ہے تو پھر ہم اچانک عمران اور اس کے ساتھیوں کے
مقابلے پر آجائیں اور اس طرح میدان مار لیں..... ریکھانے کہا۔
اوہ۔ یہ واقعی زیادہ بہتر تجویز ہے..... کاشی نے کہا اور ریکھانے
اشبات میں سر ہلا دیا۔

”صرف دس پندرہ منٹ کے ٹائٹل پر چیف“۔ رام چندر نے

جواب دیا۔

”گھنٹہ بھر سے تم یہی کہے چلے جا رہے ہو۔“ شاگل نے کہا اور آنکھوں سے ٹائٹل ٹیلی سکوپ ہٹا کر گئے میں ٹکالی اور پھر سیٹ سے نہ نکالیا۔ رام چندر نے جیب کی رفتار قدرے اور بڑھا دی اور ہلکے لکھاتی ہوئی جیب کچھ اور زیادہ اچھلنے لگ گئی۔ رام چندر خاصا ماہر ڈرائیور تھا اور اس نے واقعی انتہائی خوبی سے جیب کو سنبھالا ہوا تھا۔ پھر واقعی دس منٹ کے مزید سفر کے بعد جیسے ہی جیب نے ایک موڑ کاٹا رام چندر نے بریک لگائے اور پھر جیب کو ایک چٹان کی اوٹ میں روک دیا۔

”کیا آگیا ہے وہ سپاٹ“ شاگل نے پوچھا۔

”یس چیف“۔ رام چندر نے کہا تو شاگل تیزی سے نیچے اترا۔ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے مشین گنوں سے مسلح افراد بھی تیزی سے نیچے اتر آئے جبکہ دوسری طرف سے رام چندر نیچے اترا اور پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ریوٹ کنٹرول جتنا باکس نکالا اور اس کا ایک ٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ رام چندر کاننگ۔ اور“۔ رام چندر نے بار بار کال

دیتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ رائٹور اینڈنگ یو۔ اور“۔ چند لمحوں بعد ایک

مردانہ آواز سنائی دی۔

ایک جیب اندھیرے کا جزو بنی تنگ سے پہاڑی راستے پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیب کی ڈرائیونگ سیٹ پر رام چندر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر شاگل بیٹھا ہوا تھا اور عقبی سیٹ پر دو مسلح آدمی موجود تھے۔ رام چندر نے ٹائٹل ٹیلی سکوپ کو آنکھوں پر رکھ کر اس کو تسے سے اس طرح ٹکسٹ کر لیا تھا کہ جیسے اس نے عینک پہن رکھی ہو جب کہ شاگل ٹائٹل ٹیلی سکوپ ہاتھ میں تھام کر آنکھوں سے لگائے ہوئے تھا۔ جیب کی بتیاں بھی بند تھیں اور جیب اندھیرا ہونے کے باوجود اس تنگ راستے پر نسبتاً خاصی تیز رفتاری سے دوڑی چلی جا رہی تھی۔ انہیں سفر کرتے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔

”ابھی کتنی دور ہے وہ سپاٹ۔ جہاں سے عمران اور اس کے ساتھیوں نے کنڈور میں داخل ہونا ہے۔“ یکتا شاگل نے جھٹکے ہوئے لہجے میں کہا۔

عمران اور اس کے ساتھی اس وقت کہاں موجود ہیں۔ اور۔
 رام چندر نے کہا۔

”باس۔ جہاں آپ موجود ہیں وہاں سے دو پہاڑیوں کے فاصلے پر
 دوسری طرف چار افراد جنہوں نے سیاہ لباس پہنے ہوئے ہیں آگے بڑھ
 چلے جا رہے ہیں ان کا رخ بلانا پہاڑی سلسلے کی طرف ہے۔ اور۔
 دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا وہ صرف چار افراد ہیں۔ اور۔ رام چندر نے پوچھا۔
 ”یس باس۔ اور۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تم انہیں مسلسل چتیک کرتے رہو۔ جہاں جا کر وہ ٹھہریں
 ہمیں کال کر کے بتانا۔ ہم بلانا کی طرف جا رہے ہیں۔ اور۔“
 چندر نے کہا۔

”یس باس۔ ایک اور بات معلوم ہوئی ہے باس کہ مادام ریکھا اور
 اس کی نائب مادام کاشی اپنے ساتھ دس افراد سمیت بامولا پہاڑی ر
 سائیڈ میں ایک غار کے اندر موجود ہیں۔ اور۔“ دوسری طرف سے
 کہا گیا تو رام چندر کے ساتھ ساتھ شاگل بھی بے اختیار چونک پڑا
 شاگل نے جلدی سے رام چندر کے ہاتھ سے فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر
 چھین لیا۔

”ہیلو۔ شاگل بول رہا ہوں۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ریکھا تو اپنے
 گروپ کے ساتھ واپس چلی گئی ہے اور اس کی مجھے اطلاع بھی مل چکی
 ہے۔ اور۔“ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”اس کا باقی گروپ چلا گیا ہے چیف۔ لیکن مادام ریکھا ساتھ نہیں
 گئی۔ اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”رام چندر کو تفصیل سے بتاؤ کہ وہ اس وقت کہاں موجود ہیں۔
 اور۔“ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر واپس رام چندر
 کے ہاتھ میں دے دیا تو دوسری طرف سے بولنے والے نے لوکیشن
 بتانا شروع کر دی۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ اور اینڈ آف۔“ رام چندر نے
 کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”چیف۔ اس ریکھا اور اس کے ساتھیوں کو بلاک کرنا پڑے گا
 کیونکہ یہ اسی جگہ موجود ہیں جہاں سے عمران اور اس کے ساتھی داخل
 ہوں گے۔ اس طرح افراتفری میں وہ لوگ بچ بھی سکتے ہیں۔“ رام
 چندر نے ٹرانسمیٹر کو جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”الحق ہو گئے ہو۔ وہ سرکاری لوگ ہیں۔ انہیں ہم کیسے بلاک کر
 سکتے ہیں وہ یہاں صدر کی اجازت سے آئے ہیں۔ تم ایسا کرو کہ انہیں
 بے ہوش کر دو۔“ شاگل نے کہا۔

”یس چیف۔ آپ واقعی ہر طرف کا خیال رکھتے ہیں۔“ رام چندر
 نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے وہی ٹرانسمیٹر نکالا۔ اس
 کی ایک ناب کو نگھمایا اور پھر اسے آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ رام چندر کالنگ۔ اور۔“ رام چندر نے کال دیتے
 ہوئے کہا۔

76
- یس باس۔ سورن رام بول رہا ہوں۔ اور۔ دوسری طرف۔

رام نے کہا۔

- کتنی دیر لگے گی۔ اور۔ ... رام چندر نے پوچھا۔

- زیادہ سے زیادہ دس منٹ باس۔ اور۔ دوسری طرف سے

کہا گیا۔

- اوکے۔ میں جیب کے ساتھ وہاں پہنچ رہا ہوں۔ ہمارے پہنچنے سے پہلے انہیں بے ہوش ہو جانا چاہئے لیکن یہ کام اتہائی احتیاط سے کرنا۔

اور۔ رام چندر نے کہا۔

- یس باس۔ اور۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور رام چندر نے

اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور ایک بار پھر وہ جیب میں سوار ہو گئے اور جیب آگے بڑھنے لگی۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے مزید سفر کے

بعد رام چندر نے ایک بار پھر جیب روکی اور جیب سے وہی باکس نیا گن موجود ہے۔ کیا اس گن کی ریخ بامولا پہاڑی تک ہے۔ اور۔ ٹرانسمیٹر نکال کر اس کی ایک ناب کو دائیں طرف گھمایا اور پھر بٹن آن کر دیا۔

- ہیلو، ہیلو۔ رام چندر کالنگ۔ اور۔ ... رام چندر نے کہا۔

- یس باس۔ رائٹور اینڈنگ یو۔ اور۔ ... دوسری طرف سے

رائٹور کی آواز سنائی دی جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اطلاع دی تھی۔

- عمران اور اس کے ساتھیوں کی کیا پوزیشن ہے۔ اور۔ ... رام چندر نے پوچھا۔

- باس۔ وہ بلا ما پہاڑی کی طرف ہی جا رہے ہیں۔ اس وقت وہ بلانا

سے ایک آواز سنائی دی۔

- سورن رام۔ تم اور تمہارے ساتھی اس وقت کہاں موجود ہیں۔

اور۔ ... رام چندر نے کہا۔

- باس۔ ہم آپ کے حکم کے مطابق ترام پہاڑی سے شمال کی طرف واقع اونچی پہاڑی ناسکی پر موجود ہیں۔ اور۔ دوسری طرف سے کہ گیا۔

- کیا تم بامولا پہاڑی کو پہچانتے ہو۔ اور۔ رام چندر نے کہا۔

- یس باس۔ وہ ہمارے سامنے ہی موجود ہے۔ اور۔ سورن رام نے جواب دیا۔

- تمہارے پاس بے ہوش کر دینے والے کیپول فائر کرنے والے گن موجود ہے۔ کیا اس گن کی ریخ بامولا پہاڑی تک ہے۔ اور۔ رائٹور نے کہا۔

- یس باس۔ بلکہ اس بھی زیادہ ہے۔ اور۔ ... سورن رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

- تو سنو۔ اس پہاڑی کے تقریباً درمیان میں ایک کشادہ غار ہے۔

اس غار میں مادام ریکھا اور اس کے دس گیارہ ساتھی موجود ہیں۔ چیڈ کا حکم ہے کہ انہیں فوری طور پر بے ہوش کر دیا جائے۔ کیا تم ایسا

سکتے ہو۔ اور۔ ... رام چندر نے کہا۔

- یس باس۔ میرے دو آدمی جا کر ایسا کر سکتے ہیں۔ اور۔ سورن

میں داخل ہو رہے ہیں کیونکہ یہاں سے ترام پہاڑی قریب ہے۔ تم بلاما پہاڑی کو مسلسل چٹیک کرتے رہو اور پھر ہم جیسے ہی تمہیں حکم دیں تم نے ایکشن لے لینا ہے۔ اور۔۔۔ رام چندر نے کہا۔

”یس باس۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور رام چندر نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”چیف۔ آگے ہمیں پیدل جانا ہوگا۔ آگے جیب کا راستہ نہیں ہے۔“ رام چندر نے ٹرانسمیٹر جیب میں رکھتے ہوئے سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے چلو“ شاگل نے کہا اور جیب سے اتر آیا۔ عقبی سیٹ پر موجود دونوں مسلح افراد بھی نیچے اترے تو رام چندر نے جیب ایک چٹان کی اوٹ میں اس طرح کھڑی کر دی کہ اوپر سے وہ دکھائی نہ دے سکے اور پھر وہ سب رام چندر کی رہنمائی میں پیدل ہی آگے بڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک پہاڑی پر چڑھے۔

”چیف۔ وہ سامنے بلاما پہاڑی ہے اور وہ دائیں ہاتھ پر بامولا پہاڑی ہے جس کی غار میں مادام ریکھا اپنے ساتھیوں سمیت بے ہوش پڑی ہوئی ہے اور چیف۔ وہ سامنے ترام پہاڑی ہے جس پر جیس کیمپ موجود ہے۔“ رام چندر نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا اور اشاروں سے تینوں پہاڑیاں دکھاویں۔

”ہو نہہ۔ ٹھیک ہے اور تمہارے آدمی کہاں موجود ہیں۔“ شاگل نے کہا۔

پہاڑی پر چڑھنا شروع کر رہے ہیں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ انہیں چٹیک کرتے رہو۔ اور اینڈ آل“ رام چندر نے کہا اور بن آف کر کے اس نے ناب کو بائیں طرف گھمایا اور ایک بار پھر بن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ رام چندر کالنگ۔ اور۔۔۔ رام چندر نے کہا۔

”یس باس۔ سورن رام بول رہا ہوں۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے سورن رام کی آواز سنائی دی۔

”تمہیں جو حکم دیا گیا تھا اس کی کیا رپورٹ ہے۔ اور۔۔۔“

چندر نے کہا۔

”حکم کی تعمیل ہو چکی ہے باس۔ اس غار میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی گئی ہے اور اندر جا کر میرے آدمیوں نے چٹیک بھی کر لیا ہے۔ وہاں مادام ریکھا، مادام کاشی اور ان کے ساتھ دس افراد موجود تھے جو سب کے سب اب بے ہوش ہو چکے ہیں۔ اور۔۔۔ سورن رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم بلاما پہاڑی کو دیکھ سکتے ہو۔ اور۔۔۔“ رام چندر نے پوچھا۔

”یس باس۔ بلاما پہاڑی ہماری ریج میں ہے۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”تو سنو۔ عمران اپنے تین ساتھیوں سمیت بلاما پہاڑی سے کنڈا

”وہ ترام پہاڑی سے دائیں طرف“۔ رام چندر نے ایک ا

پہاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ تم نے اچھا انتظام کیا ہے۔ گڈ شو۔ اب یہ لوگ کمر

صورت بھی نہیں بچ سکتے۔..... شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ ہمہاں سے سب اطراف کو دیکھ سکتے ہیں۔ اس لئے میں

نے آپ کے لئے اس سپاٹ کو منتخب کیا ہے۔“۔ رام چندر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“۔ شاگل نے کہا اور پھر وہ سب چٹانوں کی اوٹ

میں ہو کر اس طرح بیٹھ گئے کہ بلا ما پہاڑی کی طرف سے انہیں دیکھا

جاسکے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد سیٹی کی آواز سنائی دی تو رام چندر نے

جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ راتھور کالنگ۔ اور۔..... راتھور کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ رام چندر اسٹانڈنگ یو۔ اور۔..... رام چندر نے کہا۔

”باس۔ عمران اور اس کے ساتھی پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ گئے ہیں۔

ان کے پاس نائٹ ٹیلی سکیپس بھی موجود ہیں اور وہ ان سے ترام

پہاڑی اور ارد گرد کا جائزہ لے رہے ہیں۔ لیکن ان کے بیٹھنے کے انداز

سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شاید کافی دیر تک وہاں بیٹھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اور۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا کوئی راستہ ہے کہ میرے آدمی ان کے عقب سے ان تک پہنچ

سکیں۔ اور۔..... رام چندر نے کہا۔

”راستہ تو نہیں ہے باس۔ لیکن پہاڑی پر چڑھ کر پھر نیچے اتر کر اس

پہاڑی تک پہنچا جاسکتا ہے جس پہاڑی پر یہ لوگ موجود ہیں اور۔“۔

راتھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہو نہر۔ ٹھیک ہے۔ تم انہیں چٹیک کرتے رہو۔ پھر جیسے ہی وہ

حرکت میں آئیں تم نے فوراً مجھے رپورٹ دینی ہے۔ اور۔..... رام

چندر نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

یہ لوگ وہاں بیٹھ کیوں گئے ہیں۔ کیا انہیں کوئی شک پڑ گیا

ہے۔ شاگل نے کہا۔

”ہو سکتا ہے یہ لوگ تھک گئے ہوں۔ وہ مسلسل چلتے رہے ہیں

باس۔ اس لئے کچھ دیر آرام کرنے کے لئے رک گئے ہوں۔..... رام

چندر نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ انہیں کوئی شک پڑ گیا ہے اور اب وہ

کوئی منصوبہ سوچ رہے ہوں گے۔..... شاگل نے کہا۔

”وہ کچھ بھی سوچ لیں باس۔ لیکن اب وہ زندہ بچ کر نہیں جا

سکتے۔..... رام چندر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ ترام پہاڑی پر چڑھیں گے کیسے۔ یہ بات میری سمجھ میں

نہیں آرہی۔..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد شاگل نے کہا۔

”ہو سکتا ہے ان کے پاس ایسی پہاڑیوں پر چڑھنے کا کوئی خصوصی

سامان ہو۔ بہر حال جو کچھ بھی ہے کچھ دیر بعد سامنے آجائے گا۔..... رام

چندر نے کہا۔

”جب تمہیں اطلاع مل گئی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی راتھور

کی ایکڑانک آئی کی ریخ میں تگئے ہیں تو تم اپنے آدمی دوسری طرز
نہیں بھیج سکتے تھے پھر وہ کہاں بھاگ سکتے تھے۔ شاگل نے قدرے
غصیلے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ اس طرح یہ لوگ فرار ہو سکتے تھے جبکہ میں انہیں ہر
صورت ہلاک کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ ان کی لاشیں پر اٹم منسز کے
سلمنے رکھ کر انہیں بتا سکیں کہ آپ ہی یہ کارنامہ سرانجام دے سکتے
ہیں۔“ رام چندر نے جواب دیا تو شاگل کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔
”گڈ۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ گڈ۔“ شاگل نے کہا اور رام چند
بے اختیار مسکرا دیا۔

عمران نائٹ ٹیلی سکوپ سے مسلسل ترامہ پہاڑی کا جائزہ لینے میں
مصرف تھا کہ اچانک دو چوٹ نک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ہمیں چیک کیا جا رہا ہے۔“ عمران نے کہا تو اس کے
ساتھی بے اختیار چوٹ نک پڑے۔

”چیک کیا جا رہا ہے۔ کیسے۔“ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔
”وہ دیکھو۔ وہ سلمنے پہاڑی پر میں نے کسی کو حرکت کرتے دیکھا
ہے۔“ عمران نے ایک پہاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو
صفدر نے نائٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگا کر اس پہاڑی کی طرف غور
سے دیکھنا شروع کر دیا۔

”اوہ۔ ہاں۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا ہے۔ وہ ایک چٹان کے
پچھے سے نکل کر دوسری چٹان کے پیچھے گیا ہے۔ بالکل عمران صاحب
وہاں مسلح افراد موجود ہیں۔“ صفدر نے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ انہیں ہماری اس طرف سے آمد کا علم ہو رہا ہے۔ ورنہ یہ آف سائیڈ ہے۔“ عمران نے کہا۔
 ”ہو سکتا ہے کہ یہ مادام ریکھا کے آدمی ہوں۔“ صفدر نے کہا۔
 ”ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کون ہیں۔“ عمران نے کہا۔
 اس کے ساتھ ہی اس نے خود صفدر کا بیگ اٹھایا اس کی زپ کھولی اور پھر اندر سے اس نے ٹرانسمیٹر نکالا جس پر باقاعدہ ڈائل بنا ہوا تھا۔
 عمران نے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی اور پھر ہنسنے لگا۔

”ہیلو ہیلو۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ کانسنگ۔ اور۔“ عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”یس۔ چیف آف کانسنگ سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔“
 اور۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے شاگل کی آواز سنائی دی مگر عمران جس کی نظریں ٹرانسمیٹر کے ڈائل پر جمی ہوئی تھیں بے اختیار مسکے لگا۔

”صدر صاحب سے بات کریں۔ اور۔“ عمران نے کہا۔
 ”یس سر۔ میں شاگل بول رہا ہوں سر۔ اور۔۔۔۔۔ شاگل کو مؤدبانہ آواز سنائی دی۔“

”مشن کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
 ”سر مشن ابھی مکمل نہیں ہوا۔ لیکن شاید صبح تک مکمل ہو جائے۔“
 اور۔ شاگل نے جواب دیا۔

”یہ تم کیا گول مول اور مبہم سی بات کر رہے ہو۔ کیا یہی رپورٹ ہوتی ہے۔ اور۔“ عمران کے لہجے میں سختی تھی۔
 وہ۔ وہ سر۔ میں اس لئے تفصیل نہیں بتا رہا تھا کہ ٹرانسمیٹر کال کیج بھی ہو سکتی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہم نے ٹریس کر لیا ہے اور اب جلد ہی ہم انہیں کور کر لیں گے سر۔ اور۔ شاگل نے جواب دیا۔

”جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ مشن مکمل کرو۔ مادام ریکھا کی کیا پوزیشن ہے۔ اور۔“ عمران نے جان بوجھ کر پوچھا۔
 ”سر۔ اس کی ٹیم تو واپس چلی گئی ہے لیکن وہ خود اپنے دس ساتھیوں سمیت یہاں موجود ہے لیکن میری اس سے بات ہو چکی ہے۔ وہ مشن میں مداخلت نہیں کرے گی تاکہ ہم مشن کامیابی سے مکمل کر لیں سر۔ اور۔ شاگل نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اور اینڈ آ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
 ”شاگل یہاں سے سوگزر کے دائرے میں موجود ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے کیونکہ وہ بھی اس مخصوص ساخت کے ٹرانسمیٹر کی کارکردگی جانتے تھے۔ ڈائل نے واقعی دونوں ٹرانسمیٹرز کے درمیان سوگزر کا فاصلہ ظاہر کیا تھا۔

”اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ یہ آدمی ریکھا کے نہیں بلکہ شاگل کے ہیں جبکہ یہاں تو ریکھا کے آدمی موجود ہونے چاہئیں۔“
 صفدر نے کہا۔

پہنچنے میں کئی گھنٹے بہر حال لگ جائیں گے۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہ نیچے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی جائے۔“
تنویر نے کہا۔

”نہیں۔ یہ کھلا پہاڑی علاقہ ہے۔ یہاں گیس اثر نہیں کرے گی۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر اب کیا کیا جائے۔“ بیس کیمپ تو ایک لائنل سمسٹر بن گیا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”اس قدر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے مخالف بھی بہر حال ذہن رکھتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ سارا کام اس رام پتھر کا ہے۔ شاگل تو تنویر کی طرح ڈائریکٹ ایکشن کا قائل ہے۔ اصل سمسٹر نیچے جانا نہیں ہے۔ اصل سمسٹر بیس کیمپ میں داخل ہونا اور وہاں سے صادق چکاری کو نکالنا اور اسے صحیح سلامت مشکبار پہنچانا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”تو پھر اب کیا کیا جائے۔“ صفدر نے کہا۔

”اس الیکٹرونک آئی والا سمسٹر غلط ہو گیا ہے۔ اب ہم جس طرف بھی حرکت کریں گے اس کی رپورٹ شاگل تک یا اس کے آدمیوں تک پہنچ جائے گی۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”میں تو کہتا ہوں کہ اسلحہ اٹھاؤ اور نیچے اتر جاؤ۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔“ تنویر نے جھلکاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم نے شاگل کی بات سنی نہیں کہ اس کی دیکھا سے بات ہو چکی ہے۔ وہ مشن میں مداخلت نہیں کرے گی۔ اس کا مطلب ہے کہ دیکھا اور اس کے آدمیوں کو شاگل نے یا تو گرفتار کر لیا ہے یا انہیں بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ میں دیکھا کی نفسیات سے بھی واقف ہوں۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ یہاں موجود ہو اور شاگل سے اس انداز میں مخالفت کر لے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ جیسے جی ہم اس پہاڑی سے دوسری طرف اترے ہم پر فائر کھول دیا جائے گا۔“ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ اب یہ بات یقینی ہے اور یہ بات بھی ملے ہو گئی ہے کہ ہمارا یہ سفر یا ہماری موجودگی کا شاگل کو باقاعدہ علم ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یا فوج نے کہیں ادنیٰ جگہ پر الیکٹرونک آئی نصب کی ہوئی ہو اور چونکہ اس علاقے میں ہم صرف چار آدمی نقل و حرکت کر رہے ہیں اس لئے انہوں نے ہمیں چمک کر لیا ہے۔“ عمران نے کہا تو صفدر اور دوسرے ساتھیوں کے چہروں پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

”پھر تو ہم لامحالہ خطرے میں ہیں۔“ صفدر نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ جب تک ہم دوسری طرف نہیں اتریں گے شاگل کے آدمی فائر نہیں کھولیں گے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنے آدمی ہماری پشت پر موجود علاقے میں پھیلا رکھے ہوں تاکہ ہمیں عقب سے بھی گور کیا جاسکے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ انہیں یہاں تک

میں چاروں طرف سے ہلاک ہو چکے ہیں جبکہ شاگل کو گرفتاری دینے کے بعد ہم کسی بھی طرف جدوجہد کر کے انہیں قابو میں کر سکتے ہیں۔ کیپٹن تشکیل نے کہا۔

سوچ لیں۔ ایسا نہ ہو کہ انہی آتیں گے پڑ جائیں۔ سفدر نے کہا لیکن غم ان نے کوئی جواب دینے کی بجائے ٹراسمیڈ کا بن آن کر دیا۔ اس پر شاگل کی پرسنل فریکوئنسی پہلے ہی ایڈجسٹ تھی۔ اس نے دوبارہ اسے ایڈجسٹ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

ہیلو ہیلو۔ علی عمران کانٹک شاگل۔ اور۔۔۔ عمران نے اس بار اصل آواز اور لہجے میں کال کرتے ہوئے کہا۔

یس۔ شاگل بول رہا ہوں۔ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد شاگل کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

شاگل مجھے معلوم ہے کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت اس پہاڑی کی دوسری طرف موجود ہو اور ہمارے پاس ایسے ہتھیار موجود ہیں کہ ہم یہاں بیٹھے بیٹھے نہ صرف تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہلاک کر سکتے ہیں بلکہ ہم تمام پہاڑی کو بھی اڑا سکتے ہیں۔ اگر تمہیں جدید ترین سپر میگا ڈائنامیٹ میزائل کیپول کے بارے میں علم ہو تو وہ ہمارے پاس موجود ہیں اور پہاڑی اس کی ریج میں ہے۔ لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ یہ سب کچھ کر لینے کے باوجود ہم اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس طرح صادق چکری بھی ہلاک ہو جائے گا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں سمیت واپس چلا جاؤں اور

نہیں۔ نجانے ان کی یہاں کتنی تعداد موجود ہو گی۔ میں اس موجود ہوں۔ میرا خیال ہے ہمیں واپس جانا چاہئے اور کسی اور طریقے سے براہ راست اس بیس کیپ کے ہیلی پیڈ پر پہنچا جائے۔ سفدر نے کہا۔

نہیں۔ صادق چکری سے اگر انہوں نے سب کچھ پوچھ لیا تو وہ اسے ہلاک کر دیں گے۔ ابھی تو پرائم منسٹر کی وجہ سے ہمیں کچھ وقت مل گیا ہے۔ عمران نے کہا۔

تو پھر آپ کوئی پلان سوچیں۔ آخر یہ مشن کس طرح مکمل ہو گا۔ سفدر نے کہا۔

اگر ہمیں شاگل اور اس کے ساتھیوں کا محل وقوع معلوم ہو جائے تو ہم ان پر حملہ کر کے انہیں قابو میں کر سکتے ہیں اور پھر شاگل کی آواز میں اس کے سارے آدمیوں کو کور کیا جاسکتا ہے۔ خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن تشکیل نے کہا۔

وہ تو قریب ہی موجود ہیں لیکن مسئلہ اس الیکٹرونک آئی کا ہے۔ بہر حال اب آخری صورت یہی رہ گئی ہے کہ ہم شاگل کو گرفتاری پیش کر دیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سب ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔

وہ تو ہمیں دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دے گا۔۔۔۔۔ سفدر نے کہا۔ اس کا بندوبست کیا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

لیکن اس کا فائدہ۔۔۔۔۔ سفدر نے کہا۔

عمران صاحب نے واقعی درست سوچا ہے۔ ہم موجودہ پوزیشن

صادق چکاری کا خیال ذہن سے نکال دوں کیونکہ کوئی بھی آدمی کسی بھی خطے کی آزادی کی تحریک کے لئے ناگزیر نہیں ہوا کرتا۔ ایک صادق چکاری اگر ہلاک ہو گیا تو سینکڑوں صادق چکاری پیدا ہو جائیں گے۔ اور..... عمران نے اتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”لیکن تم نے مجھے کیوں کال کی ہے۔ جو تم چاہتے ہو کرتے رہو۔ جو ہم سے ہو سکے گا ہم کرتے رہیں گے۔ اور..... شاگل نے کہا۔

”تو پھر تمہاری رائے یہی ہے کہ ہم ترامپہاڑی اڑادیں تاکہ صادق چکاری کے ساتھ ساتھ تمہارا بیس کیمپ جس میں اتہائی زبردست ایٹمی تحقیقات ہو رہی ہیں تباہ ہو جائے۔ اوکے۔ اگر تم یہی چاہتے ہو تو ایسے ہی ہوں۔ لیکن سوچ لو۔ بعد میں جب کافرستان کے صدر کو معلوم ہو گا کہ تمہاری حماقت کی وجہ سے ایسا ہوا ہے تو پھر مجھ سے کوئی شکوہ نہ کرنا۔ اور..... عمران نے جواب دیا۔

”تو تم چاہتے کیا ہو۔ کیا تمہارا مطلب ہے کہ میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو بینڈ باجوں کے ساتھ چھوڑ کر آؤں۔ اور..... شاگل نے بری طرح جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ اب اتنی بات تو میں بھی جانتا ہوں کہ تم اتنے وسیع القلب نہیں ہو سکتے۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم ہماری واپسی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرو گے۔ اب جواب ہاں یا ناں میں دو۔ اگر تم نے ہاں میں جواب دیا تو بات آگے بڑھے گی ورنہ میں ترامپہاڑی اڑا دوں گا اور اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اور..... عمران نے کہا

تو دوسری طرف سے کچھ دیر خاموشی طاری رہی۔

”ہیلو عمران سنو۔ اگر تم واقعی واپسی میں سنجیدہ ہو تو پھر تم اپنے ساتھیوں سمیت اپنے آپ کو ہمارے سامنے سرنڈر کر دو۔ میرا وعدہ کہ تمہیں صحیح سلامت پاکیشیا پہنچا دیا جائے گا۔ اور..... شاگل نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ شاگل نے یہ بات کسی سے مشورہ کر کے کہنی ہے۔ لیکن اس کی کیا ضمانت ہے کہ تم ہمیں گرفتار کر کے گولیوں سے نہ اڑا دو گے۔ اور..... عمران نے کہا۔

”میں تمہیں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں۔ اور..... شاگل نے کہا۔

”اوکے۔ پھر سنو۔ میرے تین ساتھی تمہارے پاس آ رہے ہیں جبکہ میں یہاں پہاڑی کو نشانہ بنائے اس وقت تک موجود رہوں گا جب تک میرے تینوں ساتھی مجھے تمہارے رویہ کی رپورٹ نہیں دے دیتے۔ اور..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بھیج دو انہیں۔ اور..... شاگل نے کہا۔

”تم کہاں موجود ہو۔ اپنی پوزیشن بتاؤ اور سنو۔ اگر تم نے اپنے وہ آدمی جو سامنے پہاڑی پر موجود ہیں کو بلایا یا انہیں کوئی حکم دیا تو پلک جھپکنے میں ترامپہاڑی صفحہ ہستی سے غائب ہو جائے گی۔ اور..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہہ رہے ہو۔ ویسے ہی ہو گا۔ تم جہاں موجود ہو اس سے دائیں ہاتھ پر جو چھوٹی پہاڑی ہے میں اس کی دوسری

اپنے ہاتھ سروں پر رکھ کر کہہ اوتا کہ وہ پوری طرح مطمئن ہو جائے۔۔۔
 عمران نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر دائیں
 طرف سے وہ نیچے اتر کر اس پہاڑی پر چڑھنے لگے جس کی دوسری طرف
 شاگل موجود تھا۔ چوٹی پر پہنچ کر انہوں نے اپنے ہاتھ سروں پر رکھ لئے
 اور پھر وہ پہاڑی سے دوسری طرف اترتے ہوئے عمران کی نظروں سے
 غائب ہو گئے اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ
 بظاہر اس نے اپنے تینوں ساتھیوں کو صبحاً اور یقینی موت کے حوالے
 کر دیا تھا۔ کیونکہ شاگل کے کسی وعدے کا کوئی اعتبار نہ تھا لیکن جس
 بندگلی میں وہ پھنس کر رہ گئے تھے اس سے نکلنے کا اور کوئی طریقہ ہی باقی
 نہ رہا تھا اور اسے معلوم تھا کہ اس کے ساتھی بے پناہ صلاحیتوں کے
 مالک ہیں اور پھر شاگل کے ذہن میں ترام پہاڑی کی تباہی کا خدشہ
 بہر حال موجود تھا اس لئے عمران کسی حد تک مطمئن تھا۔

طرف نیچے وادی میں موجود ہوں۔ اور۔۔۔ شاگل نے کہا۔
 "ہمارے ساتھ کتنے آدمی ہیں۔ اور۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
 "میرے ساتھ میرا نائب رام چندر اور دو مسلح محافظ ہیں اور۔۔۔
 شاگل نے جواب دیا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ پھر واقعی تم جو کچھ کہہ رہے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ
 تم اس پر عمل کرو گے۔ میرے ساتھی بڑے آئیں گے تاکہ تم ان پر حملے
 کا الزام لگا کر انہیں ہلاک نہ کر سکو اور مجھے یقین ہے کہ تم کافرستان
 کے لئے نقصان کا باعث نہیں بنو گے۔ اور۔۔۔ عمران نے کہا۔
 "ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو گے ویسے ہی ہو گا۔ اور۔۔۔ شاگل نے
 کہا۔ اس کے لہجے میں مسرت کی جھلکی نمایاں تھی اور عمران اس
 مسرت کی وجہ سمجھتا تھا کہ وہ زندگی میں پہلی بار پاکیشیا سیکرٹ سروس
 کو گرفتار کرنے کا تصور کر کے ہی خوش ہو رہا تھا۔

"اوکے۔ اور اینڈ آل۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
 "اب باقی کام تم نے کرنا ہے۔ لیکن خیال رکھنا کہ شاگل کو ہلاک
 نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی وہاں فائرنگ ہونی چاہئے۔ اسلحہ بھی ساتھ نہ
 لے جاؤ ورنہ وہ احمق واقعی فائر کھول دے گا۔ جاؤ۔۔۔ عمران نے کہا۔
 "ٹھیک ہے عمران صاحب۔ آپ نے واقعی انتہا درجے کی ذہانت
 سے کام لیا ہے۔۔۔۔۔ سفدر نے کہا اور پھر وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔
 انہوں نے جیبوں میں موجود اسلحہ نکال کر وہیں رکھ دیا اور اس کے بعد
 وہ تیزی سے دائیں طرف کو بڑھنے لگے۔

”تو میں کب اعتماد کر رہا ہوں۔ ایک بار وہ عمران ہاتھ تو آجائے۔
پھر دیکھنا کہ میں اس کا کیا حشر کرتا ہوں“..... شاگل نے کہا۔
”ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہمیں اپنے چند آدمیوں کو سائیڈ پر بٹھا
رہنا چاہئے“..... رام چندر نے کہا۔

”ہمارے پاس دو مسلح آدمی موجود ہیں جبکہ میرے پاس اور
تمہارے پاس بھی اسلحہ ہے اور وہ نہتے ہوں گے۔ کیونکہ مجھے معلوم
ہے کہ عمران غلط بیانی نہیں کرتا“..... شاگل نے کہا تو رام چندر ایک
طویل سانس لے کر رہ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں اوپر پہاڑی سے
تین آدمی سروں پر ہاتھ رکھے نیچے اترتے ہوئے نظر آنے لگ گئے۔

”دیکھا تم نے۔ وہ سروں پر ہاتھ رکھے آرہے ہیں اور سنو۔ اب تم
نے پہلے ان کی نکاشی لینی ہے اور اس وقت تک کوئی حرکت نہیں
کرنی جب تک یہ عمران یہاں نہ آجائے“..... شاگل نے کہا۔

”یس چیف“..... رام چندر نے جواب دیا لیکن اس کے چہرے پر
تشویش اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کی نظریں ان تینوں پر
جہی ہوئی تھیں۔ اسی لمحے اس کی جیب میں سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو
اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ رائٹھور کالنگ۔ اور“..... رائٹھور کی آواز سنائی دی۔
”یس رام چندر بول رہا ہوں۔ اور“..... رام چندر نے کہا۔

”باس۔ عمران اور اس کے ساتھیوں میں سے تین افراد سائیڈ پر جا
کر پہاڑی سے نیچے اتر رہے ہیں۔ انہوں نے سروں پر ہاتھ رکھے ہوئے

شاگل نے ٹرانسمیٹر آف کیا تو اس کا چہرہ اندھیرے میں بھی
جگمگانے لگا تھا۔

”یہ ہوئی ناں بات۔ اب میں انہیں پاکیشیا کی بجائے قبر میں
پہنچاؤں گا“..... شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ یہ ہمارے لئے کوئی ٹریپ نہ ہو“..... ساتھ کھڑے رام
چندر نے تجھکتے ہوئے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو احمق آدمی۔ یہ ہمارے لئے کیسے ٹریپ ہو سکتا
ہے۔ وہ ہمارے پاس بغیر کسی اسلحے کے آرہے ہیں اور وہ اپنی شکست
تسلیم کر کے آرہے ہیں۔ اس میں کیا ٹریپ ہو سکتا ہے“..... شاگل
نے عصیلے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ یہ سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔ اس لئے ہمیں ان پر
اعتماد نہیں کرنا چاہئے“..... رام چندر نے کہا۔

ہیں اور باس۔ انہوں نے جیسوں سے اسلحہ وغیرہ نکال کر وہیں رکھ دیا تھا اور پہلے جو بیگ ان کی پشت پر لٹے ہوئے تھے وہ بھی وہیں رکھ کر آ رہے ہیں جبکہ ایک آدمی وہیں موجود ہے۔ اور۔۔۔ رانھور نے کہا۔

”جو وہاں رہ گیا ہے اس کا نام عمران ہے۔ تم اسے نظر میں رکھنا۔ ہماری اس سے بات ہوئی ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت سرنڈر کر رہا ہے۔ لیکن تم نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ اور اینڈ آل۔۔۔ رام چندر نے کہا اور ٹرانسمیز آف کر کے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ تینوں نیچے اتر کر ان کی طرف بڑھنے لگے۔۔۔“

”خبردار۔۔۔ وہیں رک جاؤ۔ پہلے میرا آدمی تم تینوں کی تلاشی لے گا۔۔۔ شاگل نے جو ایک چٹان کے نیچے اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا جینے ہوئے کہا۔

”بے شک لے لو تلاشی۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔“ ایک آواز سنائی دی۔

”جاؤ رام چندر۔ ان کی تلاشی لو۔ تم زیادہ بہتر انداز میں تلاشی لے سکتے ہو۔ ہو سکتا ہے انہوں نے کسی جیب میں اسلحہ رکھا ہوا ہو۔“

شاگل نے رام چندر سے کہا تو رام چندر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور چٹان کے نیچے سے نکل کر تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر وہ ان کی پشت پر پہنچ گیا اور اس نے واقعی انتہائی مہارت سے باری باری ان تینوں کی مکمل اور ماہرانہ انداز میں تلاشی لینی شروع کر دی۔ شاگل کی نظریں ان

پر جمی ہوئی تھیں۔

”یہ کلیئر ہیں چیف۔“ رام چندر نے نیچے ہٹتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اب تم آ سکتے ہو اور بے شک ہاتھ بھی نیچے کر لو اور رام چندر۔ تم ان کے نیچے رہو گے اور پوری طرح ہوشیار رہنا۔“ شاگل نے مطمئن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے نیچے موجود دو مسلح افراد بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ شاگل کی تیز نظریں آنے والے تینوں پر جمی ہوئی تھیں۔

”تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔“ شاگل نے کہا۔

”ہاں۔ ہم میک اپ میں ہیں لیکن آپ ہمیں ہمارے قد و قامت سے پہچان سکتے ہیں۔ آخر بے شمار بار ہمارا اور آپ کا ٹکراؤ ہو چکا ہے۔“ ایک آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا نام ہے تمہارا۔“ شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا کیونکہ قد و قامت سے بہر حال وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہی آدمی ہیں۔

”میرا نام صفدر ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں تنویر اور کیپٹن شکیل۔“ آنے والے نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے کیا سوچ کر سرنڈر کیا ہے۔ کس منصوبے کے تحت۔ تم لوگوں نے آج تک تو پہلے کبھی اس طرح سرنڈر نہیں کیا۔“ شاگل نے کہا۔

اس بار ہم بندگی میں پھنس گئے ہیں۔ اب دور رستے تھے۔ ایک تو یہ کہ ہم یہاں سے واپس چلے جائیں اور صادق چکاری کو اس کے حال پر چھوڑ دیں۔ دوسرا راستہ یہ کہ ہم اس سالم ترام پہاڑی کو ہی اڑادیں اور عمران صاحب نے واپسی کا فیصلہ کیا ہے۔ صفر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

سنو۔ تم مجھے شاید احمق سمجھتے ہو۔ لیکن میں احمق نہیں ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ اگر عمران کے پاس ایسا اسلحہ ہوتا کہ جس سے وہ اتنی بڑی پہاڑی تباہ کر سکتا تو یقیناً وہ ایسا کر گزرتا اس طرح اسے وہ فائدے ہوتے۔ ایک تو یہ کہ کافرستان کو بے پناہ نقصان پہنچ سکتا اور دوسرا یہ کہ وہ صادق چکاری بھی ہلاک ہو جاتا۔ اس طرح وہ کچھ نہ صادق چکاری سے معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ معلوم نہ کر سکتے۔ تم چونکہ چاروں طرف سے پھنس چکے تھے اس لئے تم نے یہ گیم کھیلی ہے کہ یہاں آکر تم مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دو اور پھر عمران میری آواز میں باقی آدمیوں کو ہلاک کر دے اور اس کے بعد تم لوگ اطمینان سے بیس کیمپ میں داخل ہو جاؤ۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں شاگل نے کہا تو صفر کے ساتھ ساتھ ان تینوں کے پیچھے کھڑے ہوئے رام چندر کے چہرے پر بھی شاگل نے حیرت کے نمایاں تاثرات دیکھے۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے مسٹر شاگل۔ یہاں پاور ہجنسی کی مادام رہیگا اور اس کے مسلح ساتھی بھی موجود ہیں اور ان کی موجودگی میں

ظاہر ہے اگر ہم یہ پلان بناتے تو یہ ہماری حماقت ہوتی صفر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ریکھا اور اس کے ساتھی تو بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اس سے وہ تمہارے لئے کیا خطرہ بن سکتے ہیں۔ شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

تو پھر تم کیا چاہتے ہو۔ کیا ہم واپس چلے جائیں یا ترام پہاڑی واقعی اڑادی جائے۔ صفر نے اس بار قدرے ہلکے پھلکے جواب میں کہا۔

تم یہاں نہ نذر کرنے آئے ہو۔ اس لئے تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالی جائیں گی اور پھر عمران کو تم نے یہاں بلانا ہے۔ اگر واقعی تم نہ نذر کر لیا تو میرا وعدہ کہ تمہیں بحفاظت پاکیشیا پہنچا دیا جائے گا۔ شاگل نے کہا۔

نھسک ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جب ہم نے سر نذر ہی کرنا ہے تو پھر جو تم چاہو وہی ہوگا۔ صفر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تو پھر اپنے ہاتھ عقب میں کر لو۔ شاگل نے کہا تو صفر نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے عقب میں کر لئے۔ اس کے ہاتھ پیچھے کرتے ہی اس کے دونوں ساتھیوں نے بھی اپنے اپنے ہاتھ پیچھے کر لئے۔

رام چندر۔ ان تینوں کے ہاتھوں میں کلپ ہتھکڑیاں ڈال دو۔ شاگل نے کہا۔

دی۔ فریکوئسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔
 - ہیلو ہیلو۔ شاگل کالنگ۔ اور۔ شاگل نے بار بار کال دیتے

ہوئے کہا۔
 - میں علی عمران انڈنگ یو۔ اور۔ عمران کی آواز ٹرانسمیٹر
 سے بنائی دی۔

- تمہارے تینوں ساتھی یہاں پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے سرنڈر کر
 دیا ہے اور یہ بھی سن او کہ مجھے خطرہ تھا کہ کہیں یہ تمہاری کوئی چال نہ
 ہو۔ اس لئے میں نے ان تینوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈاوا دی ہیں
 اور یہ سب کچھ زبردستی نہیں ہوا بلکہ تمہارے ساتھیوں نے ایسا اپنی
 مرضی سے کیا ہے۔ اور۔ شاگل نے کہا۔

- میری بات میرے ساتھیوں سے کراؤ۔ اور۔ دوسری طرف
 سے عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو شاگل نے ٹرانسمیٹر صفدر کے
 منہ کے قریب کیا اور بٹن آن کر دیا۔

- ہیلو۔ صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ شاگل اور اس کے
 ساتھیوں کا رویہ درست ہے۔ شاگل صاحب نے خدشہ ظاہر کیا تھا کہ
 یہ کوئی ہماری چال ہے اس لئے ہم نے ان کی تسلی کے لئے ہتھکڑیاں
 پہننا گوارا کر لی ہیں۔ اور۔ صفدر نے کہا۔

- اؤکے۔ ٹھیک ہے۔ جب سرنڈر کر ہی دیا تو پھر نخرہ کیا کرنا۔ میں
 آ رہا ہوں۔ اور اینڈ آل۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے
 ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

- میں چیف۔ ان کے پیچھے کھڑے رام چندر نے کہا اور پھر اس
 نے اپنی بیلٹ سے لٹکی ہوئی کھپ ہتھکڑیاں اتار کر ایک ایک کر کے
 ان تینوں کے ہاتھوں میں ڈال دیں تو شاگل نے بے اختیار ایک طویل
 سانس لیا۔ اس کے دل میں واقعی مسرت کا طوفان سا اٹھ آیا تھا کیونکہ
 یہ واقعی اس کی زندگی کا پہلا واقعہ تھا کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
 ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالنے میں کامیاب ہوا تھا۔ لیکن اس نے اپنی اس
 مسرت کو بڑی مشکل سے دبایا کیونکہ ابھی عمران کا مرحلہ باقی تھا اور
 شاگل کے نقطہ نظر سے یہ سب سے کٹھن مرحلہ تھا کہ اس شیطان کے
 ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر وہ اسے بے بس کر سکے اور پھر شاید اس کی
 زندگی کی سب سے بڑی حسرت بھی تھی۔ اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر
 نکالا۔

- عمران کی فریکوئسی کیا ہے۔ شاگل نے صفدر سے پوچھا۔
 - اس کی موجودہ سپیشل فریکوئسی ہی بتائی جاسکتی ہے۔ صفدر
 نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فریکوئسی بتادی۔
 - موجودہ اور سپیشل کا کیا مطلب۔ کیا یہ اس کی ذاتی فریکوئسی
 نہیں ہے۔ شاگل نے حیران ہو کر کہا۔

- نہیں۔ اس کے پاس جو خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر ہے وہ
 سپیشل ساخت کا ہے جس پر ہنگامی طور پر کوئی بھی فریکوئسی ایڈجسٹ
 کی جاسکتی ہے۔ صفدر نے کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا
 اور پھر صفدر کی بتائی ہوئی فریکوئسی ٹرانسمیٹر پر ایڈجسٹ کرنی شروع کر

دوسری طرف سے کہا گیا۔

اپ کو کال کیا ہے۔ اور

رام چندر۔ ان تینوں کو ادھر چٹان کے ساتھ بکھرا کر دوڑا۔

اب اس عمر ان کا استقبال کرنا ہے اور وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اس نے ہم سب اس وقت تک پوری طرح ہوشیار رہیں گے جب تک وہ مکمل طور پر اپنے آپ کو ہمارے سامنے سر نہ کر دے۔ شاگل نے کہا۔

یس چیف۔ رام چندر نے کہا اور پھر رام چندر نے صفدر اور اس کے ساتھیوں کو ایک طرف چٹان کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ ان تینوں کی پشت چٹان کی طرف تھی۔ جبکہ شاگل ایک طرف کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ دو مسلح آدمی تھے اور رام چندر دوسری طرف موجود تھا۔ رام چندر بھی خالی ہاتھ تھا۔ اس لمحے رام چندر کی جیب سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو اس نے جلدی سے جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور نیچے اس کا بٹن آن کر دیا۔

ہیلو ہیلو۔ سورن رام بول رہا ہوں۔ اور ایک آواز سنائی دی۔

یس۔ رام چندر رائٹنگ یو۔ اور۔ رام چندر نے کہا۔
باس۔ پہلے تین آدمی سر پر ہاتھ رکھے نیچے اترے لیکن چونکہ آپ کی طرف سے کوئی کاشن نہ ملا تھا اس لئے ہم خاموش رہے۔ اب ایک اور آدمی نیچے اترنے والا ہے لیکن اس کے ہاتھ سر پر نہیں ہیں بلکہ اس نے دونوں ہاتھوں میں سیاہ رنگ کے بیگ پکڑے ہوئے ہیں اور ایک بیگ اس کے کاندھے سے بھی لٹک رہا ہے۔ اس لئے میں نے

سنو سورن رام۔ یہ عمر ان اور اس کے ساتھی ہیں لیکن انہوں نے اپنے آپ کو چیف کے سامنے نہ نڈر کر دیا ہے۔ اس لئے اب تم نے اس وقت تک کوئی ایکشن نہیں لینا۔ جب تک واضح طور پر تمہیں کوئی حکم نہ دیا جائے۔ اور۔ اینڈ آل۔ رام چندر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر دیا لیکن بٹن آف کرتے ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بار نیچے سیٹی کی آواز سنائی دی تو رام چندر نے دوبارہ بٹن آن کر دیا۔

ہیلو۔ امیور ڈائٹ۔ اور۔ ایک آواز سنائی دی۔

یس۔ رام چندر رائٹنگ یو۔ اور۔ رام چندر نے کہا۔

باس۔ سہوٹی پہ۔ وجود آخری آدمی بیگ اٹھائے اس راستے سے نیچے آنے والا ہے جس راستے سے پہلے تین آدمی اترے تھے۔ اور۔ رائٹنگ نے کہا۔

باس۔ مجھے معلوم ہے سنو۔ اب انہوں نے چیف کے سامنے اپنے آپ کو سر نہر کر دیا ہے اس لئے اب کسی چیکنگ کی ضرورت نہیں رہی۔ تم چیکنگ آف کر دو۔ اور اینڈ آل۔ رام چندر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ اب دور سے عمر ان نیچے اترتا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے واقعی ایک بیگ کاندھے سے لٹکایا ہوا تھا جبکہ دو بیگ اس نے دونوں ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے تھے۔ گلے میں نائٹ ٹیلی سکوپ

لٹکانی ہوئی تھی۔

شاگل بڑی مسرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ یہ وہی عمران تھا جسے بلاک کر نایا گرفتار کر نایا کم از کم شکست دینا شاگل کی زندگی کی سب سے بڑی حسرت تھی اور یہی عمران اب اس کے سامنے نہ نذر کرنے آ رہا تھا۔ جیسے جیسے عمران آگے بڑھ رہا تھا شاگل کا دل بلیوں اچھلنے لگا تھا۔

مسٹر شاگل۔ مجھے یقین ہے کہ تم اپنے وعدے کا پاس کرو گے۔ اچانک صفدر کی آواز سنائی دی تو شاگل بے اختیار چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

کیا مطلب۔ اچانک کھڑے کھڑے تمہیں یہ بات کیسے یاد آگئی۔ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

تمہارے ساتھ کھڑے ہوئے دونوں آدمیوں نے مشین گنیں عمران کی طرف اٹھائی ہوئی ہیں۔ صفدر نے کہا۔

اوہ۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ عمران واقعی یہی سمجھے گا کہ میری نیت میں کھوٹ ہے۔ شاگل نے چونک کر کہا اور مز کر اس نے اپنے دونوں مسلح ساتھیوں کو مشین گنیں کندھوں سے اٹکا لینے کا حکم دیا تو ان دونوں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں کندھوں سے اٹکا لیں۔

مسٹر رام چندر۔ تم بھی جیب سے ہاتھ باہر نکال لو۔ ہمیں معلوم ہے کہ تمہاری جیب میں اسلحہ موجود ہے۔ اس بار صفدر نے رام

چندر سے مخاطب ہو کر کہا۔ ہاتھ باہر نکال اور رام چندر اور کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جس سے عمران کو کسی قسم کا شک پڑ سکے۔ جب وہ خود نہ نذر کرنے کے لئے آ رہا ہے تو پھر اس کی نگرانی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں رام چندر سے کہا۔

یس چیف۔ رام چندر نے کہا اور ہاتھ جیب سے باہر نکال لیا۔ اب عمران کافی نیچے اتر چکا تھا۔

رک جاؤ اور اپنا سامان وہیں رکھ دو عمران۔ پہلے میرا آدمی تمہاری جامہ تلاشی لے گا۔ شاگل نے یقین جیتے ہوئے لہجے میں کہا۔

بے حد شکریہ۔ میں تو خود ان بیگوں کو اٹھائے اٹھائے بری طرح تھک گیا ہوں۔ مجھے تو یوں لگ رہا تھا جیسے میں پرائمری سکول کا طالب علم ہوں اور بستے اٹھائے ہوئے ہوں۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ آج کل پرائمری سکول کے بچوں کے بستے اتنے بھاری ہو چکے ہیں کہ انہیں اٹھا کر سکول جاتے اور آتے ہوئے بچاروں کی حالت تباہ ہو جاتی ہے۔ عمران نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے بیگز نیچے رکھ کر کاندھے سے اٹکا ہوا بیگ بھی اتار کر نیچے رکھتے ہوئے کہا۔

رام چندر۔ اس کے عقب میں جاؤ اور پوری احتیاط سے تلاشی لینا۔ شاگل نے رام چندر سے مخاطب ہو کر کہا۔

یس چیف۔..... رام چندر نے کہا اور پھر وہ واقعی بڑے محتاط انداز میں چکر کاٹ کر عمران کے عقب میں پہنچا۔

ارے پشت پر تو کوئی جیب نہیں ہے۔ اس نے سامنے اڑ کر
 عمران نے کہا اور دوسرے لمحے رام چندر چیختا ہوا گھوم کر عمران کے
 سامنے آگیا۔ اسی لمحے شاگل نے بھی ایک لمحے کے لئے دیکھا کہ عمران
 کے تینوں ساتھی بھلی کی سی تیزی سے اچھل کر اس کے اور اس کے
 ساتھیوں کی طرف آئے اور پھر اس سے پہلے کہ شاگل کچھ سمجھتا۔ اسے
 یوں محسوس ہوا جیسے وہ ہوا میں اڑتا جا رہا ہے۔ اس کے حق سے بے
 اختیار چمٹ نکلی اور پھر جیسے ہی اس کا جسم نیچے کی طرف آیا اس کے سینے پر
 زوردار ضرب پڑی اور شاگل کے ذہن پر جیسے یکجہت اندھیرا سا چھا گیا۔
 مکمل اندھیرا اور اس کا ذہن جیسے اس اندھیرے میں ڈوب سا گیا۔

صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل نے چٹان کی طرف اپنی پشت ہوتے
 ہی انگلیوں کی مدد سے ہلپ ہلکڑیاں کھول لی تھیں اور اب انہوں نے
 انہیں ہاتھوں میں ہی سنبھال رکھا تھا۔ صفدر نے اپنے ساتھیوں کی
 طرف دیکھا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران اوپر سے
 نیچے اترتا دکھائی دے رہا تھا۔ اب صفدر کے لئے دو مسئلے تھے۔ ایک تو
 شاگل کے دونوں محافظ جنہوں نے مشین گنیں ہاتھوں میں اٹھائی ہوئی
 تھیں اور ان مشین گنوں کا رخ عمران کی طرف تھا اور وہ بے حد چوکنا
 نظر آ رہے تھے۔ چونکہ شاگل اور اس کے مسلح محافظ ان سے تھوڑے
 فاصلے پر تھے اس لئے صفدر سمجھتا تھا کہ حملہ کے وقت یہ تربیت یافتہ
 محافظ ان پر فائر بھی کھول سکتے ہیں اور نہ صرف اس فائرنگ کی آوازیں
 ان پہاڑیوں میں گونج اٹھیں گی بلکہ وہ خود یا اس کا کوئی ساتھی زخمی یا
 ہلاک بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ رام چندر کا ایک ہاتھ بھی اس کی

گئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اب ایکشن کا وقت آگیا ہے۔ اسی لمحے عمران نے مخصوص انداز میں سر جھٹکا اور یہ تینوں اس کا ایکشن میں آنے کا مخصوص اشارہ سمجھ کر ایکشن کے لئے پوری طرح تیار ہو گئے۔ اب انہوں نے شاگل اور اس کے دو ساتھیوں کو کور کرنا تھا کیونکہ رام چندر کو عمران آسانی سے خود ہی کور کر سکتا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ عمران نے اچانک ذرا سا گھوم کر رام چندر کو بازو سے پکڑا اور اچھال کر اسے اپنے سامنے کر لیا۔ اسی لمحے صفدر اور اس کے ساتھیوں نے شاگل اور اس کے دونوں ساتھیوں کی طرف چھلانگیں لگا دیں پھر صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے شاگل کو اٹھا کر ہوا میں اچھالا اور پھر جیسے ہی اس کا جسم نیچے آیا۔ صفدر نے مخصوص انداز میں اس کے سینے پر تھپکی دی اور شاگل چیمٹا ہوا پلٹ کر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا جبکہ اس دوران اس نے دیکھ لیا تھا کہ تنویر اور کیپٹن شکیل نے مسلح محافظوں کی گردنیں انہیں مخصوص انداز میں اچھال کر نیچے پھینکتے ہوئے توڑ دی تھیں۔ رام چندر کا بھی یہی حال ہوا تھا۔ عمران نے ایک لمحے میں اس کی گردن توڑ دی تھیں۔ یہ سب کچھ واقعی چند لمحوں میں ہو گیا اور سچو نیشن بدل دی گئی تھی۔ اب وہاں تین لاشیں موجود تھیں اور شاگل بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

”گڈ شو.....“ عمران نے کہا اور اطمینان سے آگے بڑھ آیا۔

”عمران صاحب۔ رام چندر نے ہی ٹرانسمیٹر کالیں وصول کی تھیں۔“ صفدر نے کہا۔

جیب میں تھا اور جیب کا ابھار بتا رہا تھا کہ اس جیب میں ریوالور موجود ہے اور صفدر نے اس لئے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈلوادی تھیں کہ ایک تو اسے علم تھا کہ وہ اور اس کے ساتھی جب چاہیں آسانی سے یہ ہتھکڑیاں کھول سکتے ہیں۔ دوسرا جب وہ نیچے پہنچے تھے تو شاگل اور اس کے ساتھیوں کی پوزیشن ایسی تھی کہ وہ ان پر حملہ کر کے بغیر ہتھیاروں کے انہیں اس طرح کور نہ کر سکتے تھے کہ وہ کور بھی ہو جائیں اور فائرنگ بھی نہ ہو۔ اس لئے صفدر نے موقع لئے کے ہتھکڑیاں پہن لینے پر آمادگی ظاہر کر دی تھی۔ اب عمران نیچے اتار دکھائی دے رہا تھا جبکہ اس دوران رام چندر نے ٹرانسمیٹر پر دو کالیں وصول کی تھیں۔ ایک شاید ان کے آدمی کی طرف سے تھی جبکہ دوسری یقیناً اس چیکنگ آئی کے ذریعے انہیں چیک کرنے والے کی تھی اور رام چندر ان دونوں کو ہدایت کر چکا تھا۔ اس لئے صفدر کو اب ان دونوں کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا پھر صفدر نے شاگل کو کہہ کر اس کے مسلح ساتھیوں کی مشین گنیں ان کے کاندھوں سے لٹکوا دیں اور رام چندر کا ہاتھ بھی اس کی جیب سے لٹکوا دیا۔ اس لئے اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ عمران کے یہاں پہنچتے ہی وہ ایکشن مکمل کر لیں گے۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور آنکھیں جھپکا کر انہیں آئی کوڈ میں ان تک پیغام پہنچا دیا کہ وہ ایکشن کے لئے پوری طرح تیار رہیں۔ پھر عمران نے وہاں پہنچ کر بیگ نیچے رکھے تو شاگل نے رام چندر کو عمران کی تلاشی لینے کے لئے بھیج دیا اور صفدر کے اعصاب تن سے

کیا کہا گیا تھا ان میں عمران نے چونک کر پوچھا تو صفدر نے کالوں کو دوہرا دیا۔

یہ تو اچھا ہوا۔ اب ہم اس الیکٹرونک آئی سے تو بچ گئے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران صاحب۔ شاگل نے بتایا ہے کہ ریکھا اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ کیپٹن تنگیوں نے کہا۔

وزیرین گند۔ پھر تو یقیناً معاملات ہماری فیور میں ہوتے جا رہے ہیں عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہی عمران صاحب۔ آپ کا یہ اقدام میرے نزدیک بے حد سہمی تھا لیکن آپ واقعی شاگل کی نفسیات کو اتنی طرح سمجھتے ہیں۔ اس سے آپ کی پلاننگ کا سیلاب ہو گئی ہے اور کم از کم اب ہم اس بند گلی سے تو نکل آئے ہیں۔ صفدر نے کہا۔

ابھی تو بند گلی کے صرف چوکیدار تک پہنچے ہیں اور ابھی اس بند گلی کا بند دروازہ کھولنا باقی ہے۔ پہلے تم اس شاگل کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دو اور پھر اسے ہوش میں لے آؤ تاکہ اس سے اس کے آدمیوں کی فریڈنسی معلوم کر کے انہیں کور کیا جاسکے۔ عمران نے کہا تو صفدر جس نے اپنی اتاری ہوئی ہتھکڑی کو جیب میں ڈال لیا تھا۔ جیب سے ہتھکڑی نکالی اور آگے بڑھ کر اس نے بے ہوش پڑے ہوئے شاگل کو منہ کے بل کر کے اس کے دونوں بازو غائب میں کئے اور پھر ان میں ہتھکڑی ڈال دی۔

اب اسے اٹھا کر کسی چٹان کے سہارے بٹھا دو اور پھر اسے ہوش میں لے آؤ اور تنویر اور کیپٹن تنگیوں۔ تم دونوں اسلحہ لے کر دونوں اطراف میں رہو اور چیک کرو ایسا نہ ہو کہ اچانک کوئی آجائے۔ عمران نے صفدر کے ساتھ ساتھ تنویر اور کیپٹن تنگیوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور وہ دونوں مشین گنیں اٹھا کر مخالف سائیڈوں میں چلے گئے جبکہ صفدر نے بے ہوش شاگل کو اٹھا کر ایک چٹان کے ساتھ اس طرح بٹھا دیا کہ اس کے دونوں اطراف میں بھی چٹانیں تھیں۔ اس طرح وہ پھنس گیا تھا اور اسے سہارا دے کر بٹھانے رکھنے کی ضرورت نہ رہی تھی۔ پھر صفدر نے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ بعد ازاں اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو صفدر نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ گیا۔

وہ نراسمیا جس پر رام چندر نے کالیں وصول کی تھیں وہ کہاں ہے؟ عمران نے صفدر سے پوچھا۔

وہ تو اس رام چندر کی جیب میں ہے۔۔۔ صفدر نے کہا۔

وہ لے آؤ۔ عمران نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا مڑا اور ایک طرف پڑی ہوئی رام چندر کی لاش کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے شاگل نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ بعد ازاں اس کی آنکھوں میں دھند سی چھائی رہی اور پھر جیسے ہی اس کا شعور پوری طرح بیدار ہوا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دونوں اطراف میں پھنسے ہوئے اور

ایک بھی ہوتا تو وہ تم چاروں کے لئے کافی تھا۔ بہر حال تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر ایسا بدترین جرم کیا ہے جس کی سزا موت کے علاوہ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی اور تمہارا نائب رام چندر اور تمہارے دونوں مسلح ساتھیوں کو اس کی سزا دی بھی جاتی ہے۔ اب تم رہ گئے ہو۔ تمہیں اس لئے فوری طور پر ہلاک نہیں کیا گیا کیونکہ میں چاہتا تھا کہ تمہیں ہوش میں لا کر تمہیں تمہارے جرم سے آگاہ کر دیا جائے۔ اس کے بعد تمہیں موت کی سزا دی جائے۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

”کیا۔ کیا۔ تم مجھے ہلاک کر دو گے۔“ شاگل کو شاید پہلی بار عمران کے لہجے کی سرد مہری سے اندازہ ہوا تھا کہ عمران واقعی ایسا کر سکتا ہے۔

”ہاں۔ میں نے آج تک تمہیں اس لئے چھوڑ دیا تھا کہ تم ہمارے خلاف کام کرتے ہوئے اپنے ملک کی طرف سے اپنا فرض نبھاتے تھے اور تم سیکرٹ سروس کے چیف بھی ہو لیکن اب تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی توہین کر کے پورے پاکیشیا کی توہین کی ہے اور اس کی سزا موت ہے۔“ عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

”اور تم نے جو میرے آدمی مار دیئے ہیں اور میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی ہیں۔ کیا یہ کافرستان کی توہین نہیں ہے اور کافرستان پاکیشیا سے بہر حال بڑا ملک ہے۔“ شاگل نے یکفخت کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

ہاتھ عقب میں بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ اس کے مزے مسلسل کراہیں نکل رہی تھیں۔ ظاہر ہے وہ سینے پر چوٹ کھا کر بے ہوش ہوا تھا اس لئے ہوش میں آنے کے بعد سینے میں تکلیف تو بہر حال موجود تھی۔

”تم کراؤ کیوں رہے ہو۔ کیا زیادہ تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔“ عمران نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا تو شاگل نے بے اختیار سامنے کھڑے ہوئے عمران پر نظریں جمادیں۔ اس کا جبرہ یکفخت غصے کی شدت سے تھمتا سا اٹھا۔

”تم۔ تم کہنے۔ گھنیا آدمی۔ تم نے بد عہدی کی۔ میں نے تم پر اعتماد کیا لیکن تم نے۔“ شاگل نے یکفخت غصے کی شدت سے چیخنے ہوئے کہا۔

”اس طرح چیخنے سے واقعی سینے کی تکلیف ختم ہو جائے گی۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ بد عہدی تم نے کی کہ میرے تینوں آدمیوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دیں۔ تمہارا کیا خیال تھا کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر خود بچ جاؤ گے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ تو مجھے تم پر شک تھا اس لئے۔ لیکن میں نے تمہارے ساتھیوں کو ہلاک تو نہیں کیا تھا حالانکہ میں چاہتا تو ایک لمحے میں انہیں ذہیر کر سکتا تھا۔“ شاگل نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

”تمہاری غلط فہمی ہے شاگل۔ یہ تو تین تھے اگر ان میں سے

Admin@www.hibuddiez.com

او کے۔ بہر حال تم نے یہ جواز پیش کر کے اپنے زندگی تو بحالی ہے لیکن تمہیں اس توہین کا بدلہ دینا ہوگا جو تم نے اپنے آدمیوں کے سامنے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر کی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ساتھی یہاں قریب ہی ایک پہاڑی پر موجود ہیں جن کے لیڈر کا نام سورن رام ہے۔ میں نے انہیں حرکت کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے ہمیں تمہارے پاس آنا پڑا۔ اب تم اس سورن رام کی فریکوئنسی بتا دو تاکہ میں اسے بتا سکوں کہ ان کا چیف شاگل ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈلوائے ان کے پاس پہنچ رہا ہے۔ اس طرح تمہارے آدمی تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں دیکھ لیں گے اور توہین کا بدلہ بھی اتر جائے گا۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو شاگل کی آنکھوں میں لگت چمک سی ابھرائی اور اس نے جلدی سے فریکوئنسی بتا دی۔ عمران اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ شاگل کیا سوچ رہا ہے اور اس نے کیوں اس قدر جلد فریکوئنسی بتا دی ہے۔ شاگل نے سوچا تھا کہ سورن رام کو جب عمران کال کرے گا تو لامحالہ وہ سمجھ جائے گا کہ میں اس کی قید میں ہوں اور پھر وہ اپنے آدمیوں سمیت یہاں پہنچ جائے گا۔

صفر۔ شاگل کا ٹرانسمیٹر اس کی جیب میں ہوگا۔ وہ نکال کر مجھے عمران نے کہا تو صفر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا باکس ہٹا کر ٹرانسمیٹر جو اس نے رام چندر کی جیب سے نکالا تھا۔ عمران کے ہاتھوں میں دے دیا اور خود وہ شاگل کی طرف بڑھ گیا۔ عمران غور سے اس مخصوص

ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلتی تھی۔

اوہ۔ اس کا منہ بند کرو۔ ہو سکتا ہے کہ یہ سورن رام کی کال ہو۔ عمران نے کہا اور تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا جبکہ صفر نے جو جھک کر شاگل کی جیب سے ٹرانسمیٹر نکال رہا تھا۔ اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے بند کر دیا۔

ہیلو ہیلو سورن رام کا ٹنگ۔ اور۔ ایک آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

یہ شاگل انڈنگ یو۔ اور۔ عمران نے شاگل کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

اوہ چیف آپ۔ میں سمجھا باس بات کرے گا۔ میں نے اس نے نال کی ہے چیف کہ اشوک نے دور بین کی مدد سے آپ کی پہاڑی پر ایک اجنبی کو مشین گن تھامے ایک چٹان کی اوٹ میں جاتے ہوئے چمک کیا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ معاملات گڑ بڑ نہ ہو گئے ہوں گو میں نے اسے بہت سمجھایا کہ جہاں چیف اور باس دونوں موجود ہوں وہاں کیا گڑ بڑ ہو سکتی ہے لیکن وہ نہیں مان رہا تھا اس لئے مجھے مجبوراً کال کرنی پڑی۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

تمہیں پہلے رام چندر نے بتایا نہیں تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ معاملات طے ہو گئے ہیں پھر کیسا خطرہ نائنسنس۔ کیا اس اشوک کا خیال ہے کہ میں احمق ہوں نائنسنس۔ اور۔ عمران

نے شاگل کے انداز میں ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آئی ایم سوری چیف۔ اور۔۔۔ سورن رام کی کھی ہوئی آواز

سنائی دی۔

”سنو۔ اب تم ایسا کرو کہ اپنے تمام ساتھیوں کو ساتھ لے کر ترام

پہاڑی کے دامن میں پہنچ جاؤ۔ ہم وہیں آ رہے ہیں۔ اور۔۔۔ عمران

نے کہا۔

”یس چیف۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے

اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا تو صفدر اپنا ہاتھ شاگل کے منہ

سے ہٹا کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر شاگل کی جیب سے نہ نکالا

تھا۔ ظاہر ہے کہ اب اس کی ضرورت نہ رہی تھی۔

”تم نے میرے ساتھیوں کو ترام پہاڑی کے دامن میں کیوں بلوایا

ہے۔ شاگل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”تاکہ تمہیں وہاں اس حالت میں بھجوا کر ہم تمہارا تماشہ دیکھ

سکیں۔ بتاؤ کتنی تعداد ہے تمہارے ساتھیوں کی۔ دس ہیں کہ بارہ۔۔۔

عمران نے کہا۔

”پینتیس آدمی ہیں۔۔۔ شاگل نے جواب دیا اور عمران نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔

”صفدر۔ اس کا خیال رکھنا۔ میں آ رہا ہوں۔۔۔ عمران نے کہا اور

تیزی سے اس طرف بڑھ گیا جہاں تنویر گیا تھا اسے معلوم تھا کہ شاگل

کے آدمیوں نے تنویر کو ہی چمک کیا ہوگا کیونکہ تنویر ایسے معاملات

میں زیادہ محتاط رہنے کا عادی نہیں تھا اور پھر اس نے تنویر کو ایک

چٹان کی اوٹ میں کھڑے دیکھ لیا۔

”تنویر۔۔۔ عمران نے کہا تو تنویر گھوم کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”تمہیں اس چٹان کی اوٹ میں ہوتے ہوئے شاگل کے آدمیوں

نے چمک کر لیا ہے۔ انہوں نے کال کی تھی لیکن میں نے شاگل کی آواز

میں انہیں تسلی دے دی ہے اور ساتھ ہی کہہ دیا ہے کہ وہ تمام لوگ

ترام پہاڑی کے دامن میں پہنچ جائیں۔ شاگل ان کی تعداد پینتیس بتاتا

ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے کچھ کم یا زیادہ ہو لیکن بہر حال پچاس سے زیادہ نہیں

ہوں گے اور تمہارے بیگ میں بلیوز ریز گن موجود ہے وہ لے لو اور

کیپٹن تشکیل کو ساتھ لے کر اس طرح ترام پہاڑی کی طرف جاؤ کہ وہ

لوگ تمہیں چمک نہ کر سکیں۔ جب یہ سب وہاں پہنچ جائیں تو ان

سب پر بلیوز ریز گن سے فائر کر دو۔ میں اس دوران شاگل سے دیکھا اور

اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلوم کر لوں گا تاکہ انہیں بھی کور

کر لیا جائے۔ اس کے بعد ہم اطمینان سے اس بیس کیمپ میں داخل

ہونے کا کوئی پلان بنا سکیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ یہ

کام واقعی اس کے مطلب کا تھا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

آگے آنے والے نے مسکرا کر کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ دونوں اس مشین کی طرف بڑھ گئے۔

”کیا مطلب۔ میں تمہاری بات سمجھا نہیں۔ ویسے تم مجھے کیسے جانتے ہو؟“ صادق چکاری نے کہا۔

تمہاری ذہانت کے قصبے پوری کافرستانی فوج میں پھیلے ہوئے ہیں اور تم نے اپنی ذہانت سے اس جدید ترین مشین کو بھی ناکام کر دیا ہے۔ کرنل پر شاد کا خیال تھا کہ وہ اس جدید ترین مشین سے تمہارے ذہن سے سب کچھ ریکارڈ کر لے گا لیکن تم نے اپنے ذہن کو مکمل بلیٹک کر کے مشین کو بے بس کر دیا۔ اس آدمی نے جب اس کے دونوں ساتھی اس مشین کو دھکیلے ہوئے اس خلا کی طرف لے جا رہے تھے جس خلا سے وہ اندر داخل ہونے تھے۔

تمہارا کیا نام ہے؟ صادق چکاری نے اس سے پوچھا۔
میرا نام رامانند ہے کیپٹن رامانند۔ میں یہاں کی مشین بنی ہوں
انچارج ہوں اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مجھے ان زنجیروں سے آزاد کر کے کسی کرسی پر بٹھا دو بے شک کرسی سے مجھے جکڑ دو تا کہ میرے پاؤں اور ٹانگوں کو تو کچھ آرام مل جائے ورنہ اس حالت میں تو میرے جسم کا ریشہ ریشہ دکھنے لگا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس تکلیف کی وجہ سے ہی میں ختم ہو جاؤں“ صادق چکاری نے کہا۔

”تم نے دراصل فرار ہونے کی کوشش کر کے اپنا اعتماد ختم کر دیا

صادق چکاری کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک تو اس کا ذہن ماؤف سا رہا لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا ذہن صاف ہوتا چلا گیا۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا تو اس نے اپنے آپ کو ویسے ہی زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھا لیکن ساتھ ہی ایک طرف پڑی ہوئی بڑی سی مشین کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ وہ اس مشین کو پہچانتا تھا۔ یہ اشعور کی چیکنگ کرنے والی مشین تھی۔

”اوہ۔“ کہیں انہوں نے اس مشین کے ذریعے مجھ سے سب کچھ معلوم تو نہیں کر لیا۔“ صادق چکاری نے چونک کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن اسی لمحے چٹان ایک طرف ہٹی اور یکے بعد دیگرے تین آدمی اندر داخل ہوئے۔

”تمہیں ہوش آگیا۔ ویسے تم واقعی صادق چکاری ہو۔ جیسا تمہارے متعلق سنا تھا تم ویسے ہی ثابت ہوئے ہو۔“ سب سے

ہے۔ ویسے ایک بات ہے تم نے ریفریجریٹر کے بلب کے سالٹ کے اندر سکھ رکھ کر ایسی ذہانت سے کام لیا ہے کہ ہم یقیناً تمہاری ذہانت کی داد دینے پر مجبور ہو گئے تھے۔ تم نے پورے بیس کیمپ کا نظام پلٹ کر رکھ دیا تھا۔ کیپٹن رامانند نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی سے تم سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے کرسی پر جکڑ دو لیکن کم از کم ان زنجیروں سے آزادی دلا دو۔ صادق چکری نے کہا۔

ایک شرط پر ایسا ہو سکتا ہے کہ تم وعدہ کرو کہ اب تم فرار ہونے کی کوشش نہیں کرو گے۔ کیپٹن رامانند نے کہا۔

جب میں جکڑا ہوا ہوں گا تو کیسے فرار ہو جاؤں گا۔ ویسے میرا وعدہ کیونکہ میں نے چمک کر لیا ہے کہ یہاں سے فرار ہونا ناممکن ہے۔ صادق چکری نے کہا۔

اوکے۔ میں اس کا بندوبست کرتا ہوں۔ کیپٹن رامانند نے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا اور اس کے باہر جاتے ہی خلا پر ہو گیا اور صادق چکری نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کی نظریں دیوار میں نصب اس ساکٹ پر جمی ہوئی تھیں جس میں اس مشین کا تار منسلک کیا گیا تھا۔ اس کا ذہن فوری طور پر نئی منصوبہ بندی کرنے میں مصروف تھا لیکن پھر اچانک اسے چھت سے کھٹاک کھٹاک کی یکے بعد دیگرے دو آوازیں سنائی دیں اور اس نے چونک کر چھت کی طرف دیکھا۔ دوسرے لمحے چھت میں کھلے ہوئے دو خانوں میں سے سرچ لائٹس نمایاں باہر نکلیں اور پھر گھوم کر اس انداز میں

ایڈجسٹ ہو گئیں کہ ان لائٹوں کا رخ دیوار کے ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوئے صادق چکری کی طرف ہی تھا اور پھر بیک وقت دونوں جل اٹھیں اور سرخ اور نیلگوں تیز روشنی کے دو دھارے مل کر اس کے جسم پر پڑنے لگے اور صادق چکری کو یکثرت یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پورے جسم سے کسی نے یکثرت تمام توانائی پنچوڑ لی ہو۔ اس کا جسم تیزی سے ڈھلتا چلا گیا۔ وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ سمجھ رہا تھا لیکن اس کا جسم جیسے مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔ سرچ لائٹس صرف چند لمحوں کے لئے روشن ہوئی تھیں اور وہ پھر بند ہو کر واپس خانوں میں چلی گئیں اور کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی دونوں خانے بند ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہی سنگی خلا دوبارہ پیدا ہوا اور کیپٹن رامانند اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو آدمی تھے جن میں سے ایک نے ایک لوہے کی کرسی اٹھائی ہوئی تھی۔

اسے دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دو۔۔۔۔۔ کیپٹن رامانند نے اپنے آدمیوں سے کہا تو کرسی دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دی گئی۔

اب اسے زنجیروں سے آزاد کر کے کرسی پر بٹھا کر اس کے دونوں بازو اور دونوں ٹانگیں راڈز میں جکڑ دو۔۔۔۔۔ کیپٹن رامانند نے کہا تو دونوں آدمی صادق چکری کی طرف بڑھے اور پھر اسے زنجیروں سے آزاد کر کے اس لوہے کی کرسی پر بٹھا دیا گیا اور اس کے دونوں بازو کرسی کے راڈز میں جکڑ دیئے گئے۔ اسی طرح اس کی دونوں ٹانگیں بھی جکڑ دی گئیں پھر کیپٹن رامانند نے جیب سے ایک شیشی نکالی اور صادق

تک کوئی جواب نہ ملا تو وہ سمجھ گیا کہ کیپٹن رامانند نے اسے دانستہ
 تنبیہ کرنے کے لئے ہی ایسا کہا ہے کہ اسے چٹیک کیا جا رہا ہے۔ اگر
 ایسا ہوتا تو وہ لازماً صادق چکاری کی بات کا جواب دیتا۔ صادق چکاری
 نے یہ تو دیکھ لیا تھا کہ اس کے بازو اور ٹانگیں راڈز میں جکڑتے ہوئے
 کیپٹن رامانند کے ساتھ آنے والوں نے کرسی کے عقبی پائے کی سائیڈ
 پر لگے ہوئے دو بٹن کیے بعد دیگرے پریس کئے تھے لیکن یہ بٹن پائے
 سے کافی نیچے تھے اور چونکہ صادق چکاری کے دونوں بازو اور دونوں
 ٹانگیں جکڑی ہوئی تھیں اس لئے وہ کسی طرح بھی ان بٹنوں کو پریس
 نہ کر سکتا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا اور پھر ایک سائیڈ
 پر دیوار میں موجود الماری کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ یہ الماری
 دیوار سے کافی باہر کو نکلی ہوئی تھی۔ اس کا کنارہ باریک تھا یہ تقریباً
 فرش سے اتنی ہی بلند تھی جتنے پائے پر لگے ہوئے بٹن۔ صادق چکاری
 پیروں کے بل اٹھا تو کرسی بھی ساتھ ہی اٹھی لیکن چونکہ صادق چکاری
 چل نہ سکتا تھا اس لئے وہ مینڈک کی طرح اچھلنے لگا۔ اس طرح اچھلتے
 اچھلتے بہر حال وہ الماری کی سائیڈ پر پہنچ گیا تو اس نے کرسی اس انداز
 میں فرش پر رکھ دی کہ الماری کا کنارہ پائے پر موجود ان دونوں بٹنوں
 تک پہنچ جائے اور پھر جیسے ہی وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوا۔ اس
 نے اپنے جسم کو پیچھے کی طرف جھٹکا دیا۔ دوسرے لمحے کٹاک کی آواز
 کے ساتھ ہی اس کے بازو اور ٹانگیں دونوں راڈز سے آزاد ہو گئیں۔
 راڈز کرسی کے اندر غائب ہو چکے تھے۔ الماری کے کنارے کا دہ

چکاری کے قریب پہنچ کر اس نے شیشی کا ڈھکن ہٹایا اور شیشی کا دہانہ
 صادق چکاری کی ناک سے لگا دیا۔ صادق چکاری کو یوں محسوس ہوا
 جیسے شیشی میں سے قوت اور توانائی کسی کیس کی صورت میں نکل کر
 اس کے جسم میں داخل ہوتی چلی جا رہی ہو۔ چند لمحوں بعد کیپٹن
 رامانند نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اسے واپس جیب
 میں ڈال لیا۔

اب تم ٹھیک ہو چکے ہو صادق چکاری۔ میں نے تمہاری فرمائش
 پر بڑی مشکل سے کرنل پرشاد سے اجازت حاصل کی ہے۔ بہر حال اب
 تم پہلے کی نسبت زیادہ آسانی سے رہو گے لیکن ایک بات بتا دوں کہ
 یہ کمرہ مسلسل سکرین پر چمک کیا جاتا رہے گا اور تمہاری ایک ایک
 حرکت اور تمہارے منہ سے نکلنے والی آواز سب چمک ہوتی رہیں گی اور
 تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم کسی قسم کی غلط حرکت نہ
 کرنا۔ کیپٹن رامانند نے کہا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف
 مڑ گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد اس کے دونوں ساتھی بھی باہر چلے
 گئے اور دروازہ ایک بار پھر بند ہو گیا۔ صادق چکاری نے بولنے کی
 کوشش کی تھی لیکن اس کی زبان کافی موٹی ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ
 بادبوہ کوشش کے بول نہ سکا تھا لیکن کچھ دیر بعد اس کی زبان خود بخود
 درست حالت میں آتی چلی گئی۔

شکر یہ کیپٹن رامانند بہر حال پہلے سے کافی آسانی ہو گئی ہے۔
 صادق چکاری نے اونچی آواز میں کہا لیکن جب اسے اس بات کا کافی دیر

دو لوں اسے دیکھ کر پوچھتے۔ صادق چکاری نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور وہ دونوں بے اختیار چھتے، وہ نے پانی کے اندر ہی جا کرے۔ صادق چکاری نے تیزی سے مڑ کر دروازہ بند کیا اور پھر اس کا میکینزم مشین گن کی مدد سے تباہ کر دیا تاکہ اسے باہر سے نہ کھولا جاسکے اور پھر وہ سائیڈ سے ہوتا ہوا آگے بڑھا۔ اسے دیوار میں موجود سیلڈ دروازہ نظر آگیا تھا۔ اس نے جیب سے استہائی طاقتور بم نکالا اور اس کی پن کھینچ کر اس نے پوری قوت سے بازو ٹھکرا کر بم اس دروازے پر مار دیا۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا لیکن دروازہ ویسے کا ویسا ہی موجود تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس پر بم فائر ہی نہ ہوا ہو۔ صادق چکاری نے دوسرا بم بھی مار دیا لیکن جب دھواں چھٹا تو اس کے ہونٹ یہ دیکھ کر بے اختیار بھینچ گئے کہ دروازے پر دوسرے بم کا بھی رتی برابر اثر نہ ہوا تھا۔ اسی لمحے اسے چھت سے کھٹاک کی آواز سنائی دی تو صادق چکاری نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ چھت کی طرف کیا اور دوسرے لمحے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ مشین گن سے نکلنے والی گولیاں سیدھی چھت میں کھلنے والے خانے کے اندر جا کر لگیں اور پھر دھماکے سے پرزے نیچے گرنے لگے۔ جب صادق چکاری کو احساس ہوا کہ اب چھت میں موجود سسٹم جس سے پہلے اسے بے ہوش کیا گیا تھا۔ ختم ہو گیا ہے تو اس نے ٹریگر سے انگلی ہٹالی۔

”لیکن اب کیا کیا جائے۔ دروازہ تو ناقابل شکست ثابت ہوا ہے۔“ صادق چکاری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ابھی وہ بڑبڑا ہی رہا تھا

بٹنوں پر پڑنے کی وجہ سے وہ دب گئے تھے اور اس کے ساتھ ہی صادق چکاری اٹھ کر کھڑا ہو گیا لیکن صرف کرسی سے رہائی تو اس کا مسئلہ نہ تھا۔ اسے تو اس بیس کیمپ سے باہر نکلنا تھا۔ اس لئے اس نے الماری کھولی تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کہ الماری کے خانوں میں مختلف قسم کا اسلحہ بھرا ہوا تھا۔ اس نے ایک مشین گن اٹھائی۔ اس کا میگزین نکال کر اس میں فٹ کیا اور پھر مشین گن اس نے کاندھے سے نکالی۔ اس کے بعد اس نے ایک استہائی طاقتور ہینڈ گرنڈ ٹائپ بم اٹھایا اور اس کی پن کھینچ کر اس نے یہ بم اس جگہ مارا جہاں دروازہ تھا۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور دروازے والا حصہ ٹوٹ کر دوسری طرف راہداری میں بکھر گیا۔ صادق چکاری نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن کاندھے سے اتاری اور اچھل کر بم کے دھماکے سے ہونے والے خلا میں سے گزر کر وہ راہداری میں پہنچا اور پھر وہ استہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا نیچے اترتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ سب سے آخر میں پانی کا تالاب ہے اور وہاں ایک دروازہ بھی ہے جسے سیلڈ کر دیا گیا ہے لیکن اسے یقین تھا کہ وہ اس دروازے کو توڑ لے گا۔ اس نے دو استہائی طاقتور بم اپنی جیبوں میں ڈال لئے تھے اور پھر وہ بے تحاشا دوڑتا ہوا آخر کار اسی جگہ پہنچ گیا۔ جہاں جا کر راہداری ختم ہو گئی تھی البتہ اسے ایک سائیڈ پر کھلا ہوا دروازہ نظر آیا تو وہ تیزی سے اندر داخل ہوا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے وہاں دو افراد کو پانی کے تالاب میں نہاتے ہوئے دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ

کہ اچانک چھت سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔
 "صادق چکاری۔ تم نے اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے
 ہیں۔ اب تمہیں موت سے کوئی نہیں بچا سکتا۔" یہ آواز کرنل پرشاد
 کی تھی۔

مجھے موت سے مت ڈراؤ کرنل پرشاد۔ مسلمان موت سے نہیں
 ڈرا کرتا اور یہ بھی سن لو کہ موت زندگی تمہارے ہاتھ میں نہیں
 ہے۔ صادق چکاری نے چیختے ہوئے جواب دیا لیکن دوسرے لمحے
 جب چھت میں سے اچانک گاڑھے سفید رنگ کا دھواں نکل کر ہر
 طرف پھیلنے لگا تو صادق چکاری نے جلدی سے سانس روک لیا سین
 کب تک۔ تھوڑی دیر بعد اس کا سینہ پھٹنے لگا تھا اور بچہ چند لمحوں بعد ہی
 اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا اور اس کے ذہن میں آخری
 احساس اپنی موت کا ہی انجرا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب واقعی
 کرنل پرشاد اسے کسی صورت بھی زندہ نہ چھوڑے گا لیکن اس کے
 ذہن میں سکون اور اطمینان کی ایک ہر موجود تھی کہ وہ جدوجہد کرتا
 ہوا مارا گیا ہے۔

عمران ترام پہاڑی کے دامن میں اس جگہ کھڑا تھا جہاں پہلے سے
 موجود دروازے کو بند کیا گیا تھا۔ سرخ رنگ کی موٹی سی لکیر اسے
 چاروں طرف سے نظر آرہی تھی۔
 "اے ہم سے اڑانا ہوگا۔" عمران نے کہا اور ساتھ کھڑے
 ہوئے صفدر کی طرف مڑ گیا۔
 "تمہارے بیگ میں سپیشل میگنا سٹ ڈائنامیٹ موجود ہے۔ وہ
 نکالو۔۔۔" عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنی
 پشت پر لدے ہوئے بیگ کو نیچے اتارا ہی تھا کہ یکنٹ اس پہاڑی کی
 اندرونی طرف سے ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی اور عمران سمیت
 سب ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔ گو آواز ہلکی تھی لیکن صاف محسوس
 ہو رہا تھا کہ اندر انتہائی طاقت کا بم مارا گیا ہے۔ اسی لمحے دوسرا دھماکہ
 ہوا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ دروازہ ویسے ہی بند تھا۔

سپیشل میگنا سٹ ڈائنامیٹ اس دروازے کے قریب، درمیان میں
 بیپ کے ساتھ چپکایا اور اسے آن کر کے وہ سب انتہائی تیزی سے پیچھے
 ہٹ کر پٹانوں کی اوٹ میں ہو گئے۔ دوسرے لمحے ایک کان پھار
 دھماکہ ہوا اور ہر طرف دھواں سا چھا گیا۔ چند لمحوں بعد جب دھواں
 چھٹا تو عمران نے دیکھا کہ جہاں پہلے دروازہ تھا اب وہاں خلا سا بن گیا
 تھا۔ وہ تیزی سے پٹان کی اوٹ سے نکل کر دوڑتا ہوا اس خلا کی طرف
 بڑھا اس کے ساتھ ہی بھی اس کے پیچھے تھے۔ عمران نے قریب جا کر اس
 خلا سے دوسری طرف تھانکا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ یہ ایک کافی بڑا
 لمبا تھا جس کے درمیان میں پانی کا بڑا سا تالاب تھا۔ اس تالاب کے
 اندر دولاخیں تھیں یہی تھی جبکہ ایک طرف ایک آدمی زمین پر لیٹا ہوا
 مدھمے انداز میں پڑا ہوا تھا۔

اوہ۔ اوہ۔ یہ صادق چکاری ہے۔ عمران نے ایک طرف
 پڑے ہوئے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے
 اس خلا سے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے اس کے تینوں ساتھی بھی
 اندر داخل ہو گئے۔ عمران سیدھا اس لیٹے ہوئے آدمی کے انداز میں پڑے
 ہوئے آدمی کی طرف بڑھا۔ اس نے بے چینی سے اس کے سینے پر ہاتھ
 رکھا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

”یہ زندہ ہے۔ اٹھاؤ اسے اور باہر لے جاؤ۔ اٹھاؤ۔“ عمران نے کہا
 لیکن اسی لمحے چست سے یکفخت گاڑھے سفید رنگ کا دھواں سا ٹپنے لگا۔
 ”سائنس روک لو۔ جلدی کرو۔“ عمران نے چیخ کر کہا اور اس

اس کا مطلب ہے کہ اندر سے کچھ ہو رہا ہے۔ کیا ہو رہا ہے اور
 کیوں ہو رہا ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ عمران نے کہا اور اس
 کے ساتھ ہی اس نے جیب میں موجود شاگل کا ٹرانسمیٹر باہر نکالا اور
 تیزی سے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔
 ”ہیلو، ہیلو۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل کالنگ۔
 اور۔۔۔ عمران نے شاگل کے لمبے اور انداز میں چیخ چیخ کر بار بار کال
 دیتے ہوئے کہا۔

”یس۔ کرنل پرشاد کالنگ۔ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد کرنل پرشاد
 کی آواز سنائی دی۔ لیکن اس کا لہجہ سنتے ہی عمران کو اندازہ ہو گیا کہ
 کرنل پرشاد بے حد پریشان ہے۔

”یہ کیا ہو رہا ہے کرنل۔ میں اس وقت ترام پہاڑی کے دامن میں
 موجود ہوں اور مجھے اندر سے ہم دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی
 ہیں۔ کون یہ دھماکے کر رہا ہے اور کیوں۔ اور۔۔۔ عمران نے
 شاگل کے انداز میں حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں جناب یہاں خصوصی لیبارٹری میں کام
 ہوتا رہتا ہے۔ یہ دھماکے ایک تجربے کے تحت ہو رہے ہیں۔ اور
 اینڈ آل۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم
 ہو گیا لیکن عمران سمجھ گیا تھا کہ کرنل پرشاد بات کو چھپا گیا ہے۔

”صفدر۔ ڈائنامیٹ نکالو۔ جلدی کرو۔“ عمران نے ٹرانسمیٹر
 آف کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد صفدر نے

واپس پلٹا اور تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر اس خلا سے باہر آگیا باہر صفدر اور کیپٹن تشکیل موجود تھے۔

”عمران صاحب۔ کیا آپ نے پانی میں زہر ملا دیا ہے؟“ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں ایسی گھٹیا حرکت کیسے کر سکتا تھا۔ میں نے پانی میں ایک ایسا کیمیکل ملا دیا ہے جو انسانوں کے لئے تو مضر صحت نہیں ہے لیکن یہ پانی جب مشینری میں سے گزرے گا تو مشینری مکمل طور پر ناکارہ ہو جائے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لیکن عمران صاحب۔ یہ تو بے ہوشی دور کرنے والا محلول تھا۔ کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اس مخصوص کیمیکل کا یہ اثر بھی ہے کہ مشینری کو ناکارہ کر دیتا ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ مشینری کی سپیڈ میں یقیناً انصاف کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔“ عمران نے جواب دیا اور صفدر اور کیپٹن تشکیل دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس غار کے دبانے تک پہنچ گئے جہاں ریکھا، کاشی اور شاگل تینوں بے ہوش پڑے ہوئے تھے جبکہ ریکھا کے سب ساتھی ہلاک کر دیئے گئے تھے۔

”اب یہاں سے واپسی کس طرح ہوگی؟“ صفدر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ شاگل والے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور عمران نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن

کے ساتھ ہی اس نے نہ صرف سانس روک لیا بلکہ خود بھی تھک کر اس نے صادق چکری کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور سانس روکے روکے وہ تیزی سے دوڑتا ہوا اس خلا کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں سے وہ اندر داخل ہونے تھے۔ سب حملوں بعد وہ سب اس خلا سے باہر آچکے تھے۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے باہر آگئے تھے اور باہر آکر انہوں نے سانس لینے شروع کر دیئے تھے۔ اب اس خلا سے دھواں باہر نکلتا نظر آ رہا تھا لیکن قاہرہ باہر کھلی جگہ پر اس کا اثر ان پر نہیں ہو سکتا تھا۔

”تنویر۔ اسے اٹھاؤ اور اس غار میں لے چو۔ جہاں ریکھا، کاشی اور شاگل بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ جلدی کرو۔“ عمران نے کاندھے پر لدھے صادق چکری کو تنویر کے کاندھے پر مستقل کرتے ہوئے کہا۔

”آپ خود کیا کرنا چاہتے ہیں؟“ صفدر نے کہا۔

میں اس بیس کیمپ کا بھی خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور صفدر کے ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ اس نے چھپنا اور پھر اسے کھول کر اس میں سے اس نے ایک لمبی گردن والی شیشی نکالی اور بیگ وہیں رکھ کر وہ اس خلا کی طرف بڑھ گیا جہاں سے اب دھواں نکلتا بند ہو گیا تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے رک کر اندر جھانکا اور پھر سانس روک کر وہ ایک بار پھر اس خلا میں داخل ہو گیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شیشی کا ڈھکن ہٹایا اور پھر شیشی میں موجود محلول اس نے پانی کے تالاب میں انڈیل دیا۔ اس کے بعد خالی شیشی لئے وہ اسی رفتار سے

- ہیلو ہیلو۔ ملزری سیکرٹری ٹوپریڈنٹ کالنگ۔ اور ایک

مخت سی آواز سنائی دی۔

- یس۔ شاگل انڈنگ یو۔ اور۔ عمران نے شاگل کے لیے

میں کہا۔

- ہیلو۔ کیا تم واقعی شاگل بول رہے ہو۔ اور۔ دوسری طرف

سے صدر کافرستان کی بھاری اور بادکاری سی آواز سنائی دی اور عمران ان کے فترے پر بے اختیار چونک پڑا۔

- یس سر۔ میں شاگل بول رہا ہوں۔ اور۔ عمران نے کہا۔

- مجھے معلوم ہے کہ تم شاگل نہیں بلکہ عمران بول رہے ہو اور مجھے

یہ رپورٹ مل چکی ہے کہ تم نے ہمیں کیمپ کے تالاب والے کمرے

میں داخل ہو کر وہاں سے بے ہوش صادق چکاری کو بھی باہر نکال دیا

ہے۔ مجھے کرنل پرشاد نے نفسیاتی رپورٹ دے دی ہے۔ میں نے یہ

کال اس لئے کی ہے کہ میں تم سے پوچھ سکوں کہ شاگل کہاں ہے۔

زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ اور۔ دوسری طرف سے انتہائی تلخ لہجے میں

کہا گیا۔

- آخر آپ اس بات پر کیوں مصر ہیں جناب کہ میں شاگل نہیں

ہوں۔ اور۔ عمران نے کہا۔

- اس لئے کہ کرنل پرشاد نے تمہیں اندر داخل ہو کر صادق چکاری

کو باہر لے جاتے دیکھا ہے اور اب شاگل کی فریکوئنسی پر تم بول رہے

ٹھیک ہے جناب۔ اب مزید نعرہ کرنا ہے کارب۔ میں عمران

بول رہا ہوں اور نہ صرف شاگل بلکہ پاور جنسی کی مادام ریکھا اور اس

کی نائب کاشی تینوں ہی ہمارے قبضے میں ہیں اور ہم نے صادق چکاری

کو بھی زندہ باہر نکال لیا ہے اور اب ہم اس تمام پہاڑی کے اندر موجود

تیس کیمپ اور اس لیبارٹری کو تباہ کرنے والے ہیں۔ اور۔ عمران

نے اس بار اپنی اصل آواز اور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

تم نے صادق چکاری کو تو ہمیں کیمپ سے باہر نکال لیا ہے لیکن

اب تم اس زندہ واپس نہ لے جا سکو گے اور نہ خود زندہ واپس جا سکو

گے۔ اور۔ صدر نے انتہائی نفیسی لہجے میں کہا۔

جناب۔ میرا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو میری زندگی اور موت سے کوئی فرق

نہیں پڑے گا البتہ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف اور پاور جنسی کی

مادام ریکھا کی موت سے آپ کے ملک کو فرق پڑ جائے گا۔ اور۔

عمران نے کہا لیکن دوسری طرف سے کچھ کہے بغیر رابطہ ختم ہو گیا تو

عمران نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

- جلدی کرو۔ انہیں اٹھاؤ۔ ہم نے فوری طور پر کنڈور علاقے سے

نکلنا ہے۔ جلدی کرو۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی چیخ کر کہا

اور اس کے ساتھی تیزی سے غار کے اندرونی طرف بڑھ گئے اور پھر

تموڑی دیر بعد صفدر، صادق چکاری کو کاندھے پر اٹھائے جبکہ کیپٹن

تشکیل شاگل کو اور تنویر دیکھا کو اٹھانے باہر آیا۔
کیا ضرورت ہے انہیں اٹھانے کی۔ انہیں گولی کیوں نہ مار دی جائے۔ تنویر نے جھلانے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور انہیں اٹھا کر چھنا تو کافی مشکل ہوگا۔ انہیں دوش میں لے آؤ۔ جب تک شاگل اور دیکھا ہمارے ساتھ ہوگی۔ یہ لوگ ہم پر براہ راست ہاتھ نہ ڈال سکیں گے۔ عمران نے کہا اور ان سب نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے ان تینوں کو نیچے زمین پر شادیا۔

’صفدر۔ تم اندر سے کاشی کو بھی اٹھا لاؤ۔‘ عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر سر ملاتا ہوا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

کیپٹن تشکیل۔ تمہارے بیگ میں ایک نیلے رنگ کی شیشی ہے۔ وہ نکال کر مجھے دو۔ عمران نے کیپٹن تشکیل سے کہا اور کیپٹن تشکیل نے اپنی پشت پر بندھا ہوا بیگ اتارنا شروع کر دیا۔ اسی لئے صفدر کاشی کو اٹھانے باہر آگیا اور پھر اس نے اسے بھی اس کے ساتھیوں کے ساتھ لٹایا ہی تھا کہ اچانک سائیں کی آواز کے ساتھ ہی ایک دھماکہ ہوا اور کوئی چیز عمران اور اس کے ساتھیوں کے بالکل قریب آکر پھٹی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے یکفخت اٹھا کر کسی معمولی سی گیند کی طرح اوپر اچھال دیا۔ اس کے کانوں میں اس کے ساتھیوں کے چٹختنے کی آوازیں سنائی دیں لیکن یہی آخری احساس تھا اس کے بعد اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

کرنل پرشاد ایک قد آدم مشین کے سامنے سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ مشین پر بے شمار چھوٹے بڑے بلب بلب بج رہے تھے اور ڈالکوں پر سوئیاں حرکت کر رہی تھیں۔ کرنل پرشاد ایک ناب کو مسلسل گھمانے چلا جا رہا تھا کہ اچانک مشین میں سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو کرنل پرشاد نے چونک کر ایک بٹن پریس کر دیا۔

’ہیلو ہیلو۔ دن۔ دن کالنگ۔ اور۔‘ بٹن آن ہوتے ہی مشین کی ایک سائیڈ سے صدر کافرستان کی آواز سنائی دی۔
’یہیں سر۔ کرنل پرشاد بول رہا ہوں۔ اور۔‘ کرنل پرشاد نے

ایک اور بٹن دباتے ہوئے انتہائی منوڈبانہ لہجے میں کہا۔

’کرنل پرشاد۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ عمران وہاں اپنے ساتھیوں سمیت موجود ہے۔ اس کے ساتھ شاگل اور مادام دیکھا بھی ہیں اور صادق چکری بھی۔ اب تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ اور۔‘ صدر

دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ اٹھائے اور پھر ایک مہر بن کر ٹک کاٹن
پریس کر دیا۔ اس ٹک کاٹن کے پریس ہوتے ہی مشین کے درمیان موبو
سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی۔ سکرین پر پہاڑی چٹانیں نظر
آ رہی تھیں۔ کرنل پر شاہ نے سکرین کے نیچے لگی ہوئی ناب کو دوبارہ
گھمانا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ ناب گھماتا جا رہا تھا سکرین پر منظر
بدلتا رہا تھا اور پھر سکرین پر ایک پہاڑی غار کا دہانہ نظر آیا جس کے
باہر ایک آدمی موجود تھا۔ کرنل پر شاہ نے جلدی سے ہاتھ واپس کھینچا
اور پھر تیزی سے یکے بعد دیگرے دو ٹک کاٹن پریس کر دیئے۔ سکرین پر نظر
آنے والا منظر بڑا ہوتا چلا گیا۔ پھر غار کے اندر سے تین افراد تین بے
ہوش افراد کو کاندھوں پر اٹھائے باہر آئے جن میں سے ایک بے ہوش
عورت تھی۔ پھر انہیں نیچے لٹا دیا گیا۔ اس کے بعد ایک آدمی دوبارہ
اندر چلا گیا۔ جب وہ واپس آیا تو اس کے کاندھے پر ایک اور عورت
بے ہوشی کے عالم میں لدی ہوئی تھی۔ اس عورت کو بھی باقی بے
ہوش افراد کے ساتھ لٹا دیا گیا۔

باس۔ جلدی کریں۔ یہ لوگ نکل جائیں گے۔ کرنل پر شاہ
کے پیچھے کھڑے ہوئے ایک آدمی نے کہا تو کرنل پر شاہ نے اثبات میں
سر ہلایا اور پھر ایک ٹک کاٹن پریس کر دیا۔ مشین میں سے سیٹی کی آواز نکلنے
لگی اور اس کے ساتھ ہی مختلف ڈانٹوں پر سوئیاں خود بخود تیزی سے
حرکت کرتی دکھائی دینے لگیں۔ پھر ایک جھماکے سا ہوا اور سکرین
دھندلی سی ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی مشین سے نکلنے والی سیٹی کی آواز

نے تیز ہجے میں کہا۔

میرے پاس ایک ایسا حربہ موجود ہے جس سے میں انہیں کیسے
سے باہر بھی یقینی طور پر ہٹا کر سکتا ہوں۔ میں صرف
اب سے یہ حکم حاصل کرنا چاہتا تھا کہ ان لوگوں میں خاص طور پر
صادق چکری کے بارے میں کیا حکم ہے۔ صادق چکری بھی انتہائی
خطرناک آدمی ہے۔ اس لئے اگر اسے زندہ دوبارہ اندر لایا گیا تو وہ نہ
صرف بیس کیسپ جگہ یہاں موبو ویڈیو ریزی کے لئے بھی خطرناک
ثابت ہو سکتا ہے اس لئے کیوں نہ اسے ان لوگوں کے ساتھ ہی ہٹا
کر دیا جائے۔ اور۔۔۔ کرنل پر شاہ نے کہا۔

تم ایسا کرو کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہٹا کر وہ اور
شاگل اور مادام ریکھا کو ہوش میں لے آؤ جبکہ صادق چکری کو زندہ
حالت میں واپس لے آؤ۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی ہٹا کر جو گے تو
پھر اکیلا صادق چکری کچھ نہ کر سکے گا لیکن خیال رکھنا یہ لوگ حد درجہ
خطرناک ہیں۔ اور۔۔۔ صدر نے کہا۔

ہیں۔۔۔ یہ واقعی انتہائی خطرناک لوگ ہیں اور اب میں ان کی
نائب سمجھ گیا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب یہ میرے ہاتھوں بچ کر نہ
جاسکیں گے۔ اور۔۔۔ کرنل پر شاہ نے کہا۔

انہیں ہٹا کر کے بعد شاگل کی بجائے سے بات کرانا۔ اور اینڈ
آل۔ صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی آواز آنا بند ہو گئی تو کرنل
پر شاہ نے مشین کا ٹک کاٹن کیا اور ایک بار پھر ناب کو گھمانا شروع کر

باس - بظاہر تو سب مقامی ہیں۔ کیپٹن رامانند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ان میں سے سوائے شاگل کے باقی افراد کو ہلاک کرنا ہے۔ اس لئے ان میں سے شاگل کی پہچان ضروری ہے۔ تم ایسا کرو کہ ان عورتوں میں سے ایک کو ہوش میں لے آؤ۔ وہ یقیناً نشاندہی کر دے گی۔ کرنل پرشاد نے کہا اور کیپٹن رامانند نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک تھوڑا سا ڈبہ نکالا۔ اسے کھول کر اس کے اندر موجود ایک انجکشن نکال کر وہ ان عورتوں کی طرف بڑھا اور اس نے سرنج کی سوئی سے کیپ ہٹا کر سوئی ایک عورت کے بازو میں اتار دی اور پھر تھوڑا سا خوں بازو میں انجیکٹ کر کے اس نے سوئی واپس نکالی۔ اور اس پر کیپ چڑھا کر اس نے انجکشن کو واپس ڈبے میں رکھا اور ڈبہ بند کر کے جیب میں ڈال لیا۔ اب اس کی نظریں اس عورت پر جمی ہوئی تھیں لیکن اس عورت کے جسم میں حرکت کے کوئی آثار ہی نہ ابھر رہے تھے۔

”کیا مطلب۔ یہ ہوش میں کیوں نہیں آ رہی؟“..... کرنل پرشاد نے کہا۔

”باس۔ میرا خیال ہے کہ یہ چونکہ پہلے سے کسی گیس کی وجہ سے بے ہوش تھی اس لئے جب تک اس گیس کا توڑ نہ کیا جائے گا یہ ہوش میں نہیں آئے گی۔“..... کیپٹن رامانند نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ یہاں سب افراد صحیح

بھی بند ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی سکرین دوبارہ روشن ہو گئی اور کرنل پرشاد نے دیکھا کہ اب سکرین پر سب لوگ میزھے میزھے انداز میں زمین پر پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ وہ کچھ دیر تک سکرین پر غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے مشین کو آف کرنا شروع کر دیا۔

کیپٹن رامانند کرنل پرشاد نے مشین آف کر کے اٹھتے ہوئے کہا۔

”یس کرنل۔ اس کے پیچھے کمزے ہوئے آدمی نے جواب دیا۔ چار مسخ آدمی آدمی میرے ساتھ آؤ۔ ہم نے اب باہر جانا ہے۔“ کرنل پرشاد نے کہا۔

”یس سر۔“ کیپٹن رامانند نے کہا اور تینوں سے مل کر وہ لمبے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد کرنل پرشاد، کیپٹن رامانند اور چار مسخ افراد کے ساتھ پہلے اس تالاب والے کمرے میں پہنچا اور پھر وہاں سے اس دروازے والے خلا سے گزر کر پہاڑی سے باہر آ گیا۔ پھر وہ سب تیزی سے چلتے ہوئے اس طرف کو بڑھتے چلے گئے جدھر غار کے دہانے کے باہر افراد موجود تھے۔ اور جنہیں کرنل پرشاد نے خصوصی ریز کی مدد سے بے ہوش کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے۔ وہاں چھ مرد اور دو عورتیں بے ہوش پڑی ہوئی تھیں۔

”یہ تو صادق چکاری ہے۔ اسے تو ہم پہچانتے ہیں لیکن ان باقی پانچ افراد میں سے چیف آف کافرستان سیکرٹ سرس شاگل کون ہے۔“ کرنل پرشاد نے کہا۔

Admin@www.hibuddiez.com

جس سے اسے میک اپ کے بارے میں پتہ چل جاسکے البتہ میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا۔ اگر سادہ پانی مل جائے۔ دیوان نے کہا۔

سادہ پانی۔ اس سے میک اپ کیسے واش ہوگا کرنل پرشاد نے کہا۔

آپ منگوائیں تو ہی جناب۔ دیوان نے کہا۔
میں میک اپ واشری منگوا لیتا ہوں جاؤ کیپٹن۔ میک اپ واش لے آؤ کرنل پرشاد نے اپنے ایک ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔
یس کرنل۔ اس آدمی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر پتھانی پھلانگتا ہوا چند لمحوں میں ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

جناب۔ آپ مادام ریکھا اور مادام کاشی کو تو ہوش میں لے آئیں۔ یہ تو کافرستانی ہیں۔ دیوان نے کہا۔

پہلے ان غیر ملکی ہتھیاروں کا خاتمہ ہو جائے پھر دیکھا جائے گا۔ کرنل پرشاد نے جواب دیا۔

آپ نے ان کی تلاشی لی ہے جناب۔ اچانک دیوان نے کہا تو کرنل پرشاد چونک پڑا۔

تلاشی۔ وہ کیوں۔ یہ تو بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ یہ کیا کر سکتے ہیں۔ کرنل پرشاد نے کہا۔

جناب۔ مجھے مادام ریکھا نے بتایا تھا کہ ان کے پاس اتھمائی خوفناک ہتھیار ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ جب ان پر فائر کھولیں تو ان کے

کے حکم پر انہیں گولیوں سے اڑانا ہے لیکن ہم شاگل کو سٹکل سے بھر پہنچتے۔ اسے وہ لوگوں سے علیحدہ کرنا ہے تاکہ وہ ہلاک نہ ہو جائے۔ کرنل پرشاد نے کہا۔

اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ پھر تو میں شاگل کی نشاندہی ضرور کروں گا۔ لیکن مجھے ان کے قریب جانا ہوگا کیونکہ شاگل کی عادت ہے کہ وہ ہم جلد میک اپ تبدیل کرتا رہتا ہے لیکن میں اسے میک اپ کے بارے میں پہچان لوں گا۔ دیوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے چلو وہاں۔ لیکن خیال رکھنا کہ کوئی غلط حرکت نہ کرنا۔ کرنل پرشاد نے کہا۔

مجھے کیا ضرورت ہے جناب کسی غلط حرکت کرنے کی۔ میں تو خود ان لوگوں کا دشمن ہوں۔ دیوان نے جواب دیا اور کرنل پرشاد نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ان کے ساتھ چلتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا جہاں سب لوگ میز سے میز سے انداز میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ایک کر کے تمام مردوں کو پلٹ کر سیدھا کرنا شروع کر دیا۔

یہ تو سب ہی اجنبی پتھرے ہیں جناب۔ یہ تو میک اپ چیک کرنا پڑے گا۔ دیوان نے کہا۔

کیا تم اس حالت میں اسے نہیں پہچان سکتے۔ کرنل پرشاد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

آپ خود دیکھ رہے ہیں جناب کہ یہ سب تقریباً ایک جیسے

ہتھیار سب کو اڑا کر رکھ دیں۔ دیوان نے کہا۔
 "ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تلاشی بھی لے لیتے ہیں۔"
 کرنل پرشاد نے کہا اور پھر اپنے دونوں مسلح افراد سے مخاطب ہو کر ان
 کی تلاشی لینے کا حکم دیا۔ وہ دونوں مسلح افراد آگے بڑھے ہی تھے کہ
 اچانک ساتھ کھڑا ہوا دیوان کرنل پرشاد پر کسی عتاب کی طرح تھپنا
 اور دوسرے لمحے کرنل پرشاد نے پلٹ کر اتنا دیکھا کہ اس کے ماتھے میں
 موجود مشین پستل اس دیوان کے ہاتھ میں پہنچ چکا تھا اور پھر تڑتڑاہٹ
 کی آوازوں کے ساتھ ہی کرنل پرشاد کے سینے میں جیسے گرم گرم
 سلاخیں اترتی چلی گئیں اور اس کے منہ سے ایک بار تو پتھر نکل گیا لیکن
 دوسری بار اس کا سانس اس کے حلق میں ہی گھٹ کر رو گیا اور اس کے
 ساتھ ہی اس کے ذہن پر اندھیرے نے مکمل گرفت کر لی البتہ آخری
 خیال جو اس کے ذہن میں ابھرا تھا وہ یہی تھا کہ یہ دیوان کافرستانی نہیں
 بلکہ دشمنوں کا ہی آدمی ہے۔

جس طرح گھپ اندھیرے میں روشنی کا نقطہ سا ابھرتا ہے اس
 طرح عمران کے ذہن پر چھائے ہوئے گھپ اندھیرے میں روشنی کا
 نقطہ سا ابھرا اور پھر یہ نقطہ تیزی سے پھیلتا چلا گیا اور پھر جیسے ہی اس
 کے ذہن میں روشنی ہوئی اس کی آنکھیں خود بخود کھل گئیں۔
 "عمران صاحب۔ میں صفدر ہوں۔" صفدر کی آواز عمران کے
 کانوں میں پڑی تو وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ
 کر حیران رہ گیا کہ سامنے صفدر کھڑا تھا جبکہ باقی ساتھی اسی طرح بے
 ہوش پڑے ہوئے تھے اور پھر اسے کیپٹن شکیل اور تنویر کے کر لہنے کی
 آوازیں سنائی دیں تو وہ سمجھ گیا کہ وہ بھی ہوش میں آ رہے ہیں البتہ
 وہاں چار اجنبی افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔
 "اوہ۔ یہ کون لوگ ہیں۔ تمہیں کیسے ہوش آ گیا۔" عمران نے
 اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

بعض اوقات واقعی قدرت کے اقدامات پر حیرت ہوتی ہے۔ اب دیکھو، شاگل کی شناخت نہ ہونے کا یہ نتیجہ نکلا ہے۔ حالانکہ اس نے ہماری بجائے شاگل کو دوش میں لے لیا تو پھر عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور صفدر کے ساتھ ساتھ باقی ساتھیوں نے بھی اثبات میں ہلادیتے۔

عمران صاحب۔ اب کیا کرنا ہے۔ صادق چٹاری صاحب تو براہ دوشکے ہیں صفدر نے کہا۔

اب اس بیس کیمپ کی تباہی لازمی ہو چکی ہے۔ کافرستان کے پیرامنس سے حماقت ہوئی کہ اس نے صادق چٹاری کو یہاں بھیجا دیا اس طرح ہمیں اس لیبارٹری کا علم ہو گیا جو خفیہ طور پر یہاں کام کر رہی تھی عمران نے کہا۔

لیکن اس کی تباہی کے بعد ہماری واپسی کیسے ہوگی۔ صفدر نے کہا۔

اس کے لئے شاگل اور مادام پر یکھا دونوں کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

پھر اب اس بیس کیمپ کے اندر جا کر اسے پوری طرح چمک کریں۔ صفدر نے کہا۔

اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے بیگ میں سپیشل میگنا سیٹ ڈائنامیٹ کے دس راڈز موجود ہیں۔ انہیں اکٹھا کر کے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ چلو اٹھاؤ بیگ اور میرے ساتھ آؤ اور تنویر اور

یہ کرنل پرشاد اور اس کے ساتھی ہیں عمران صاحب۔ دراصل انہیں شاگل کی تلاش تھی۔ یہ شاگل کو پہچانتے نہیں تھے اور اس نے پہچاننے کی وجہ سے ہماری زندگیاں بچ گئی ہیں صفدر نے کہا اور پھر اس نے اپنے ہوش میں آنے سے لے کر کرنل پرشاد اور اس کے دو مسلح ساتھیوں کی ہلاکت تک ساری بات بتادی۔

وہ کیپٹن رامانند کا کیا ہوا عمران نے چونک کر پوچھا۔

وہ بھی ہلاک ہو چکا ہے۔ انہیں ہلاک کرنے کے بعد میں وہاں چلا گیا اور پھر جیسے ہی وہ اس دروازے سے باہر آیا۔ میں نے اسے ہلاک کر دیا۔ اس کی جیبوں کی تلاشی سے یہ انجکشن برآمد ہوا ہے۔ اس انجکشن کی مدد سے آپ کو، تنویر اور کیپٹن تشکیل کو ہوش آیا ہے صفدر نے جواب دیا۔

یہ کیا ہے۔ ہم بے ہوش ہو گئے تھے۔ اچانک تنویر اور کیپٹن تشکیل کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ بھی ہوش میں آگئے تھے اور پھر صفدر نے مختصر طور پر انہیں بھی ساری بات بتادی۔

دیرنی گز صفدر۔ تم نے واقعی انتہائی ذہانت سے انہیں احاطہ بنایا ہے۔ عمران نے صفدر کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

میری ذہانت سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال رہا ہے عمران صاحب۔ اگر انہیں شاگل کی پہچان ہوتی تو یہ دوسرے لمحے ہم سب کو گولیوں سے اڑا دیتے۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

کیپٹن تشکیل تم دونوں یہیں رکھو گے اور خیال رکھو گے کہ شاگل اور دام رکھنا کہ ہماری داپسی تک ہوش میں نہیں آنا چاہئے۔ عمران نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے صفدر نے اپنا بیگ اٹھایا اور بچہ وہ دونوں تیزی سے ترام پہاڑی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تباہ شدہ دروازے کے قریب ہی ایک آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

یہ کیپٹن رامتند ہے۔ صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور آگے بڑھ کر اس نے دروازے کے خلا سے اندر تھانکا اندر کوئی موجود نہ تھا۔

ڈائنامیٹ تیار کرو۔ جلدی کرو۔ عمران نے مزید صفدر سے کہا تو صفدر نے بیگ کھولا اور سپیشل میگنا سیٹ ڈائنامیٹ کے راڈز کو اکٹھا کر کے ایک ہی تار سے انہیں منسلک کرنا شروع کر دیا۔

اب واٹر لیس ڈی چار جرنلنگ دو کیونکہ اتنی بڑی پہاڑی اگر ملمس طور پر تباہ ہو گئی تو اس کے اثرات دور دور تک پڑیں گے۔ عمران نے کہا۔

عمران صاحب۔ صرف دس راڈز سے تو اتنی بڑی پہاڑی مکمل طور پر تباہ نہیں ہو سکتی۔ صفدر نے کہا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مکمل طور پر ٹموس پہاڑی نہیں ہے بلکہ اسے اندر سے کھوکھلا کیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس پہاڑی کے اندر باقاعدہ لیبارٹری بھی ہے اور لازمی طور پر اندر اسلحہ وغیرہ بھی ہوگا۔ اس سے نتیجہ یقین ہے کہ یہ سالم پہاڑی ہی مکمل طور پر تباہ ہو

جائے گی۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر نے سلسلے تیار کر لیں تو عمران نے اس کے ہاتھ سے سلسلے کا بندل لیا اور اندر داخل ہو کر اس نے اسے ایک ایسی جگہ چھپا دیا کہ بظاہر وہ نظر ہی نہ آئیں اور پتھرتے کے بعد اس نے طاقت بھی پوری طرح استعمال ہو سکتی ہو۔

عمران نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

میرا خیال ہے اس کیپٹن رامتند کی لاش یہاں سے ہٹا دیں تاکہ ڈائنامیٹ پھٹنے سے خطے کے لوگوں کو کوئی باہر آئے تو فوری چونک نہ پڑے۔ صفدر نے کہا۔

اگر ابھی عجب کیا ہو گا۔ اتنے۔ عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے۔

اب اس صادق چٹاری کو ہوش میں لے آؤ صفدر۔ عمران نے اب فوری طور پر یہاں سے لھٹا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ دوبارہ ہم پر اس پہاڑی سے کوئی حربہ استعمال کر دیا جائے۔ عمران نے کہا۔

اوہ۔ عمران صاحب۔ واقعی اس بات کا نتیجہ خیال ہی نہ رہا تھا لیکن عمران صاحب۔ صادق چٹاری کو ہوش میں لانے میں وقت لگے گا۔ اسے اٹھا کر کسی محفوظ جگہ لے چیتے ہیں اور پھر جب یہ پہاڑی تباہ ہو جائے گی تو پھر اطمینان سے اسے ہوش میں لے آئیں گے۔ ہمیں جلد از جلد اس پہاڑی کو اڑانا ہے۔ ورنہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ

ڈاسٹ میٹ کو چیک کر کے اسے ناکارہ کر دیں۔ صغدر نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ پھر ان سب کو اٹھا کر لے جانا پڑے گا اور یہاں پڑے پڑے تو یہ یقیناً ہلاک ہو جائیں گے۔ عمران نے کہا۔

کیا ضرورت ہے ان کو زندہ رکھنے کی۔ تنویر نے کہا۔

ہو سکتا ہے یہاں سے واپسی کے لئے انہیں استعمال کرنا پڑ جائے۔ اٹھاؤ انہیں۔ عمران نے کہا اور پھر خود آگے بڑھ کر اس نے صادق چکری کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور پھر وہ تیزی سے ایک طرف کو بڑھ گیا جبکہ صغدر نے شاگل، کیپٹن شکس نے مادام، ریکھا، لو اور تنویر نے کاشی کو اٹھایا اور پھر وہ تیزی سے اس طرف کو بڑھتے چلے گئے۔ وہ آئے تھے۔ وزن سمیت پہاڑی پر چرنا خناسا مشعل اور کفن در تھا لیکن ظاہر ہے وہ لوگ تربیت یافتہ تھے اس لئے بجائے رکنے کے ان کے قدم متواتر بڑھتے رہے اور پھر وہ اس چوٹی پر پہنچ گئے جہاں وہ رات کو پہنچ کر رکے تھے۔ عمران نے صادق چکری کو نیچے لٹا دیا تھا۔ باقی ساتھیوں نے بھی اپنے اپنے بوجھ سے نجات حاصل کی۔

تمہاری جیب میں خنجر ہو گا صغدر۔ عمران نے صغدر سے کہا۔
ہاں۔ کیوں۔ صغدر نے چونک کر پوچھا۔

میں اس صادق چکری کو ہوش میں لانا چاہتا ہوں اور اب اتنا وقت نہیں ہے کہ اس پر تجربات کئے جائیں کہ اسے کس گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ ... عمران نے جواب دیا تو صغدر نے کوٹ کی اندرونی طرف ایک مخصوص جیب سے تیز دھار خنجر نکال کر عمران کی

طرف بڑھا دیا۔ عمران نے صادق چکری کو پشت کے بل اونٹھا لیا اور پھر اس کی گردن کے نقبی جسے لو ایک ہاتھ کی انگلیوں سے ٹوٹا شروع کر دیا اور پھر اس کی انگلیاں ایک مخصوص جگہ پر رک گئیں اور اس کے ساتھ ہی عمران نے خنجر کی نوک سے دونوں انگلیوں کے درمیان ہلکا سا کٹ ڈال دیا۔ خون کے قطرے باہر ٹپکنے لگے اور اس کے ساتھ ہی صادق چکری کے جسم میں بھی معمولی سی حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے۔ عمران نے جیب سے رومال نکالا اور اسے صادق چکری کی گردن کے گرد باندھ دیا۔ کچھ دیر بعد صادق چکری نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحوں تک اس کی آنکھوں میں وحشت سی چھائی رہی۔ پھر جیسے ہی اس کا شعور پوری طرح بیدار ہوا۔ وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ حیرت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔

میرا نام غلی عمران ہے سرخ شاہین صاحب۔ عمران نے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو صادق چکری اس طرح اچھلا کہ گرتے گرتے بچا۔

آپ۔ آپ عمران صاحب۔ آپ۔ مگر۔ یہ۔ یہ۔ صادق چکری نے اتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

آپ پہلے پوری طرح ہوش میں آجائیں۔ آپ نے ایک عظیم کارنامہ سرانجام دینا ہے اور اس کا رنامے میں دیر نہیں ہونی چاہئے۔ عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے صادق چکری کو اٹھا کر کھڑا کر

تمہارے مزید اطمینان کے لئے میں تم سے ایک خصوصی کارروائی کرانا چاہتا ہوں۔ ہم نے اس پہاڑی کے اندر ایک مخصوص ہم رکھ دیا ہے۔ جسے اب تمہارے ہاتھوں ہی چارن کرانا ہے تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ کافی ستان چاہے الگ ہیں کیپ بنائے ہیں متکباریوں کی جدوجہد لو وہ کسی صورت بھی نہیں روک سکتا۔ میرا نے کہا اور جیب سے ڈی چار برٹال کر اس نے صادق چکاری کی طرف بڑھا، یا تو صادق چکاری کے چہرے پر ہلکت مسرت کے تاثرات اب آئے۔ اس نے جلدی سے ڈی چار بھر کا ایک بن پریس کیا تو اس پر زور لگ کا جب بٹنے نٹھنے لگا۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دوبارہ بن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی جلتا بھٹا بلب ایک تھما کے سے بچھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی سامنے لیکن دور موجود ترام پہاڑی کے نچلے حصے سے ایک اتھما کی آواز سنائی دی لیکن ترام پہاڑی اسی طرح صحیح سالم قائم کھڑی تھی۔

پہاڑی تو تباہ نہیں ہو سکی عمران صاحب۔ صدر نے قہر سے مایہ مان لہجے میں کہا۔

مایہ سی گناہ ہے عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور نچلے گڑبڑاٹ کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں اور اس کے بعد بھٹے سے بھی ہزاروں گنا زیادہ خوفناک دھماکہ ہوا اور ترام پہاڑی کی چوٹی سے اس طرح شعلے، پتھر اور دھواں نکل کر آسمان کی طرف اٹھتا چلا گیا جیسے ٹکٹ خوفناک آتش فشاں پھٹتا ہے اور پھر پوری پہاڑی ریزہ ریزہ ہو کر

دیا۔ یہ میرے ساتھی ہیں صدر۔ تنویر اور کیپٹن تشکیل عمران نے اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔
مگر یہ میں کہاں ہوں۔ میں تو اس پہاڑی کے نیچے تالاب والے مارے میں تھا۔ میں نے سینڈ دروازہ کھولنے کے لیے ہم بھی مارے تھے میں وہ دروازہ نہ کھول سکا تھا۔ پھر میں بے ہوش ہو گیا تھا صادق چکاری نے کہا۔

ہم نے باہر سے دروازہ تو زور دیا تھا اور اندر سے تمہیں نکال لایا۔ اس کے بعد کرنل پرشاد نے وہیں پہاڑی کے اندر سے ہی ہم پر ہولی گرنے پر استعمال کیا تو ہم بے ہوش ہو گئے۔ نچلے کرنل پرشاد اپنے اسسٹنٹ کیپٹن رامانند کے ساتھ باہر آگیا۔ وہ ہمیں بلاک انا چاتا تھا۔ تمہیں ہمارے ساتھ ہی کافی ستان سیکرٹ نہ اس کا چیف شامل بنے۔ بے ہوش پڑا ہوا تھا اور اس کے بارے میں کو اسے معلوم تھا میں اسے شعل سے پہچانتا تھا۔ اب اس کی بدقسمتی اور ہماہمی خوش قسمت کہ اس نے شاکل کی پہچان کے سے صدر کو بوش دلایا اور نچلے صدر نے بوش میں آتے ہی چوہنیشن لو کنٹرول کر لیا اور کرنل پرشاد اور اس کے اسسٹنٹ دونوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ عمران نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تاکہ صادق چکاری کی حیرت ختم ہو سکے۔

اوہ۔ اوہ۔ خدا یا تیرا شکر ہے کہ یہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔ صادق چکاری نے طویل اور اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

ہوا میں بکھرتی چلی گئی۔

ادھ۔ ادھ۔ آپ لوگ واقعی عظیم ہیں عمران صاحب۔ جیسے میں نے آپ کے متعلق سنا تھا آپ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ اس بیس کیپ میں کافرستان کی اہمائی خصوصی لیبارٹری موجود تھی اور اسے ناقابل تفسیر سمجھا جاتا تھا۔ صادق چکاری نے سرست بھرے لہجے میں کہا۔ جذبہ عظیم ہوتا ہے صادق چکاری صاحب۔ چونکہ آپ کا اور ہمارا جذبہ سچا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ بھی ہماری مدد کرتا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صادق چکاری نے اثبات میں سر ہلادیا۔

اب ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہئے عمران صاحب۔ مجھے یقین ہے کہ جیسے ہی اس بیس کیپ کی تباہی کی اطلاع کافرستانی حکام کو ملے گی۔ اس پورے علاقے کو فوج نے گھیر لیتا ہے۔ صفدر نے کہا۔

تم گھبراؤ مت۔ مجھے معلوم ہے کہ صادق چکاری صاحب اس سارے علاقے کے بارے میں ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ اس لئے یہ یہاں سے مشکبار پہنچنے کا کوئی ایسا طریقہ بھی یقیناً جانتے ہوں گے۔ عمران نے کہا تو صادق چکاری بے اختیار چونک پڑا۔

بالکل عمران صاحب۔ آئیے میرے ساتھ۔ مجھے ایک ایسے راستے کا علم ہے کہ چاہے یہاں چپے چپے پر فوج کیوں نہ آجائیں۔ ہم بخیریت مشکبار میں داخل ہو جائیں گے اور ایک بار وہاں پہنچنے کے بعد معاملات مکمل طور پر ہماری گرفت میں ہوں گے۔ صادق چکاری

تو چلو پھر رہنمائی کرو۔ عمران نے کہا۔

اس شاگل، ریکھا اور کاشی کا کیا کرنا ہے۔ تنویر نے کہا۔

انہیں یہیں پڑا رہنے دو۔ جلدی کرو۔ ہمیں جلد از جلد یہاں سے

نکلنا ہے۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلادیتے۔

ہے۔ اس قدر نقصان کہ جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے اور اس صادق چکاری کے بارے میں بھی اطلاعات مل گئی ہیں کہ وہ صحیح سلامت واپس مشکبار پہنچ چکا ہے۔ اس کے علاوہ وہ فلم رول بھی دستیاب نہیں ہو سکا۔ ان حالات میں کیوں نہ کافرستان سیکرٹس دس اور پاور ہجسنی دونوں کو ہی ختم کر دیا جائے۔ صدر نے انتہائی سنجیدگی میں بات کرتے ہوئے کہا۔

جناب صدر۔ میرا خیال ہے کہ اب کسی وفاحت کا موقع باقی نہیں رہا۔ اب شائگل اور مادام ریکھا دونوں کا کورٹ مارشل ہونا چاہئے ان کی ناکامی نے پورے ملک کو نقصان پہنچایا ہے۔ اس لئے یہ قومی مجرم ہیں۔ پرائم منسٹر نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

جناب۔ آپ باختیار ہیں جو چاہیں ہمیں سزا دیں لیکن معاف کیجئے اصل مسئلہ صادق چکاری کو زندہ رکھنے اور اسے بیس کیمپ بھیجنے سے پیدا ہوا ہے۔ اگر اسے بیس کیمپ میں نہ بھیجا جاتا تو پاکیشیا سیکرٹس نہ دس کبھی بھی بیس کیمپ کے خلاف مشن مکمل نہ کرتی۔ پھر بیس کیمپ کے بارے میں ہم لوگوں کو کسی قسم کی کوئی بریفنگ نہیں دی گئی۔ ہمارا کوئی رابطہ ان سے نہ تھا اور نہ ہمیں معلوم تھا کہ اس بیس کیمپ کی کیا کمزوریاں ہیں اور کیا نہیں۔ ہم تو خالی پہاڑیوں میں رہ کر اپنے اندازوں سے اس کا ڈیفنس کرتے رہے۔ اس کے باوجود ہم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ ان کے

پریذیڈنٹ ہاؤس کے مسٹنگ ہال میں شائگل اور مادام ریکھا دونوں موجود تھے لیکن دونوں کے چہرے اترے ہوئے تھے اور وہ ناموش بیٹھے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور جیٹل سردار ان کے پیچھے پرائم منسٹر کافرستان اندر داخل ہوئے تو شائگل اور مادام ریکھا دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر ان دونوں نے ہی سلام کیا۔

”یہ تم“ سردار نے درشت لہجے میں شائگل اور ریکھا دونوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ خود بھی کرسی پر بیٹھ گئے ان کا چہرہ سنا ہوا تھا جبکہ ان کے ساتھ والی کرسی پر پرائم منسٹر بیٹھ گئے۔ ان کے چہرے پر مایوسی جیسے مثبت ہو کر رہ گئی تھی۔

”مسٹر شائگل اور مادام ریکھا۔ تم دونوں مکمل طور پر نہ سیرف ناکام رہے ہو بلکہ تمہاری ناکامی کی وجہ سے کافرستان کا یہ ناقابل تسخیر بیس کیمپ بھی تباہ ہو گیا ہے۔ تمہیں بتایا نہیں جاسکتا کہ اس بیس کیمپ

Admin@www.hibuddiez.com

پاس کسی طرح سے بھی آگے بڑھنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ ہمارے سامنے سرنڈر ہونے پر مجبور ہو گئے تھے۔ ہم نے ان کے تین ساتھیوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں بھی ڈال دی تھیں اور عمران ہمارے پاس سرنڈر ہونے کے لئے آ رہا تھا کہ اچانک بیس کیمپ کی طرف سے روشنی کا دھارا سام پر پڑا اور اس کے بعد ہمیں ہوش نہ رہا۔ پھر جب ہمیں ہوش آیا تو ہم ہسپتال میں تھے اور ہمیں بتایا گیا کہ ہم پہاڑی کی چوٹی پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ وہاں سے فوج نے ہمیں اٹھا کر ہسپتال پہنچایا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے بیس کیمپ کے انچارج نے یقیناً کسی مشین پر عمران کو ہماری طرف بڑھتے دیکھ لیا ہوگا اور اس کے بعد اس نے ہم سب کو بے ہوش کر دیا۔ پھر وہ لوگ باہر آئے اس کے بعد یقیناً انہوں نے اس عمران کے کسی ساتھی کو ہوش دلایا ہوگا اور پھر پوچھنیشن بدل گئی ہوگی کیونکہ یہ بات تو یقینی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی بیس کیمپ کے انچارج کے بس کا روگ نہیں تھے۔ شاگل نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”جنتاب۔ یہ بات درست ہے کہ میری پاور ۶ جنسی دونوں ناکام رہی ہیں اور اس ناکامی کی سزا بہر حال انہیں ملنی ہے۔ میں نے صادق چکاری کو بیس کیمپ پہنچایا تھا اس لئے کہ اس سے ایسی معلومات حتمی طور پر معلوم ہو سکیں جن سے کافرستان مشکبار میں تحریک آزادی کو مکمل طور پر اور ہمیشہ کے لئے کچل سکے۔ پرانم منسن صاحب نے تلخ لہجے میں کہا۔

”آپ کیا کہتی ہیں مادام ریکھا۔“ صدر نے مادام ریکھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو مسلسل خاموش نہ تھی ہوتی تھی۔

جنتاب۔ یہ بات درست ہے کہ میری پاور ۶ جنسی اور کافرستان سیکرٹ سروس دونوں اس مشن میں ناکام رہی ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ اس کارروائی کے نتیجے میں بیس کیمپ تباہ ہو گیا ہے اور اس تباہی کی وجہ سے ایک ایسی لیبارٹری تباہ ہو گئی ہے جس میں انتہائی جدید اور انتہائی خوفناک ہتھیار تیار کیا جا رہا تھا اور جس کی تیاری آخری مراحل میں تھی لیکن جنتاب اصل بات یہ ہے کہ اس بیس کیمپ کے بارے میں ہم میں سے کسی کو بھی کچھ معلوم نہ تھا اور جہاں تک میرا اندازہ ہے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی اس کا علم نہیں تھا۔ وہ بھی صرف صادق چکاری کی وجہ سے وہاں گئے اور پھر انہوں نے جس طرح صادق چکاری کو اندر سے زندہ سلامت باہر نکالا ہے اس سے یقیناً انہیں اس بیس کیمپ میں ہونے والے مشن کے بارے میں علم ہوا ہوگا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے پوری پہاڑی کو ہی تباہ کر دیا۔ ورنہ اگر وہاں صرف عام سا کیمپ ہوتا تو وہ اس طرح کا اقدام نہ کرتے

”پرانم منسن صاحب۔ کرنل پرشاد کی لاش پہاڑی سے کافی دور پتھروں کے نیچے پڑی ہوئی ملی ہے۔ اسے گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے اور یہ وہی جگہ ہے جہاں مادام ریکھا کے آدمیوں کی لاشیں بھی ملی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی کرنل پرشاد نے مداخلت کی اور جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عمران اور اس کے ساتھی کامیاب ہو گئے۔“ صدر نے کہا۔

”جنتاب۔ جو کچھ بھی ہوا جیسے بھی ہوا۔ اصل بات یہ ہے کہ

اور صادق چکری کو زندہ سلامت نکال لے جانے کا مطلب ہے کہ کرنل پرشاد اور اس کے ساتھی دراصل براہ راست ان سے ٹکرا گئے اور انہوں نے ہمیں اہمیت ہی نہ دی اور ہمیں بے ہوش کر دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں یہ حادثہ رونما ہوا۔ میں سو فیصد جناب شاگل سے مستفق ہوں کہ اگر صادق چکری کو اس اہم ترین بیس کیپ میں نہ بھیجا یا جاتا تو یہ بیس کیپ کبھی بھی تباہ نہ ہوتا۔ اس کے بعد بھی اگر آپ ہمارا کورٹ مارشل کرنا چاہتے ہیں تو ہم تیار ہیں لیکن وہاں تفصیلی تحقیقات ہوگی اور اس تحقیقات کے جو نتائج سامنے آئیں گے وہ بھی آپ زیادہ بہتر انداز میں سمجھ سکتے ہیں۔ مادام ریکھانے کہا۔

آپ مجھے دھمکی دے رہی ہیں۔ مجھے۔ پرائم منسٹر کو پرائم منسٹر نے اہتائی غتیلے لہجے میں کہا۔

میری کیا جرات کہ میں آپ کو لونی دھمکی دے سکوں جناب۔ میں تو حقائق بتا رہی ہوں۔ ریکھانے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اس معاملے کو کورٹ مارشل میں لے جانے کی

اجازت نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اس طرح اس ہتھیار کے بارے میں تفصیلات بھی سامنے آجائیں گی اور پھر اس طرح اس ہتھیار کی تفصیلات پاکیشیا تک بھی پہنچ سکتی ہیں جبکہ ہم کسی اور لیبارٹری میں اس پر کام شروع کر سکتے ہیں۔ گو اس طرح ہمارے کئی سال ضائع ہو گئے ہیں اور کروڑوں روپے کا نقصان بھی ہو گیا ہے لیکن بہر حال وہ ہتھیار اور اس کا فارمولا ہمارے پاس محفوظ ہے البتہ اس ناکامی کی سزا

جسے طور پر میں منسٹر شاگل اور مادام ریکھا دونوں کو لاسٹ وار ٹنگ دیتا ہوں کہ آئندہ ناکامی کی صورت میں انہیں ان کے عہدوں سے معزول کر دیا جائے گا اور یہ وار ٹنگ ان کی پرسنل فائلیز میں درج کی جائے گی۔ صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی پرائم منسٹر، شاگل اور مادام ریکھا بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر صدر اور پرائم منسٹر اسی دروازے سے باہر نکل گئے۔

ہم نچ گئے ہیں شاگل ورنہ اس بار پرائم منسٹر صاحب واقعی ہمارا کورٹ مارشل کرنا کہ ہماری موت کے پروانے پر دستخط کرنے کے لئے تیار تھے۔ ریکھانے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

تمہاری بات اور ہے۔ تمہارا کورٹ مارشل ہو سکتا ہے لیکن صدر صاحب کو معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس یا اس کے چیف کا قانونی طور پر کورٹ مارشل ہو ہی نہیں سکتا۔ پرائم منسٹر کو معلوم ہی نہیں کہ سیکرٹ سروس کے اختیارات کیا ہوتے ہیں۔ شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ویسے ایک بات ہے کہ اس عمران نے ہمیں ہمیشہ شکست دی ہے۔ کبھی تو اسے بھی شکست ہوگی۔۔۔۔۔ ریکھانے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”اس بار اسے شکست ہو چکی تھی اگر رام چندر حماقت نہ کرتا۔ میں نے اس کے تینوں ساتھیوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈلوادی تھیں اور عمران کے گرو بھی گھیرا ڈالا باجکا تھا لیکن رام چندر نے براہ راست

عمران پر ہاتھ ڈال دیا اور اس کے بعد بازی پلٹ گئی۔ وہ بھی مارا گیا اور ہمیں بھی شکست اٹھانا پڑی۔ شاگل نے جواب دیا اور مادام دیکھا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

دلے یہ بات یاد رکھنا کہ عمران کی موت بہر حال میرے ہاتھوں سے ہی ہوگی۔ شاگل نے کہا۔
مجھے تو یہ بات سمجھ ہی نہیں آسکی کہ وہ اگر چاہتا تو ہم دونوں اور کاشی کو آسانی سے ہلاک کر سکتا تھا۔ لیکن وہ ہمیں بے ہوش چھوڑ کر چلا گیا۔ دیکھانے کہا۔

”وہ احمق ہے لیکن میں بہر حال احمق نہیں ہوں۔ میرا نام شاگل ہے شاگل۔“ شاگل نے کہا اور تیزی سے ایک طرف کھڑی اپنی سرکاری کار کی طرف بڑھ گیا۔

”تم خود احمق ہو شاگل۔ عمران احمق نہیں ہے۔ وہ شریف دشمن بھی ہے اور دانا دشمن بھی۔“..... دیکھانے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اپنی کار کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

وادی مستکبار میں مجاہدین کے ایک خفیہ اڈے میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ صادق چکاری بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ ایک خفیہ راستے سے کافرستان کی حدود کو اس کر کے مستکبار میں داخل ہو گئے تھے اور پھر انہیں یہاں پہنچنے میں کسی رکاوٹ کا سامنا نہ کرنا پڑا تھا۔ صادق چکاری کے بارے میں جب وادی مستکبار کے مجاہدین کو علم ہوا کہ وہ زندہ سلامت واپس آگئے ہیں تو تمام تنظیموں کے لیڈروں کی طرف سے انہیں مبارکباد کے پیغامات ملنا شروع ہو گئے تھے۔

”عمران صاحب۔ میں دراصل ایک بات کے بارے میں بے حد پریشان ہوں۔“..... اچانک صادق چکاری نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”کونسی بات؟“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”جب میں مارگا گاؤں سے باہر نکلا تھا تو میرے پاس کمپیوٹر فلم رول

ہی ہو گا۔ عمران نے کہا۔

جی نہیں۔ چونکہ آپ کی ٹرانسمیٹر پر بتائی گئی اس ترکیب کی وجہ سے مجھے مکمل یقین تھا کہ میں نکل جاؤں گا اس لئے میں نے اس بارے میں کوشش ہی نہیں کی تھی۔ صادق چکری نے جواب دیا۔

تو پھر چلو ہم تلاش کرتے ہیں اسے۔ عمران نے کہا۔

کیا ہمیں وہ مل جائے گا۔ صادق چکری نے کہا۔

صادق چکری صاحب۔ وہ فلم رول آپ سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ جانے وہ انہیں کیوں نہیں مل سکا۔ اگر وہ انہیں مل جاتا تو یقیناً تحریک آزادی کے لئے وہ موت کا پیغام ثابت ہوتا۔ اس لئے اس کی تلاش انتہائی ضروری ہے۔ عمران نے کہا تو صادق چکری نے اثبات میں نہ ملا دیا اور پھر دوسرے روز عمران اپنے ساتھیوں اور

صادق چکری اپنے دو ساتھیوں سمیت ایک جیپ میں سوار ہو کر مارگا گاؤں کی طرف روانہ ہو گئے اور پھر دوپہر ڈھلنے سے پہلے وہ مارگا گاؤں پہنچ گئے۔ وہ سب سیاحوں کے روپ میں تھے اور ان کے پاس باقاعدہ

کاغذات بھی موجود تھے کیونکہ کافرستانی فوج بعض اوقات اچانک چیکنگ شروع کر دیتی تھی اور پھر تقریباً چار گھنٹوں کے سفر کے بعد ان کی جیپ مارگا گاؤں کے قریب پہنچ گئی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے گلے میں کیرے لٹکے ہوئے تھے اور وہ سب میک اپ میں تھے جب کہ صادق چکری جو ہمیشہ مشکباری لباس میں ملبوس رہتا تھا اس وقت سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ وہ بھی میک اپ میں تھا اور اپنے چہرے اور

موجود تھا جس میں مشکباری تنظیموں کے بارے میں مکمل تسلط تھا۔ موجود تھیں۔ جب میں زخمی ہو گیا تو میں ایک غار میں چھپ گیا اور مجھے یاد ہے کہ میں نے وہ فلم رول اس غار کے ایک سوراخ میں ڈال کر اس کے اوپر پتھر رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد میں بے ہوش ہو گیا۔ چونکہ یہ سارا کام میں نے نیم بے ہوشی کے عالم میں کیا تھا اس لئے یقیناً میرے لاشعور میں اس بارے میں کوئی چیز نہ پہنچ سکی تھی لیکن شعوری طور پر مجھے یاد ہے کہ ایسا ہوا ہے۔ اس کے بعد مسلسل مجھے یہ اطلاعات ملی ہیں کہ کافرستان کی فوج نے اس غار اور اس کے ارد گرد کے علاقے کا ایک ایک پتھر چیک کیا ہے وہاں انتہائی جدید ترین مشینری استعمال کی گئی ہے لیکن انہیں وہ فلم رول نہیں مل سکا حالانکہ انہیں یہ مل جانا چاہئے تھا۔ اب یہاں بھی مجھے یہی اطلاعات ملی ہیں کہ فوج کے ساتھ ساتھ کافرستان کی خفیہ ایجنسیوں نے بھی اس فلم رول کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے لیکن وہ نہیں مل سکا۔ وہ کیوں نہیں مل سکا۔ یہی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی۔ صادق چکری نے کہا۔

آپ نے اسے چادر سلیمانی میں تو نہیں لپیٹ دیا تھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صادق چکری بے اختیار ہنس پڑا۔

”نہیں عمران صاحب۔ میں نے اسے کسی چیز میں نہیں لپیٹا تھا۔ بس سادہ سا فلم رول تھا۔“ صادق چکری نے جواب دیا۔

”اسے چیکنگ مشینری سے جانے کے لئے آپ نے کچھ نہ کچھ تو کیا

جیب میں رکھی تھی کہ اچانک دو فوجی ایک سائیڈ سے تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے ان کی طرف آئے۔

آپ لوگ کون ہیں۔ اپنے کاغذات دکھائیے۔ ان میں سے ایک فوجی نے انہیں غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
ارے آپ انہیں جانتے نہیں ہیں شاید۔ کیا آپ فلمیں نہیں دیکھا کرتے۔ یہ کافرستان کے مشہور فلم ڈائریکٹر جناب گھوش ہیں میں ان کا اسٹنٹ ہوں۔ میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرے اسٹنٹ ہیں۔ ہم یہاں اپنی ایک فلم کے لئے لوکیشن دیکھنے آئے ہیں۔ عمران نے کہا۔
اپنے کاغذات دکھائیے۔ اس فوجی نے جو عہدے کے لحاظ سے کیپٹن تھا عمران کی بات سے متاثر ہوئے بغیر اسی طرح درشت لہجے میں بتا۔

مائیکل۔ انہیں کاغذات دکھا دو۔ انہوں نے بہر حال اپنی ذیوقی سرانجام دینی ہے۔۔۔ صادق چکاری نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
سر۔ کیوں نہ اس واقعہ کو بھی فلم میں شامل کر لیں۔ مجھے یقین ہے کہ عوام فوجیوں کی فرض شناسی پر ضرور داد دیں گے۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر کیپٹن کی طرف بڑھا دیا۔
یہ بعد میں دیکھیں گے۔۔۔ صادق چکاری نے بڑے بے نیازانہ

کیپٹن نے لفافے میں سے کاغذات نکالے اور پھر انہیں چھیک کر تارہا اور پھر اس نے کاغذات اور لفافہ عمران کی طرف بڑھا دیا۔
ٹھیک ہے۔ آپ کے کاغذات درست ہیں۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ اگر آپ نے اس لوکیشن کو فلم میں شامل کرنا ہے تو اس کے لئے آپ کو اعلیٰ فوجی حکام سے باقاعدہ تحریری اجازت نامہ لینا ہوگا۔ اس اجازت نامے کے بغیر آپ کو یہاں شوٹنگ نہیں کرنے دی جائے گی۔ کیپٹن نے کہا۔
کیوں۔ کیا اس جگہ کی کوئی خاص اہمیت ہے کیپٹن۔ صادق چکاری نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
جی ہاں۔ لیکن تفصیل نہیں بتائی جاسکتی۔۔۔ کیپٹن نے کہا۔
ہمیں لوکیشن کا فیصلہ کرنے کے لئے سننیپس تو لینے پڑیں گے۔۔۔ عمران نے کہا۔
سننیپس آپ لے سکتے ہیں لیکن باقاعدہ شوٹنگ نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ کیپٹن نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اس کا ساتھی بھی اس کے ساتھ واپس چلا گیا۔ عمران سر ملاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر سب سے پہلے انہوں نے اس تباہ شدہ مارگا گاؤں کا معائنہ کیا۔ وہاں ابھی تک انسانوں کے گلے سڑے اعضا کہیں کہیں ملے میں دبے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

”اتہائی سفاکی سے اسے تباہ کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

یہ تو نکالی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارے یہاں سے جانے کے بعد اور ان کی چیلنگ سے پہلے اس سوراخ سے فلم رول نکال لیا گیا ہے۔ ورنہ یہ لامحالہ انہیں مل جاتا۔ لیکن یہ فلم رول کون لے جا رہا تھا۔ عمران نے کہا۔

اب کے سامنے میری تمام تنظیموں کے سربراہوں سے گفتگو ہونی ہے۔ اگر فلم رول کسی مشکباری کے ہاتھ لگتا تو کہیں نہ کہیں سے ضرور اعلان مل جاتی اور اگر فوجیوں کے ہاتھ لگتا تو اس وقت یہاں فوجی پہرہ پر نہ ہوتے۔ صادق چکری نے کہا تو عمران نے اثبات میں نہ بولا دیا۔

عمران صاحب۔ کیوں نہ اس سوراخ کو باقاعدہ کھود لیا جائے۔ ہو سکتا ہے اس کے اندر کوئی رخنہ ہو جو بند ہو گیا ہو۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

ہاں۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔ لیکن اس کے لئے خصوصی برآمد کو انا پڑے گا اور یہ کام ہم نے رات کو کرنا ہے ورنہ فوجی برے کی آواز سن لیں گے۔ عمران نے کہا۔

جیپ میں برآمد موجود ہے میں پہلے ہی احتیاطاً اسے ساتھ لے آیا ہوں اور غار کے اندر سے آواز زیادہ دور نہ جا سکے گی۔ صادق چکری نے کہا۔

جیپ میں کہاں ہے برآمد۔ صفدر لے آئے گا۔ عمران نے صادق چکری سے پوچھا تو صادق چکری نے بتا دیا۔

ہاں عمران صاحب۔ یہ کافرستانی حد درجہ سفاک لوگ ہیں۔ مشکباریوں کو یہ لوگ اس طرح ہلاک کرتے ہیں جیسے مشکباری انسان نہیں بلکہ زہریلے کیڑے ہوں۔ صادق چکری نے نفرت بھرے حجبے میں کہا۔

ایک روز انہیں اس کا تجربہ جواب دینا پڑے گا۔ عمران نے کہا اور صادق چکری نے اثبات میں سر ہلادیا۔ پھر وہ گھومتے پھرتے اس غار میں پہنچ گئے جہاں صادق چکری نے زخمی ہونے کے بعد پناہ لی تھی۔

یہ ہے وہ جگہ عمران صاحب۔ یہاں میں سینا رہا تھا اور یہ ہے وہ سوراخ۔ یہ دیکھیں۔ یہ اب بھی موجود ہے۔ اس پر میں نے دو تھوڑے کھاتھ اور بٹا دیا گیا ہے۔ صادق چکری نے کہا تو عمران نے اپنے ٹکے میں بٹکا ہوا کیرہ اتارا اور اس کا رخ اس سوراخ کی طرف کر کے اس نے بن بن دیا۔ سہتد لمحوں بعد اس نے کیرے کے نیچے سے ایک تصویر باہر نکال لی۔ یہ پو لورائیڈ کیرہ تھا جو تصویر کھینچ کر اسے فوری طور پر خود بخود تیار کر دیتا تھا۔ کیرے پر چونکہ انتہائی طاقتور کروم ایسز لگا ہوا تھا اس لئے عمران کو یقین تھا کہ سوراخ کے اندرونی حصے کی انتہائی واضح تصویر آجائے گی۔ لیکن تصویر دیکھ کر اس کا من بن گیا کیونکہ کیرے میں سوراخ کا اندرونی حصہ نظر آ رہا تھا لیکن تصویر بتا رہی تھی کہ یہ سوراخ نہ زیادہ چوڑا ہے اور نہ زیادہ گہرا اور یہ خالی تھا۔ اس کے اندر سوانے کنکروں اور ایک بڑے پتھر کے اور کچھ بھی نہ تھا۔

Admin@www.ibuddiez.com

عمران نے کہا
تو صادق چکاری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"تو پھر آخر وہ کہاں گیا" صادق چکاری نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

"اب کیا کہا جاسکتا ہے" عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد،
دونوں غار کے وہانے سے باہر آگے۔
"مل گیا" صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ فلم رول یہاں موجود نہیں ہے" عمران نے جواب
دیا اور باتھ میں پکڑا ہوا بیگ جس میں اس نے برے کو دوبارہ پیک کر
دیا تھا۔ صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

"پھر اب" صفدر نے بیگ لیتے ہوئے کہا۔

"اب کیا ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ صبر کیا جائے" عمران
نے کہا۔ اسی لمحے دور سے کیپٹن شکیل آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کا انداز
بتا رہا تھا کہ وہ کچھ بتانا چاہتا ہے۔

"کیپٹن شکیل کہاں چلے گئے تھے" عمران نے کیپٹن شکیل کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس نے کہا تھا کہ وہ کچھ دور جا کر نگرانی کرے گا" صفدر نے
کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا فلم رول مل گیا ہے" کیپٹن شکیل نے
قریب آکر پوچھا۔

"جاؤ صفدر برمالے آؤ اور ان فوجیوں کے بارے میں بھی چیکنگ
کر کے آؤ کہ ان کی یہاں کتنی تعداد ہے اور یہ کتنے فاصلے پر موجود
ہیں" عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے اثبات
میں سر ہلا دیا اور پھر غار کے وہانے کی طرف بڑھ گیا۔

"آئیے ہم اس دوران باہر رک جائیں۔ ورنہ ان فوجیوں کو شک
بھی پڑ سکتا ہے اور اگر انہیں شک پڑ گیا تو یہاں ایک لمحے میں بہت سے
فوجی بھی پہنچ سکتے ہیں" عمران نے کہا اور صادق چکاری نے اثبات
میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب غار کے وہانے سے باہر آگئے جبکہ صفدر
جیب کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں
ایک بیگ موجود تھا۔

"کیا پوزیشن ہے فوجیوں کی" عمران نے پوچھا۔

"وہ قریب موجود نہیں ہیں" صفدر نے جواب دیا۔

"تم تینوں یہیں رکو گے اور خیال رکھو گے۔ صرف صادق چکاری
صاحب میرے ساتھ غار میں جائیں گے" عمران نے کہا اور پھر
صفدر کے ہاتھ سے بیگ لے کر وہ غار میں داخل ہو گیا۔ صادق چکاری
اس کے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔ عمران نے بیگ میں سے بیٹری سے
چلنے والا مخصوص برمانکالا اور پھر اس برے کی مدد سے اس نے سوراخ کو
جوڑا کر نا شروع کر دیا لیکن کافی نیچے تک چیکنگ کر لینے کے باوجود
وہاں سے کچھ نہ ملا تو عمران نے برما بند کر دیا۔

"نیچے ٹھوس پہاڑی چٹانیں ہیں اور سائیڈوں پر بھی۔ اس کا مطلب

رنگ کار بن باندستے ہیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ لولی خاص نشانی ہے۔ کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”اوہ۔ کہاں ہے وہ درخت؟“ عمران نے چونک کر پوچھا۔
 اپنے میرے ساتھ۔ کیپٹن تشکیل نے کہا اور نیچے وہ سب کیپٹن تشکیل کی رہنمائی میں چلتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس درخت تک پہنچ گئے۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ واقعی راہوٹ قبیلے کی طرف سے نشانی بنائی گئی ہے اور درخت پر موجود نشانات کا مطلب ہے کہ سردار کو یہ درخت فائدہ پہنچا سکتا ہے۔“ صادق چکاری نے غور سے تنے پر بنے ہوئے نشانات دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ تو لگتا ہے کہ لولی نونا ٹوٹا کہاں کیا گیا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ راہوٹ قبیلے کے لوگ ٹوٹے ٹوٹکوں کے قائل ہی نہیں ہیں۔“ صادق چکاری نے کہا۔

”یہ بتائیں کہ یہ نیچے دو نقطے اور ان کے درمیان لکیر کا کیا مطلب ہے؟“ عمران نے صادق چکاری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”دو نقطے اور درمیان میں لکیر۔ کہاں ہے؟“ صادق چکاری نے چونک کر کہا۔

”یہ ان نشانات کے نیچے ہیں۔ یہ مدھم سے نشانات ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔“ عمران نے جواب دیا۔
 صادق چکاری صاحب سے کہاں سے قریب ترین کون سا قبیلہ رہتا ہے۔ کیپٹن تشکیل نے صادق چکاری سے مخاطب ہو کر کہا۔
 مشکبار کا قدیم قبیلہ راہوٹ، یہاں سے دس میل دور ان کا گاؤں ہے۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟“ صادق چکاری نے چونک کر پوچھا۔ عمران اور دوسرے ساتھی بھی حیرت سے کیپٹن تشکیل کی طرف دیکھ رہے تھے کیونکہ کیپٹن تشکیل کے سوال کی وجہ تسمیہ ان کی سمجھ میں بھی نہ آئی تھی۔

”کیا راہوٹ قبیلے کے افراد سرخ رنگ کے ربن اپنے بالوں میں باندھتے ہیں؟“ کیپٹن تشکیل نے پوچھا۔

”ہاں۔ لیکن آپ کیوں یہ بات پوچھ رہے ہیں؟“ صادق چکاری نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”عمران صاحب سے کہاں سے کچھ فاصلے پر ایک درخت کی شاخ کے ساتھ ایک سیاہ رنگ کا کھڑا بندا ہوا ہے جس کے گرد سرخ رنگ کا ربن اس انداز میں باندھا گیا ہے جیسے نشانی بنائی جاتی ہے۔ ساتھ ہی اس درخت کے تنے پر عجیب سی ساخت کے نشانات بنے ہوئے نظر آتے ہیں جنہیں کسی نوک دار چیز سے باقاعدہ بنایا گیا ہے۔ انہیں دیکھ کر مجھے یوں لگتا ہے جیسے سیاہ کپڑا سر کے بالوں کو ظاہر کرتا ہے اور اس کے گرد سرخ ربن باندھا گیا ہو۔ میں نے سنا ہوا ہے کہ قدیم مشکباری قبیلوں میں سے ایک قبیلے کے افراد ہمیشہ اپنے بالوں کے گرد سرخ

”جی صاحب۔ آپ کون ہیں اور ہمارے گاؤں میں کیوں آئے ہیں ان میں سے ایک آدمی نے انہیں غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

سردار حاتم موجود ہے گاؤں میں۔ صادق چکاری نے کہا تو وہ دونوں چونک پڑے۔

”جی ہاں۔ مگر دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سردار حاتم کو بلاؤ۔ ہمیں اس سے ضروری کام ہے۔ اسے کہہ دینا کہ مارگا گاؤں کے سردار کا پیغام ہے اس کے لئے۔“ صادق چکاری نے کہا۔

جی اچھا۔ آپ یہاں ٹھہریں۔ میں بلالاتا ہوں سردار کو۔“..... ان میں سے ایک نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا جبکہ دوسرا وہیں کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد اس آدمی کے ساتھ ایک قوی ہیکل ادھیڑ عمر آدمی آتا دکھائی دیا۔ اس نے قریب آکر سلام کیا۔

”سردار حاتم۔ اپنے آدمیوں کو دور بھیج دو۔ میں نے تمہیں ایک خاص پیغام دینا ہے۔“ صادق چکاری نے کہا تو سردار حاتم نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے اپنے آدمیوں کو دور جانے کا کہہ دیا۔

”میرا نام صادق چکاری ہے سردار حاتم۔ میں میک اپ میں ہوں۔“..... صادق چکاری نے آہستہ سے کہا تو سردار حاتم بے اختیار اچھل پڑا۔

”مم۔ مم۔ مگر جناب۔“..... سردار حاتم نے بوکھلائے ہوئے لہجے

”اوہ۔ اوہ۔ اب بات سمجھ میں آگئی ہے۔ یہ راہوٹ قبیلے کے سردار کا خاص نشان ہے۔ یہ قبیلہ ہماری تنظیم کے لئے مخبری کا کام کرتا ہے۔ مجھ سے اس کا سردار جس کا نام حاتم ہے کئی بار ملنے آچکا ہے۔ یہ نشان حاتم سردار کا ذاتی نشان ہے۔ میرا مطلب ہے کہ جس طرح سرکاری مہر ہوتی ہے اسی طرح سردار کی نشانی بنائی جاتی ہے۔“ صادق چکاری نے کہا۔

”تو پھر سردار کا مطلب کہیں آپ سے نہ ہو۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ مجھے سردار ہی کہتے ہیں۔“ صادق چکاری نے کہا۔

”تو پھر چلو اس گاؤں کے سردار سے جا کر ملتے ہیں۔ وہ بتائے گا کہ اس سارے پراسرار پیغام کا کیا مطلب ہے۔“ صندرنے کہا۔

”ہاں چلو۔ اب یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لئے واپس ہی جانا ہے تو واپس جانے کی بجائے وہیں چلے چلتے ہیں۔“ عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب جیپ میں سوار ہو کر راہوٹ گاؤں کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے پہاڑی سفر کے بعد وہ ایک چھوٹے سے گاؤں کے قریب پہنچ گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صادق چکاری خود تھا۔ اس لئے اس نے گاؤں کے قریب لے جا کر جیپ روک دی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے دو قوی ہیکل مقامی آدمی جن کے بالوں پر سرخ رنگ کے ربن بندھے ہوئے تھے گاؤں سے نکل کر ان کی طرف آتے دکھائی دیئے۔

تیزی سے واپس گاؤں کی طرف مڑ گیا۔

میرا خیال ہے کہ وہ فلم رول اس سردار حاتم کے ہاتھ لگ گیا ہے اور درخت پر اشارے بھی اس نے اسی لئے بنائے ہیں کہ اگر آپ کبھی یہاں آئیں تو ان اشاروں کی مدد سے اس تک پہنچ سکیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہو سکتا ہے۔ صادق چکاری نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد سردار حاتم واپس آگیا۔

یہ لیجئے اپنی امانت۔ سردار حاتم نے ہاتھ میں پکڑا ہوا چھوٹا سا فلم رول صادق چکاری کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ اوہ۔ خدایا تیرا شکر ہے کہ تو نے اپنی رحمت سے اسے شمنوں کے ہاتھ نہیں لگنے دیا ورنہ مستکاریوں کی تحریک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا۔ صادق چکاری نے فلم رول لیتے ہوئے کہا۔

مجھے دکھاؤ۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے فلم رول لیتے ہوئے

کہا اور صادق چکاری نے فلم رول عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔

صفر۔ اسے اوٹ میں لے جا کر جلاؤ۔..... عمران نے فلم رول

صفر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

یہ۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔ اس میں تو انتہائی قیمتی

معلومات ہیں..... صادق چکاری نے چونک کر کہا۔

اسی لئے تو اسے جلو ا رہا ہوں۔ یہ پھر بھی کسی وقت کافرستانیوں

کے ہاتھ لگ سکتی ہے۔ جاؤ صفر۔..... عمران نے کہا تو صفر سر ہلاتا

میں کہا۔

نشانی کے طور پر سرخ شاہین صادق چکاری نے کہا تو سردار

حاتم کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات پھیل گئے۔

اوہ۔ اوہ۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ زندہ سلامت ہیں۔ لیکن آپ

میک اپ میں کیوں آئے ہیں۔ سردار حاتم نے کہا۔

اس لئے کہ ابھی کافرستانی فوج میری تلاش میں ہے اور دوسری

بات یہ کہ ہو سکتا ہے کہ تمہارے آدمیوں میں کوئی کافرستانی فوجیوں

کا منہ ہو۔ صادق چکاری نے کہا۔

ٹھیک ہے جناب۔ ویسے آپ یقیناً میرے نشانات کی وجہ سے

یہاں آئے ہوں گے جو نشانات میں نے درخت پر بنائے تھے۔۔۔

حاتم نے کہا۔

ہاں۔ لیکن ہم ان نشانات کی وجہ تسمیہ نہیں سمجھ سکتے۔ صادق

چکاری نے کہا۔

اوہ۔ حالانکہ میں نے اپنی طرف سے بڑے واضح نشانات بنائے

تھے۔ آپ کی ایک امانت میرے پاس ہے۔ سردار حاتم نے کہا تو

صادق چکاری کے ساتھ ساتھ اس کے قریب کھڑا عمران اور اس کے

ساتھی بھی چونک پڑے۔

امانت۔ کونسی امانت۔ صادق چکاری نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

آپ ہمیں ٹھہریں۔ میں آ رہا ہوں۔۔۔ سردار حاتم نے کہا اور

اور کے حوالے اسے کروں۔ سردار حاتم نے کہا تو صادق چکری

نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اوہ۔ اسی لئے میں سوچ سوچ کر پاگل ہوتا رہا کہ آخر وہ فلم رول کہاں گیا اور کیوں ان کافرستانیوں کو نہیں مل سکا۔ بے حد شکر یہ سردار حاتم۔ تم نے اس فلم رول کو چھپا کر مشکبار کی بے حد خدمت کی ہے۔ بے حد خدمت۔“ صادق چکری نے اس کے کاندھے پر تھکی دیتے ہوئے کہا۔

”شکر یہ جناب۔ تشریف لائیے تاکہ میں آپ کی خدمت کر سکوں۔“ سردار حاتم نے کہا۔

”نہیں۔ ابھی ہم نے واپس جانا ہے۔ خدا حافظ۔“ صادق چکری نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اسی لمحے صفدر چٹانوں کی اوٹ سے نکل کر واپس آگیا۔

”کیا ہوا۔“ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
”حکم کی مکمل تعمیل کر دی گئی ہے۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تمہارے پاس لائٹر تھا یا پتھروں سے آگ جلائی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”میرے پاس لائٹر ہر وقت موجود رہتا ہے۔“ صفدر نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”چلو اب چلیں۔ اب یہ آخری مسئلہ بھی حل ہو گیا ہے۔“ عمران

ہوا تیزی سے پہاڑی چٹانوں کی طرف بڑھ گیا۔

”تمہارے ہاتھ کیسے لگ گیا تھا۔ کیا تم اس غار میں گئے تھے۔“ صادق چکری نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ایک طویل سانس لے کر سردار حاتم سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”جی ہاں۔ جب آپ کو اس غار سے نکال کر کافرستانی فوجی گرفتار کر کے لے گئے تو میں اس غار میں گیا تھا۔ آپ چونکہ زخمی تھے اس لئے میرا خیال تھا کہ آپ کا خون اس غار میں موجود ہوگا اور میں یہ خون محفوظ کرنا چاہتا تھا تاکہ اسے اپنے قبیلے کی آئندہ نسلوں کو دکھا اور بتا سکوں کہ یہ ایک ایسے مرد مجاہد کا خون ہے جس نے مشکباریوں کی آزادی کے لئے بے پناہ جدوجہد کی تھی۔ میں نے اس غار میں ایک سوراخ کے منہ کے بگڑد آپ کے ہاتھوں کے نشانات دیکھے جو خون آلود تھے۔ میں نے اس سوراخ پر موجود پتھر بنایا تو مجھے یہ فلم رول اندر پڑا نظر آگیا۔ میں سمجھ گیا کہ آپ نے اسے یہاں چھپایا ہے اور یہ کوئی خاص چیز ہی ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں نے اسے نکال لیا اور پھر بعد میں وہاں کافرستانی فوج نے دھاوا بول دیا اور بڑی بڑی مشینوں سے اس سارے علاقے کو وہ لوگ چیک کرتے رہے۔ میں سمجھ گیا کہ انہیں اسی فلم رول کی تلاش ہے اس لئے میں نے اس بارے میں کسی کو بھی کچھ نہیں بتایا۔ جب فوجی چلے گئے تو میں نے اس درخت پر نشانیاں بنائیں جو صرف آپ کے لئے تھیں تاکہ آپ ان نشانیوں کو دیکھ کر سمجھ جائیں کہ آپ کی امانت میرے پاس ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کے علاوہ کسی

نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب جیپ میں بیٹھے واپس جا رہے تھے لیکن ایک پھان مڑتے ہی اچانک دس بارہ فوجی ہاتھوں میں گنیں سنبھالے ان کے سامنے آگئے اور صادق چکری نے جیپ روک دی۔

”کافذات دکھاؤ۔“ ایک فوجی نے جیپ کے قریب آکر اندر بیٹھے ہوئے سب کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس فوجی کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

”کیپٹن صاحب۔ کافذات چیک کر کے ہمیں کوئی سرٹیفکیٹ دے دو تاکہ جیپ کے باہر لگا دیں اور اس چیکنگ سے جان بچھوٹ سکے۔“ سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران نے کہا اور جیپ سے کافذات کا لٹافہ نکالا ہی تھا کہ اس فوجی نے لکھتے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور تیزی سے پیچھے ہٹا چلا گیا۔ عمران کی ناک سے نامانوس سی بو نکل رہی اور عمران نے سانس روکنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اس کا ذہن اس قدر تیزی سے تاریکی میں ڈوب گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے۔

شاگل کار سے اترتا اور پھر تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا اپنے آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر خشونت کے تاثرات نمایاں تھے۔ اپنے استے میں موجود ہیڈ کوارٹر کے افراد نے اسے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کرنے کے سوا کوئی بات نہ کی تھی کیونکہ وہ شاگل کے مزاج آشنا تھے انہیں معلوم تھا کہ جب شاگل اس کیفیت میں ہو تو اس سے بات کرنا اپنے آپ کو بھوکے شیروں کی کچھار میں ڈالنے کے مترادف ہوتا ہے۔ شاگل سلام کے جواب میں سر ملاتا ہوا اپنے آفس میں پہنچ کر میز کے پیچھے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی شراب کی بوتل نکال کر میز پر رکھی ہی تھی کہ میز پر موجود اس کا مخصوص ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور اس میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ شاگل نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے اسے اٹھایا اور اپنے سامنے رکھ کر اس نے

اس کا بنن آن کر دیا۔

ہیلو ہیلو تھرٹی ون کاننگ۔ اور۔ ایک مودبانہ سی آواز سنائی دی تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ تھرٹی ون دراصل کوڈ نام تھا اور یہ پاور ہجنسی میں شاگل کا خاص منہر تھا اور وہ مادام ریکھا کا پرسل سیکرٹری تھا اور شاگل جانتا تھا کہ تھرٹی ون اتہائی سنجیدہ اور بااعتماد منہر ہے۔ اس لئے تھرٹی ون کو باقی تمام منہروں کی نسبت چار گنا زیادہ محاذفہ دیا جاتا تھا۔

یس شاگل انڈنگ یو۔ اور۔ شاگل نے کہا۔

باس۔ ایک اتہائی اہم خبر ہے۔ مادام ریکھا نے عمران اور اسکے ساتھیوں کو مستحبار میں مارگا گاؤں کے قریب بے ہوش کر کے اپنی تحویل میں لے لیا ہے اور اس گروپ میں صادق چکاری بھی شامل ہے اور۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں تو نہیں ہو۔ اور۔ شاگل نے اتہائی حیرت منہرے لہجے میں کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ پاور ہجنسی کے آدمی نہ صرف وہاں مارگا گاؤں کے قریب موجود ہیں بلکہ انہوں نے گاؤں کے گرد خفیہ چیکنگ سنٹر بھی بنائے ہوئے ہیں کیونکہ مادام ریکھا کو یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اور صادق چکاری اس فلم رول کو حاصل کرنے کے لئے لازماً وہاں پہنچیں گے جو باوجود کوشش کے دستیاب نہ ہو سکا تھا اور اسی خیال کے پیش نظر مادام ریکھا نے وہاں خصوصاً

انتظامات کر رکھے تھے۔ پھر مادام ریکھا کو ٹرانسمیہ کال آئی کہ پانچ افراد پر مشتمل ایک گروپ جیپ میں وہاں پہنچا ہے۔ ان کے پاس کاغذات بھی درست ہیں اور وہ کافرستان کی فلمی دنیا سے متعلق ہیں اور فلم کی اوکیشن کے سروے کے لئے یہاں آئے ہیں جس پر مادام ریکھا نے ان کے قد و قامت وغیرہ کی تفصیلات حاصل کیں تو مادام ریکھا نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ان کی کڑی نگرانی کی جائے اور اگر یہ فلم رول حاصل کر لیں تو انہیں بے ہوش کر کے کور کر لیا جائے اور اسے اطلاع دی جائے اور ساتھ ہی خفیہ الیکٹرونک آئی چیکنگ سنٹر کو بھی اس نے الرٹ کر دیا۔ پھر کافی دیر بعد مادام ریکھا کو کال ملی کہ یہ لوگ مارگا گاؤں میں اس غار کی چیکنگ کے بعد قریبی گاؤں راہوٹ گئے ہیں اور ایکلڈنگ آئی سے چیکنگ کے نتیجے میں پتہ چلا ہے کہ ان کی ملاقات گاؤں کے سردار سے ہوئی اور پھر اس الیکٹرونک آئی سے سردار کو ایک فلم رول انہیں دیتے ہوئے دیکھا گیا۔ اس کے بعد ان میں سے ایک آدمی اس فلم رول کو لے کر چٹانوں کی اوٹ میں گیا اور وہاں اس نے اس فلم رول کو آگ لگا کر مکمل طور پر جلا دیا ہے جس پر مادام ریکھا نے اپنے آدمیوں سے رابطہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ ان کو اس انداز میں روکا جائے کہ انہیں شک نہ پڑ سکے اور پھر انہیں اتہائی زور اثر گیس سے بے ہوش کر کے اسے فوری اطلاع دی جائے۔ پھر مادام ریکھا کو اطلاع ملی کہ انہیں بے ہوش کر دیا گیا ہے اور انہیں پاور ہجنسی کے خفیہ زمین دوز اڈے پر لے جایا گیا جس پر مادام ریکھا نے جدید میک

بونس کا مقدار بتالیا ہے۔ گڈ شو۔ اور اینڈ آل شائل نے کہا اور نرا قسمیہ آف کر کے اس نے تیزی سے اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

تیلو تیلو۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل کالنگ۔
 اور شاگل نے انتہائی بے چین سے مجھے میں بار بار کال دیتے
 ہوئے کہا۔

یہ ہے۔ نرائن انڈنگ۔ اور۔ ایک مودبانہ سی آواز سنائی دی۔
نرائن تم مارٹا کاؤں سے کتنے فاصلے پر موجود ہو۔ اور۔ وہ۔ ی
طرف سے کہا گیا۔

جنتاب - ڈیڑھ سو میل کا فاصلہ تقریباً ہے۔ اور یہ دوسری طرف سے کہا گیا۔

تمہارے پاس یہ رفتار میلی کا پہلو تو موجود ہو گا۔ اور وہ شائل
نے کہا۔

یس ۔۔ دو تیز رفتار ہیلی کاپٹر ہیں۔ اور ”
کہا گیا۔
دوسری طرف سے

تو میری بات غور سے سنو۔ تم نے ایک اہم مشن مکمل کرنا ہے۔ اور“ شاگل نے کہا اور پھر اس نے تھرٹی دن کی رپورٹ کے مطابق اسے عمران اور اس کے ساتھیوں اور صادق چکاری کی گرفتاری اور جس اڈے پر وہ موجود تھے اس کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی۔

اپ ڈاشر سے ان سب کے میک اپ چیک کرنے کا حکم دیا اور پھر مادام
ریکھا کو رپورٹ ملی کہ میک اپ ڈاشر سے ان سب کے میک اپ ختم
ہو گئے ہیں اور ان میں ایک صادق چکاری اور ایک علی عمران ہے۔
وہاں موجود مادام ریکھا کا ایک آدمی ان دونوں کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔
مادام ریکھا نے یہ رپورٹ ملتے ہی انہیں اس اذے میں مسلسل بے
ہوش رکھنے کا حکم دیا ہے اور مادام ریکھا خود ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر پر
مشکبار روانہ ہو گئی ہیں۔ وہ چار گھنٹوں میں وہاں پہنچ جائے گی۔
اور۔۔۔ تھنی دن نے نفسیاتی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔
"یہ اڈا کہاں ہے۔۔۔ تمہیں معلوم ہے۔ اور۔۔۔ شاگل نے ہونٹ
کاٹتے ہوئے پوچھا۔

”یس سر۔ یہ اڈا مار گاگاؤں سے دو کھو سینہ دور شمال کی طرف پالا
 نامی پہاڑی کے دامن میں ہے۔ یہ اڈہ پہلے کسی مشکباری تنظیم ہ تھا
 جس پر کافرستانی فوجیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس پہاڑی کی نشانی یہ
 ہے کہ اس کی چوٹی پر دو چٹانیں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح
 موجود ہیں جیسے ایک دوسرے کے سہارے پر کھڑی ہوں۔ اور۔“

”وہاں کتنے افراد موجود ہوں گے۔ اور“ . شاگل نے پوچھا۔
 ”فوجیوں کی تعداد کا تو علم نہیں البتہ پاور ہجس کے چار ایجنٹ
 موجود ہیں۔ اور“ . تھریڈن نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تم نے اطلاع دے کر اپنے آپ کو سپیشل

”یس سر۔ میں نے یہ اڈہ دیکھا ہوا ہے۔ اور“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”مادامہ ریکھا چار گھنٹوں بعد وہاں پہنچ رہی ہے جبکہ تم زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر وہاں پہنچ سکتے ہو۔ اپنے ساتھ آدمی لے جاؤ اور تم نے وہاں موجود فوجیوں سمیت سب کو ہلاک کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اسی بے ہوشی کے عالم میں اپنے ہیڈ کو اڑنے لے آنا ہے اور یہ کام اس انداز میں کرنا ہے کہ صدر یا پرائم منسٹر کو بھی معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کام ہم نے کیا ہے۔ کیا تم یہ مشن مکمل کر لو گے۔ اور۔“ شاگل نے کہا۔

”یس سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی سر۔ اور“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تو پھر فوری طور پر اسے مکمل کرو اور مجھے اطلاع دو۔ میں تمہاری کال کا شدت سے منتظر ہوں گا۔ اور“ شاگل نے کہا۔

”یس باس۔ اور“... دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اس پر موجود ایک بٹن پر پریس کر دیا تو ٹرانسمیٹر پر اس کی فریکوئنسی خود بخود ایڈجسٹ ہونے لگی۔

”میں تمہیں تو کسی صورت یہ کریڈٹ نہیں لینے دے سکتا دیکھا۔ یہ کریڈٹ ہر حالت میں سیکرٹ سروس کو ہی ملے گا“... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر میز پر پڑی ہوئی شراب کی چھوٹی بوتل کا ڈھکن کھول کر اس نے اسے منہ سے لگا لیا۔

عمران کے تاریک ذہن میں خود بخود روشنی کی لہریں سی پیدا ہونے لگیں اور پھر آہستہ آہستہ اس کا ذہن پوری طرح بیدار ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اسے احساس ہوا کہ وہ کسی لرزے والی چیز پر موجود ہے۔ اس کے ذہن میں کسی فلم کی طرح وہ منظر ابھر آیا جب وہ اپنے ساتھیوں سمیت سردار حاتم سے مل کر واپس جیپ پر جا رہا تھا کہ فوجیوں نے اس کی جیپ کو روکا اور پھر کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس کی ناک سے نامانوس سی بو نکلرائی تھی اور پھر اس کا ذہن کیمرے کے شٹر کی طرح بند ہو گیا تھا۔ دوسرے لمحے اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ کسی ہیلی کاپٹر کے عقبی خالی حصے میں اپنے ساتھیوں سمیت فرش پر لیٹا ہوا ہے۔ اس نے سر اٹھایا تو اس نے ہیلی کاپٹر کی فرنٹ سیٹ پر پائلٹ کے ساتھ ایک بھاری جسم کے آدمی کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ باقی ہیلی کاپٹر خالی تھا وہ اپنے ساتھیوں کے چہروں کو دیکھ کر بے اختیار

سی تیزی سے اس کی سیٹ کا بالکل کھولا اور پھر پائلٹ کا بھی وہی حشر ہوا جو اس سے پہلے سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی کا ہوا تھا۔ عمران اٹھل کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے نیچے جاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کا کنٹرول سنبھال لیا۔ ہیلی کاپٹر بال بال بچا تھا۔ اگر عمران فوری طور پر اسے کنٹرول نہ کر لیتا تو وہ ایک پہاڑی سے ٹکرا گیا ہوتا۔ اسی لمحے عمران نے اپنے آگے کافی فاصلے پر جاتے ہوئے ایک دوسرے ہیلی کاپٹر کو دیکھ لیا۔ یہ ٹرانسپورٹر ہیلی کاپٹر تھا اور کافی بڑا تھا۔ عمران نے بے اختیار اپنی جیبیں ٹٹولنا شروع کر دیں لیکن اس کی جیبیں خالی تھیں۔ عمران نے ایک نظر ماحول کا جائزہ لیا اور پھر آگے جانے والا ہیلی کاپٹر جیسے ہی ایک پہاڑی کے پیچھے جا کر اس کی نظروں سے غائب ہوا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑا اور پھر تیزی سے اسے غوطہ دے کر سائیڈ سے نکال کر پہاڑی چٹانوں کے اندر اندر فاصلے پر لے جانے لگا اور پھر تھوڑی دیر بعد اسے ہیلی کاپٹر اتارنے کے لئے ایک مناسب جگہ نظر آگئی تو اس نے پھرتی سے ہیلی کاپٹر کو چٹانوں کے درمیان ایک مسطح جگہ پر اتار دیا۔ دوسرے لمحے انجن بند کر کے وہ بجلی کی سی تیزی سے واپس مڑا اور پھر اس نے ایک ایک کر کے اپنے ساتھیوں اور صادق چکاری کو اٹھا کر ہیلی کاپٹر سے لچھ فاصلے پر چٹانوں کی اوٹ میں اس طرح لٹا دیا کہ اوپر سے وہ نظر نہ آسکیں۔ اس کے بعد ایک بار پھر وہ ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کیا لیکن زیادہ بلندی پر جانے کی بجائے وہ نیچے پرواز کرتا ہوا تھوڑے فاصلے پر گیا اور پھر اس

چونک پڑا کیونکہ صادق چکاری سمیت وہ سب اپنے اصل چہروں میں تھے۔ وہ سب بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور عمران سمجھ گیا کہ اس کی ذہنی مستیوں نے ایک بار پھر کام دکھا دیا ہے۔ وہ آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کا جسم بندھا ہوا نہ تھا۔ دوسرے لمحے وہ ساری صورت حال سمجھ گیا کہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوش کر کے ہیلی کاپٹر پر کبیس لے جایا جا رہا ہے اور اصل چہروں کی وجہ سے وہ سمجھ گیا کہ انہیں پہچان لیا گیا ہے۔ اس لئے اس نے فوری طور پر ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ اس کے سوا اس کے پاس اور کوئی صورت ہی نہ تھی۔ وہ آہستہ سے اٹھ کر عقبی سیٹ کے نیچے سے کراٹنگ کرتا ہوا پائلٹ اور سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے بھاری جسم کے آدمی کے سین عقب میں پہنچ گیا۔ ہیلی کاپٹر کی سائیڈ بھی کھلی ہوئی تھی۔ عمران ایک جھٹکے سے اٹھا اور دوسرے لمحے بھاری جسم کا آدمی یکفخت اس کے دونوں ہاتھوں میں جکڑا ہوا بلند ہوا اور دوسرے لمحے اس کی چمچ ہیلی کاپٹر سے نیچے جاتی ہوئی سنائی دی۔ عمران نے اسے ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھلی ہوئی سائیڈ سے نیچے پھینک دیا تھا۔

تم۔ تم۔ تم۔ یہ۔ یہ۔ یہ۔ پائلٹ نے بری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

خبردار۔ اگر کوئی غلط حرکت کی تو گولی مار دوں گا۔ عمران نے اس کی گردن کے عقب میں اکڑی ہوئی انگلی رکھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ پائلٹ کچھ سمجھتا۔ عمران نے دوسرے ہاتھ سے بجلی کی

کیا گیا ہوگا۔ لامحالہ یہ کام کسی ایسے اڈے پر ہوا ہوگا جس میں جدید ترین میک اپ و اشٹر بھی ہوگا اور اس کے علاوہ آپ نے ہیلی کا پٹر کا رنگ جو بتایا ہے اس کے مطابق ہمیں کافرستان کی سرحد کی طرف نہیں لے جایا جا رہا تھا بلکہ مشکبار میں ہی کسی اور جگہ لے جایا جا رہا تھا۔ اس کا کیا مطلب ہوا؟ صفدر نے کہا تو عمران کے چہرے پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

تم درست کہہ رہے ہو لیکن یہ باتیں بعد میں بھی ہو سکتی ہیں۔ جیسے ہی انہیں ہیلی کا پٹر کی گمشدگی کا پتہ چلا۔ انہوں نے تلاش شروع کر دینی ہے اور اس سے پہلے ہمارا کسی محفوظ اڈے پر پہنچنا ضروری ہے۔ عمران نے کہا۔

اگر آپ اجازت دیں تو میں پہاڑی کی چوٹی پر جا کر ارد گرد کے علاقے کو چیک کروں تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ ہم کہاں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں قریب ہی کوئی خفیہ مشکباری اڈہ موجود ہو۔ صادق چکاری نے کہا۔

ہاں۔ جلدی ایسا کرو۔ لیکن خیال رکھنا کہ تمہیں چیک نہ کر لیا جائے۔ ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے اور ہمیں بڑی آسانی سے مارا جا سکتا ہے۔ عمران نے کہا۔

میں خیال رکھوں گا۔ صادق چکاری نے کہا اور پھر وہ ایک پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ اسی لمحے دور سے ایک ہیلی کا پٹر آتا ہوا دکھائی دیا تو صادق چکاری سمیت سب چٹانوں کی اوٹ میں ہو گئے۔ ہیلی کا پٹر ان

نے ہیلی کا پٹر کو ایک اور جگہ پر اتار دیا اور پھر ہیلی کا پٹر سے نیچے اتر کر وہ دوڑتا ہوا واپس اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ہیلی کا پٹر وہاں سے فاصلے پر اس لئے اتارا تھا کہ اگر ہیلی کا پٹر چیک ہو جائے تو بہر حال اتنا فاصلہ ہو کہ ہیلی کا پٹر کی لوکیشن کی وجہ سے وہ فوری طور پر گھیرے میں نہ آسکیں۔ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا تھوڑی دیر بعد عمران اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے ایک نوکدار پتھر اٹھایا جس کی ایک سائیڈ اور نوک خاصی تیز تھی پھر اس نے صفدر کو الٹا کیا اور پھر اس کی گردن کے عقبی حصے میں اس پتھر کی تیز سائیڈ کی مدد سے کٹ لگایا۔ تھوڑا سا خون نکلا ہی تھا کہ صفدر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے تو عمران نے مٹی اٹھا کر اس کے زخم پر ڈالی اور اسے مل دیا تاکہ مزید خون نہ نکلے اور پھر اس نے باری باری یہی کام تنور، کیپٹن، شکیل، صادق چکاری کے ساتھ کیا اور تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی ہوش میں آ گئے۔ جب عمران نے انہیں پوزیشن بتائی تو سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

میں نے چیک کر لیا ہے۔ یہ ہیلی کا پٹر کافرستان سیکرٹ سروس کا ہے۔ اس پر اس کا مخصوص نشان موجود تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں سیکرٹ سروس کے آدمیوں نے چیک کیا تھا اور وہی ہمیں لے جا رہے تھے۔ عمران نے کہا۔

لیکن عمران صاحب۔ ہمارے چہروں کو ہیلی کا پٹر تو صاف نہیں

آجائے عمران صاحب۔ صادق چکاری نے مڑ کر کہا تو عمران

اور اس کے ساتھی آگے بڑھے اور پھر اس چٹان کے پٹنے سے پٹنے والے
خلا سے باہر آنے والے مشکباری کی رہنمائی میں وہ اس خلا میں گھس
گئے۔ یہ ایک قدرتی کریم سا تھا۔ ان کے آگے بڑھتے ہی اس آدمی نے
ایک سائیڈ پر موجود لکڑی کے بنے ہوئے کنڈے میں دونوں ہاتھ ڈال
کر اسے کھینچا تو چٹان ہلکی سی گڑ گڑاہٹ سے برابر ہو گئی۔

ایسے جناب۔ اس آدمی نے کہا اور پھر وہ اس کریم میں جس
میں خاصا اندھیرا تھا آگے بڑھتے چلے گئے۔ تموڑی دیر بعد وہ ایک موز مڑ
کر ایک بڑی سی غار میں پہنچ گئے۔ یہاں باقاعدہ فرش پر درزی پنکھی ہوئی
تھی اور وہاں ایک ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا اور دوسرا سامان بھی۔

اس کا نام نصیر الدین ہے اور اس کا تعلق مشکباری مجاہد تنظیم
الحب سے ہے۔ یہ اس اڈے کا انچارج ہے۔ مجھے چونکہ یہ پہچانتا تھا
اس لئے ہم یہاں آگئے ہیں اور اب ہم محفوظ ہیں۔ صادق چکاری نے
عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

ہمیں معلوم کرنا ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا ہے۔ کیا مار گھاؤں
کے قریب اس تنظیم کا کوئی اڈہ ہے۔..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں جناب۔ وہاں ہمارے اڈے پر ٹرانسمیٹر پر بات ہو سکتی
ہے۔..... نصیر الدین نے کہا۔

”کون انچارج ہے وہاں۔“ صادق چکاری نے پوچھا۔

”کمانڈر طوسی۔..... نصیر الدین نے جواب دیا۔

کے سروں کے اوپر سے گزر کر آگے بڑھ گیا تو صادق چکاری ایک بار پھر
اوپر چڑھنے لگا۔ ہیلی کاپٹر واپس نہ آیا لیکن تموڑی دیر بعد صادق چکاری
استقامتی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا نیچے آگیا۔

عمران صاحب۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ یہ علاقہ وچوک پہاڑی
سلسلے کا علاقہ ہے۔ یہاں قریب ہی ایک مشکباری تنظیم کا خفیہ اڈہ
موجود ہے۔ میں وہاں کئی بار جا چکا ہوں لیکن صادق چکاری نے
کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب صادق چکاری کی
رہنمائی میں پہاڑی چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے ایک طرف کو بڑھتے چلے
گئے تقریباً بیس منٹ بعد صادق چکاری نے انہیں رکنے کا اشارہ کیا اور
پھر وہ خود آگے بڑھ کر ایک چٹان پر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے دونوں
ہاتھ منہ کی سائیڈوں میں رکھے اور دوسرے لمحے ایک تیز سسٹی کی آواز
اس کے منہ سے نکلی۔ آواز کبھی آہستہ ہو جاتی اور کبھی تیز۔ کچھ دیر تک
وہ اسی طرح سسٹی بجاتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ ہٹائے۔ چند لمحوں بعد اس
نے اشارے سے انہیں اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تو عمران اور اس کے
ساتھی آگے بڑھے اور اسی لمحے انہوں نے کچھ فاصلے پر ایک چٹان کو
حرکت کرتے ہوئے دیکھا اور پھر اس چٹان کے پٹنے سے پٹنے والے خلا
میں سے ایک مشکباری باہر آگیا۔

”آپ یہاں رکھیں۔ میں اس سے بات کرتا ہوں۔“ صادق
چکاری نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ وہ دونوں کچھ دیر تک باتیں کرتے

”اوہ۔ اوہ۔ سرخ شاہین آپ وہاں کیسے پہنچ گئے۔ ہم تو آپ کی وجہ سے سخت پریشان تھے ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے آپ کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ آپ کو لاسٹ اڈے پر چیک کیا گیا تھا اور پھر اس اڈے پر موجود افراد کو گولیوں سے اڑا دیا گیا ہے اور یہ کارروائی دو ہیلی کاپٹروں نے کی اور پھر آپ اور آپ کے ساتھیوں کو وہ لوگ بے ہوشی کے عالم میں ہیلی کاپٹروں پر اٹھا کر لے گئے تھے۔ ہم ابھی رابطہ ہی کر رہے تھے تاکہ آپ کے متعلق معلومات مل سکیں کہ آپ کی کال آگئی۔ اور۔۔۔ کمانڈر طوسی نے کہا۔

”میرے ساتھ سورج اور اس کے ساتھی بھی ہیں کمانڈر طوسی۔ ہم وہاں فلم رول کی تلاش کے لئے گئے تھے جو ہمیں راہوٹ گاؤں کے سردار حاتم سے مل گیا لیکن واپسی پر ہمیں فوجیوں نے روک کر بے ہوش کر دیا اور جب ہمیں ہوش آیا تو ہم ہیلی کاپٹر سے باہر تھے۔ ہماری بے ہوشی کے دوران ہی سورج نے ہوش آنے پر ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیا تھا اور ہمیں ہیلی کاپٹر سے نیچے اتار لیا تھا۔ پھر ہم یہاں سکسٹی سکسٹی میں پہنچ گئے ہیں۔ لیکن ہم تفصیل سے معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اور کس نے کی ہے۔ اور۔۔۔۔۔ صادق چکاری نے کہا۔

”میں آپ کو تھوڑی دیر بعد خود کال کروں گا۔ پھر تفصیل بتاؤں گا۔ آپ وہیں رہیں۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور صادق چکاری نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”اوہ۔ اس کی مجھ سے بات کراؤ۔۔۔۔۔ صادق چکاری نے کہا تو نصیر الدین نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور پھر اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ عمران نے دیکھ لیا تھا کہ یہ اہتائی خصوصی نوعیت کا ٹرانسمیٹر تھا جس کی کال عام کال چیکر سے چیک نہ ہو سکتی تھی۔ اس لئے وہ خاموش رہا۔

”ہیلو، ہیلو۔ نصیر الدین کالنگ فرام سکسٹی سکسٹی۔ اور۔۔۔۔۔ نصیر الدین نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس۔ فارٹی فارٹی اسٹنگ یو۔ اور۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”کمانڈر طوسی سے بات کراؤ۔ یہاں سرخ شاہین موجود ہے۔ وہ کمانڈر طوسی سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اور۔۔۔۔۔ نصیر الدین نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی ایسا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”ہاں۔ اور۔۔۔۔۔ نصیر الدین نے کہا۔

”ہیلو۔ کمانڈر طوسی بول رہا ہوں نصیر الدین۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ سرخ شاہین تمہارے پاس موجود ہے۔ اور۔۔۔۔۔ ایک اور بھاری آواز سنائی دی لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے نصیر الدین کی بات کا یقین نہ آرہا ہو۔

”ہیلو کمانڈر طوسی۔ میں سرخ شاہین بول رہا ہوں سکسٹی سکسٹی سے۔ اور۔۔۔۔۔ اس بار صادق چکاری نے کہا۔

”ہیلو کمانڈر۔ سورج سے بات کرو۔ اور“ صادق چٹاری نے کہا۔

”یس سر۔ اور“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

ہیلو کمانڈر طوسی میں سورج بول رہا ہوں۔ تمہاری بتائی ہوئی تفصیل ہم نے سن لی ہے لیکن اس کا مطلب ہے کہ اب اس سسٹی سسٹی کو جلد ہی فوجیوں نے گھیر لینا ہے کیونکہ مادام ریکھانے پرانم منسٹر یا صدر کافرستان کو رپورٹ دینی ہے اور پھر یہاں موجود کافرستانی فوجیوں نے ہماری تلاش شروع کر دینی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی تلاش شروع ہونے سے پہلے ہم آزاد مشکبار یا پاکیشیا پہنچ جائیں۔ کیا یہاں سے کوئی ایسا انتظام ہو سکتا ہے۔ اور“ عمران نے کہا۔

”ہیلی کاپڑ تو ہمارے پاس نہیں ہیں جناب اور نہ ہی اسے چھوڑا جائے گا البتہ جہاں آپ موجود ہیں وہاں سے چار کلو میٹر دور ایک بڑا گاؤں ہے جس کا نصیر الدین کو علم ہے۔ وہاں سے جیپ آپ کو مل جائے گی میک اپ کا سامان بھی اور اس کے ساتھ گائیڈ بھی جو ایک محفوظ راستے سے آپ کو آزاد مشکبار پہنچا سکتا ہے۔ اور“ کمانڈر طوسی نے کہا۔

”تو پھر اس کا فوری انتظام کرو۔ ہم جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہتے ہیں۔ اور“..... عمران نے کہا۔

”آپ نصیر الدین کے ساتھ وہاں پہنچ جائیں۔ نصیر الدین کو علم ہے کہ آپ نے کہاں پہنچنا ہے۔ میں اس دوران وہاں ہدایات دے

”کیا یہ اڈا ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اچانک ہمیں گھیر لیا جائے“ عمران نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب۔ اسے چمک نہیں کیا جاسکتا۔ اور اگر چمک بھی کر لیا جائے تب بھی یہاں سے نکلنے کا ایک خفیہ راستہ موجود ہے اور اس اڈے کو فوری طور پر تباہ کئے جانے کا بھی انتظام موجود ہے“ نصیر الدین نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر سے سینی کی آواز سنائی دی تو صادق چٹاری نے اس کا بن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ فارنی فارنی سے کمانڈر طوسی کا ٹنگ یو۔ اور۔ کمانڈر طوسی کی آواز سنائی دی۔

”یس سرخ شاہین امنڈنگ یو۔ اور“ صادق چٹاری نے کہا۔

”جناب۔ ہم نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ آپ کو پاور ہجنسی کے آدمیوں نے چمک کر کے بے ہوش کیا اور اڈے میں لے گئے۔ جہاں آپ سب کے میک اپ واش کئے گئے۔ پاور ہجنسی کی مادام ریکھانے ہیلی کاپڑ پر یہاں آرہی ہے لیکن پھر سیکرٹ سروس کے دو ہیلی کاپڑوں پر بارہ آدمی یہاں پہنچے اور انہوں نے یہاں موجود پاور ہجنسی کے تمام افراد کو کافرستانی فوجیوں سمیت گولیوں سے اڑا دیا اور آپ سب کو ہیلی کاپڑ پر سوار کر کے مشکبار میں اپنے اڈے کی طرف لے گئے۔ اور“ کمانڈر طوسی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”میری بات کراؤ“ عمران نے صادق چٹاری سے کہا۔

دوں گا۔ اور... کمانڈر طوسی نے کہا۔

اوکے۔ اور اینڈ آل... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

چلو نصیر الدین۔ ہم نے فوری یہاں سے نکلنا ہے۔..... عمران نے

نصیر الدین سے کہا اور نصیر الدین نے اثبات میں سر ملا دیا۔

شاگل اپنے دفتر میں استہائی اضطراب اور بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت شدید ہیجان میں مبتلا ہے۔ وہ بار بار میز پر موجود ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھتا اور پھر ٹہلنا شروع کر دیتا۔

جلدی کرو کم بنتو۔ ورنہ اس بار مجھے موت کی کرسی سے کوئی نہ بچا سکے گا۔..... شاگل نے مسٹیاں بھیختے ہوئے بڑبڑا کر کہا وہ بار بار مسٹیاں بھیج اور کھول رہا تھا۔ اسے اس عالم میں ٹہلتے ہوئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہو گیا تھا اور حقیقتاً اس وقت اس پر گزرنے والا ایک ایک لمحہ قیامت بن کر گزر رہا تھا اور پھر اچانک ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو شاگل اس طرح اچھل کر میز کی طرف بڑھا جیسے ایک لمحے کی تاخیر سے اس پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

اہل ثابت کر دیا ہے کہ تم پر مکمل اعتماد کیا جاتا ہے۔ تمہیں :
صرف اس کامالی انعام ملے گا بلکہ آج کے بعد تم ہمیشہ میری گذ بک میں
بھی رہو گے۔ موتی رام۔ اور۔ شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں
کہا۔

تھینک یو باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل تو میرا فرض ہے باس۔
اور۔ موتی رام نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

میں فوری طور پر ہیڈ کوارٹر نمبر ٹو سے شام اور اس کے ہمیں
ساتھیوں کو بھجوا رہا ہوں تاکہ وہاں نفری پوری کی جاسکے لیکن انچارج
تم ہی رہو گے۔ اور۔ شاگل نے کہا۔

تھینک یو باس۔ میں آئندہ بھی آپ کا وفادار رہوں گا۔ اور۔
دوسری طرف سے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

اد کے۔ جب شام پہنچ جائے تو اسے کہنا کہ تجھے کال کرے۔ اور
اینڈ آل۔ شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف
کیا اور پھر تیزی سے اس پر ایک اور فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر
دی۔

ہیلو ہیلو۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا
ہوں۔ اور۔ شاگل نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

شام اینڈنگ یو باس۔ اور۔ چند لمحوں بعد ایک موبائل پر
آواز سنائی دی۔

تمہیں جو ہدایات دی گئی تھیں ان کے مکمل ہونے کا وقت آگیا

ہیلو۔ موتی رام کالنگ۔ اور۔ ایک آواز سنائی دی۔

جلدی بکو۔ کیا ہوا۔ کیا کیا ہے تم نے۔ جلدی بکو جلدی۔
اور۔ شاگل نے حلق پھاڑ کر چیخے ہوئے کہا۔

باس۔ آپ کے حکم کی مکمل تعمیل کر دی گئی ہے۔ اور۔
دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے اس قدر زور سے سانس یا جیسے
پورے کمرے میں موجود ہوا کو وہ ایک ہی بار اپنے سینے میں جمع کر لینا
چاہتا ہو۔

اوہ۔ گڈ گاڈ۔ تفصیل بتاؤ تفصیل۔ اور۔ شاگل نے بار بار
لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے میز کے پیچھے رکھی ہوئی
کرسی پر بیٹھ گیا۔

باس۔ آپ کے حکم کے مطابق نرائن اور اس کے ساتھ جانے
والے افراد اور ایک پائلٹ اور نرائن کے اسسٹنٹ شام کو گرفتار کر
لیا گیا۔ اس کے بعد آپ کے حکم کے مطابق ان سب افراد کو بغیر اسلحے
کے ہلاک کر دیا گیا اور پھر ان کی لاشیں اور پہلے سے موجود دونوں
لاشیں ان دونوں ہیلی کاپٹروں میں ڈال کر انہیں پہاڑیوں میں لے جا
کر میزائل مار کر تباہ کر دیا گیا ہے۔ ہیڈ کوارٹر میں موجود میرے علاوہ
باقی پانچ افراد کو بھی گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور ان کی لاشیں
برقی بھنی میں ڈال کر جلا دی گئی ہیں اور اب ہیڈ کوارٹر میں اس وقت
میں اکیلا موجود ہوں۔ اور۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

گڈ۔ تم نے میرے حکم کی تعمیل کر کے اپنے آپ کو اس بات کا

”نوسر۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”او کے۔ اب جیسا میں نے تمہیں سمجھایا تھا تم اس طرح کی رپورٹ اپنے طور پر مین ہیڈ کوارٹر کو کرو۔ اور۔۔۔ شاگل نے کہا۔

”یس باس۔ اور۔۔۔۔۔ شام نے کہا تو شاگل نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس۔۔۔ شاگل نے حکماء لہجے میں کہا۔

”راجندر بول رہا ہوں باس۔ مشکبار ہیڈ کوارٹر نمبرون کے بارے میں انتہائی بری رپورٹ موصول ہوئی ہے اور یہ رپورٹ ہیڈ کوارٹر نمبر نو کے چیف شام نے دی ہے۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا مطلب۔ شام نے ہیڈ کوارٹر نمبرون کے بارے میں رپورٹ دی ہے۔ کیا مطلب۔ ہیڈ کوارٹر نمبرون کا انچارج تو نرائن ہے۔ اس نے رپورٹ کیوں نہیں دی اور کیا رپورٹ ہے۔۔۔ شاگل نے لہجے کو حیرت سے پر بناتے ہوئے کہا۔

”باس۔ شام نے رپورٹ دی ہے کہ اسے اطلاع ملی کہ ہیڈ کوارٹر نمبرون کا انچارج نرائن اپنے بارہ ساتھیوں سمیت ہیڈ کوارٹر کے دونوں ہیلی کاپروں پر سوار کسی مشن پر جا رہا تھا کہ دونوں ہیلی کاپٹر پہاڑیوں سے ٹکرا کر تباہ ہو گئے اور نرائن سمیت سب افراد ہلاک ہو گئے جس پر شام اپنے ساتھیوں سمیت فوراً ہیڈ کوارٹر نمبرون پہنچا تاکہ تفصیل حاصل کر سکے اور وہاں اس نے نرائن کے ایک اسسٹنٹ

ہے۔ کیا تم پوری طرح تیار ہو۔ اور۔۔۔ شاگل نے کہا۔

”یس باس۔ مجھے آپ کے حکم کا انتظار تھا۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”او کے۔ فوراً اپنے ساتھیوں سمیت ہیڈ کوارٹر نمبرون پہنچو۔ وہاں موتی رام اکیلا موجود ہے اور اس نے بھی تمام کارروائی مکمل کر لی ہے۔ اب مزید کارروائی تم نے مکمل کرنی ہے۔ اور۔۔۔ شاگل نے کہا۔

”یس باس۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کارروائی مکمل کر کے مجھے فوراً رپورٹ دینا۔ میں تمہاری کال کا منتظر ہوں گا۔ اور۔۔۔ شاگل نے کہا۔

”یس باس۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر ایک بٹن دبایا تاکہ دوسری طرف سے کال آئے تو وہ رسیو کر سکے۔ اب اس کے چہرے پر خاصے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے میز کی دراز سے ایک چھوٹی شراب کی بوتل اٹھائی اور اسے کھول کر منہ سے لگالیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے انتظار کے بعد ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی تو شاگل نے بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ شام کالنگ باس فرام مشکبار ہیڈ کوارٹر نمبرون۔ اور۔۔۔۔۔ شام کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ شاگل اینڈنگ یو کوئی پرابلم۔ اور۔۔۔ شاگل نے کہا۔

کی گھنٹی ایک بار پھر بجی ابھی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
"ہیس شاگل نے کہا۔"

پریذیڈنٹ ہاؤس سے کال ب جیتاب دوسری طرف سے
اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔
"کراؤ بات" شاگل نے کہا۔

"ہیلو۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔" چند لمحوں
بعد صدر کے ملٹی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ہیس شاگل بول رہا ہوں" شاگل نے کہا۔

پریذیڈنٹ صاحب سے بات کریں جیتاب دوسری طرف
سے کہا گیا۔

"ہیلو۔" چند لمحوں بعد صدر کی باوقار سی آواز سنائی دی۔

"ہیس سر۔ شاگل بول رہا ہوں سر۔" شاگل نے انتہائی مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

"مسٹر شاگل۔ پاور ہجنسی کی ماوام ریکھانے شکایت کی ہے کہ ان
کی ہجنسی نے عمران اور اس کے ساتھیوں اور صادق چکاری کو مار گ
گاؤں کے قریب سے گرفتار کر لیا تھا اور ان سب کے میک اپ واش
کر کے انہیں چیک بھی کر لیا گیا۔ مزید تصدیق کے لئے ماوام ریکھا
کافرستان سے ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچی تو انہوں نے دیکھا کہ یہ لوگ
غائب تھے جبکہ پاور ہجنسی کے آدمی اور چند فوجی بھی جو وہاں موجود
تھے وہ ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس نے ارد گرد کے دیہاتیوں سے معلومات

موتی رام کو شدید زخمی حالت میں پایا۔ اس موتی رام کو گولی ماری گئی
تھی۔ اس نے مرنے سے پہلے بتایا کہ ہیڈ کوارٹر میں گروہ بندی تھی
جس میں سے ایک گروہ کی سرپرستی نرائن کرتا تھا جبکہ دوسرے گروہ
جس میں پانچ چھ افراد تھے کی سرپرستی نرائن کا سینڈ چیف رام لعل
کرتا تھا۔ نرائن اور رام لعل میں لڑائی ہو گئی جس میں بیچ بچاؤ کر دیا
گیا۔ پھر نرائن اپنے بارہ ساتھیوں کو لے کر دو ہیلی کاپٹروں پر سوار ہو
کر کافرستان آنے لگا تو رام لعل اور اس کے ساتھیوں نے دونوں ہیلی
کاپٹروں کو میزائلوں سے تباہ کر دیا اور خود بھی وہ فرار ہو گئے ہیں۔
چونکہ موتی رام غیر جانبدار تھا اس لئے انہوں نے جاتے ہوئے اسے بھی
اپنی طرف سے ہلاک کر دیا اور پھر وہ غائب ہو گئے۔ اب شام وہاں اپنے
ساتھیوں سمیت موجود ہے۔ موتی رام بھی ہلاک ہو چکا ہے۔ راجندر
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری ہیڈ۔ اس کی تو اسٹیٹس پر تحقیقات ہونی چاہئے۔ تم
ایسا کرو کہ شام کو ہیڈ کوارٹر نمبر ون کا انچارج بنا دو اور ہیڈ کوارٹر نمبر
ٹو پر اس کے اسسٹنٹ کو انچارج بنا دو۔ میں خود وہاں جاؤں گا اور اس
معاملے میں مزید تحقیقات کروں گا اور شام کو حکم دے دو کہ جو لوگ
فرار ہو گئے ہیں ان کی تلاش کرے اور انہیں گرفتار کرے۔" شاگل
نے کہا۔

"ہیس باس۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل نے رسیور رکھ
کر ایک طویل اطمینان بھرا سانس لیا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد فون

اہتہائی پر زور دے رہے ہیں کہا۔

”آپ نے سیکرٹ سروس کے مشکبار ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جو رپورٹ دی ہے یہ تو آپ کی نااہلی کا ثبوت ہے مسٹر شاگل۔ اس سے تو یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ آپ کی قطعی کوئی انتظامی گرفت اپنے ڈیپارٹمنٹ پر نہیں ہے کہ وہاں نہ صرف گروہ بندیاں ہوتی ہیں بلکہ ایک دوسرے کو ہلاک کیا جاتا ہے اور قیمتی ہیلی کاپٹر بھی تباہ کر دیئے جاتے ہیں۔ اسی بات کا میں اہتہائی سختی سے نوٹس لے رہا ہوں۔“ صدر نے اہتہائی غصہ لہجے میں کہا۔

”جناب۔ مرکز سے ہٹ کر جو ہیڈ کوارٹر بنائے جاتے ہیں وہاں ایسے حالات کا ہر وقت امکان رہتا ہے اس لئے جناب میں ایسے ہیڈ کوارٹر بنانے کے ہی خلاف تھا اور میں نے اس سلسلے میں اعتراض بھی کیا تھا لیکن پرائم منسٹر صاحب کے حکم کی وجہ سے میں انہیں قائم کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ ویسے جناب میں خود اس بارے میں تحقیقات کرنا چاہتا ہوں تاکہ آئندہ ایسے واقعات کا اعادہ نہ ہو سکے۔“ شاگل نے کہا۔

”اوہ۔ تو آپ نے مخالفت کی تھی اور یہ ہیڈ کوارٹر پرائم منسٹر صاحب کے حکم پر بنائے گئے تھے۔“ صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں جناب۔ پرائم منسٹر صاحب کے حکم پر ایسا ہوا تھا۔ ان کی فائل میں میری مخالفت ریکارڈ پر موجود ہے۔ اس میں یہی خدشہ ظاہر

حاصل کیں تو اسے معلوم ہوا کہ کافرستان سیکرٹ سروس کے دو ہیلی کاپٹر وہاں پہنچے اور ان سب کو ہلاک کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوشی کے عالم میں لے گئے جس پر مادام ریکھانے مشکبار میں سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کیا تو وہاں کے انچارج شیام نے ایسے کسی واقعہ سے انکار کر دیا بلکہ اس نے بتایا کہ دونوں ہیلی کاپٹر تباہ ہو چکے ہیں پھر اس نے گروہ بندی اور آپس کی لڑائی کے بارے میں تفصیل بتائی۔ مادام ریکھانے کہا ہے کہ یہ سب کچھ آپ نے کیا ہے۔“ صدر نے اہتہائی ناخوشگوار لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ مجھے ابھی دس منٹ پہلے رپورٹ ملی ہے۔“ شاگل نے مودبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی راجندر کی بتائی ہوئی رپورٹ تفصیل سے بتادی۔

”میں نے جناب انکوائری کا حکم دے دیا ہے۔ مجھے تو یہ علم نہیں ہے کہ مادام ریکھانے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار بھی کیا ہے یا نہیں۔ ہمارا ہیڈ کوارٹر تو اس مارگا گاؤں سے پورے ڈیڑھ سو کلومیٹر دور ہے۔ مادام ریکھانے ہو سکتا ہے کہ انہیں گرفتار کیا ہو اور پھر مشکباریوں کی کسی تنظیم نے انہیں چھڑا لیا ہو۔ اب مادام ریکھانہ خواہ مخواہ سیکرٹ سروس پر الزام تراشی کر رہی ہیں اور میں اس الزام تراشی پر احتجاج بھی کرتا ہوں اور آپ سے میری درخواست بھی ہے کہ آپ اس الزام تراشی کی اعلیٰ سطح پر تحقیقات کرائیں۔“ شاگل نے

بہر حال اسے موت کی کرسی سے بچایا تھا۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ اب چاہے مادام ریکھا لاکھ مہ پٹک لے وہ اس پر کوئی الزام ثابت نہیں کر سکتی اور نہ ہی وہ اب عمر ان اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کا کریڈٹ لے سکتی ہے۔ اسے اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ اس کی اس کارروائی سے کافرستان کے دشمن عمران اور اس کے ساتھی اور صادق چکری بچ گئے ہیں بلکہ اسے اس بات سے دلچسپی تھی کہ کریڈٹ بہر حال سیکرٹ سروس کو ہی ملنا چاہئے اور کوئی دہنسی کسی صورت بھی سیکرٹ سروس کی نسبت کریڈٹ نہ لے سکے۔

کیا گیا تھا کہ مرکز سے دور ہونے کی وجہ سے وہاں کوئی بھی حادثہ کسی بھی وقت رونما ہو سکتا ہے۔ شاگل نے جواب دیا۔
 'اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ پھر آپ کا اس میں کوئی تصور نہیں ہے اور اس واقعہ کے بعد واقعی مادام ریکھا کا الزام صرف الزام ہی رہ جاتا ہے۔ اوکے۔ صدر نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے ایک بار پھر طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے ساتھ ساتھ مسرت کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔ اس نے آج بروقت کارروائی کر کے اپنے آپ کو بہت بڑے غذاب سے بچایا تھا۔ اسے جیسے ہی یہ اطلاع ملی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایک ہیلی کاپٹر پر قبضہ اور اس کے پائلٹ اور نرائن کے اسسٹنٹ کو نیچے پھینک کر ہلاک کر دیا ہے اور خود غائب ہو گئے ہیں تو اس نے موتی رام کے ذریعے نرائن اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے ہیلی کاپٹروں کو میزائلوں سے تباہ کرنے اور بقیہ افراد کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں جلا دینے اور پھر شام کو بھیج کر اس موتی رام کو ہلاک کرنے کی شاطرانہ ترکیب سوچی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بہر حال یہ بات نیک آؤٹ ہو جائے گی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو مادام ریکھا کے اڈے سے سیکرٹ سروس نے نکالا ہے اور اس کے بعد اس کے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی اور لازماً اس کا کورٹ مارشل کر کے اسے موت کی سزا دی جائے گی۔ اس لئے اس نے اپنی جان بچانے کے لئے اپنے ہی ماتحتوں کا قتل عام کرا دیا تھا اور اس کی اس شاطرانہ اور سفاکانہ ترکیب نے

بات چیت کر رہے تھے کہ اچانک ناثران دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے۔

عمران صاحب۔ انتہائی حیرت انگیز خبریں ملی ہیں۔ ناثران نے اندر داخل ہوتے ہی کہا تو عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار ہونک پڑے۔

کیسی خبریں؟ عمران نے حیرت منہ سے جے میں کہا۔
 • واوی مشکبار میں سیکرٹ سروس کے دو مستقل ہیڈ کوارٹر موجود ہیں۔ ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ سیکرٹ سروس کے واوی مشکبار کے ہیڈ کوارٹر منہ دن میں عجیب واقعہ ہوا ہے۔ وہاں گروپ بندی تھی اور پچھلے دو دنوں گروپ ایک دوسرے سے لڑ پڑے ایک گروپ نے دوسرے گروپ کے دونوں ہیلی کاپٹر دس گروپ کے دوران میں انہوں سے تباہ کر دیا اور پچھلے خود بھی فرار ہو گئے اور آج تک ان کا پتہ نہیں چل سکا۔ ناثران نے کرسی پر بیٹھ کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس قسم کی گروہ بندی اور سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں۔ نہیں ایسا تو ممکن ہی نہیں۔ یہ کب کا واقعہ ہے۔ عمران نے حیرت منہ سے لہجے میں کہا۔

• اسی روز جس روز آپ ان کے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر کے وہاں سے نکل گئے تھے۔ ناثران نے جواب دیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔
 • اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ عمران نے کہا۔

کیا بات ہے عمران صاحب۔ ہماری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ناثران کے آفس میں موجود تھا۔ انہیں یہاں آنے ہوئے تمبوئی ویر گزری تھی چونکہ مقبوضہ واوی مشکبار سے آزاد واوی مشکبار جانا انتہائی سخت چیلنج تھا وہاں سے گزریا ناممکن بنا دیا گیا تھا اس نے صادق چکری کے آدمیوں کی مدد سے عمران اپنے ساتھیوں سمیت مقبوضہ واوی مشکبار سے کافرستان میں داخل ہوا اور پچھلے دنوں سے وہ آسانی سے دارالحکومت پہنچ گیا۔ صادق چکری کے ایک خاص اڈے پر انہوں نے نہ صرف دوبارہ میک اپ کر لئے تھے۔ بلکہ لباس بھی تبدیل کر لئے تھے۔ اس لئے انہیں ناثران کے پاس پہنچنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی جبکہ صادق چکری اپنے ایک اڈے پر ہی رہ گیا تھا۔ ناثران ان کے لئے کھانے کا بندوبست کرنے گیا تھا۔ عمران نے یہاں پہنچتے ہی خصوصی ڈرائیور پر ایکسٹو کو مشن کی تفصیل کی رپورٹ دے دی تھی۔ اس لئے اب وہ اطمینان سے بیٹھے

آئی۔ صدر نے حیران ہو کر کہا۔

کوئی گروہ بندی نہیں ہوئی۔ یہ سب شاگل کی کارروائی ہے۔ وہ اپنے آپ کو بچانے کے لئے اپنے ہی آدمیوں کا قتل عام کرانے سے بھی باز نہیں آتا۔ پاور ہجنسی نے ہمیں گرفتار کیا تو اس کی خبر یقیناً شاگل تک پہنچ گئی اور شاگل نے اپنے اس ہیڈ کوارٹر کو حکم دیا کہ ہمیں پاور ہجنسی کی گرفت سے نکال لیا جائے تاکہ ہماری گرفتاری کا کریڈٹ پاور ہجنسی نہ لے سکے لیکن مجھے راستے میں ہوش آگیا اور پھر ہم فرار ہو گئے۔ ادھر لامحالہ ریکمیا کو یہ اطلاع مل گئی ہوگی کہ سیکرٹ سروس کے آدمیوں نے یہ کارروائی کی ہے اور اگر وہ یہ ثابت کر دیتی تو پھر شاگل کا لامحالہ کورٹ مارشل ہو جاتا اور اسے استہائے سخت سزا ملتی۔ شاگل نے پیش بندی کے طور پر اپنے ہی ہیڈ کوارٹر کے سب افساد کو بلاک کر دیا اور یہاں گروہ بندی کا کر دیا۔ اس طرح اس نے تمام ثبوت منہایت ہیں۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

آپ کی بات درست ہے۔ ایسا ہی ہو سکتا ہے۔ صدر نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

میں شاگل سے بات کرتا ہوں۔ ابھی سب کچھ سامنے آ جائے گا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نہ پریس کرنے کی بجائے فون کر دینے۔

یس سیکرٹ سروس ہیڈ کوارٹر رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

میں پاکیشیا سے غلی عمران بول رہا ہوں۔ چیف شاگل جہاں بھی ہوں میری ان سے بات کرو۔ ورنہ چیف شاگل کو موت کی گھنٹی بجھنے سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ عمران نے کہا۔

جی۔ جی۔ ہالڈ آن کریں۔ دوسری طرف سے یو اے اے کے لئے لہجے میں کہا گیا۔

ہیلو۔ شاگل بول رہا ہوں۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد شاگل کی سخت اور غزاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

اپنے آپ کو بچانے کے لئے کتنے آدمیوں کی قربانی دینی پڑی ہے تمہیں۔ عمران نے کہا۔

کیا۔ کیا بکو اس کر رہے ہو۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ شاگل نے لطیف حلق کے بل جھنجھتے ہوئے کہا۔

میں نے سوچا کہ کافرستان کے صدر سے بات کرنے سے پہلے تم سے بات کر لوں۔ میں انہیں حقیقت بتانا چاہتا تھا کہ پاور ہجنسی نے ہمیں گرفتار کر لیا لیکن سیکرٹ سروس نے انہیں بلاک کر کے ہمیں وہاں سے اڑا لیا لیکن راستے میں ہمیں ہوش آگیا اور پھر ہم نے پہلی کاپی پر قبضہ کر لیا اور پھر ہم وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے اور اب مجھے یہاں پاکیشیا میں اطلاع ملی ہے کہ تم نے اپنے آپ کو اس الزام سے بچانے کے لئے مشکبار میں اپنے آدمیوں کا ہی قتل عام کر لیا ہے۔ کیا خیال ہے بات کروں صدر صاحب سے۔ عمران نے جان بوجھ کر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

تم غلط کہہ رہے ہو۔ میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا۔ چونکہ تم میرے دشمن نمبر ایک ہو۔ اس لئے تم بھی مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔ شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے بچے میں کہا۔

میں صدر صاحب سے کہہ دوں گا کہ وہ اس واقعہ کی اعلیٰ سطح پر تحقیقات کرائیں اور مجھے یقین ہے کہ تم نے اپنے طور پر جتنی بھی احتیاط کی ہو۔ بہر حال تم سے کہیں نہ کہیں غلطی ضرور ہوئی ہوگی اور اعلیٰ سطحی تحقیقات میں جب یہ غلطی سامنے آئے گی تو پھر تمہیں موت کی کرسی پر بیٹھنے سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ عمران نے کہا۔

تم۔ تم چاہتے کیا ہو۔ یہ سیکرٹ سروس کا اپنا معاملہ ہے تم کیوں اس معاملے میں دخل اندازی کر رہے ہو تا سنس۔ شاگل کی اس بار بوکھلائی ہوئی سی آواز سنائی دی۔ اسے یقیناً احساس ہوا تھا کہ اگر عمران نے اپنی بات پر عمل کر دیا تو نتیجہ واقعی دہشت ہ ہو عمران کہہ رہا ہے۔

اس میں چونکہ میں اور میرے ساتھی ملوث رہے ہیں۔ اس سے یہ صرف کافرستان سیکرٹ سروس کا ہی معاملہ نہیں ہے۔ عمران نے جواب دیا۔

میں نے تو بہر حال تمہاری زندگیاں بچائی ہیں ورنہ وہ دیکھا تمہیں گولیوں سے اڑا دیتی۔ کیا تم مجھے اس بات کا بدلہ دے رہے ہو تا سنس۔ شاگل نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

”چلو تم نے اقرار جرم تو کر لیا اور یہ گفتگو ٹیپ ہو رہی ہے اور اب

میں یہ ٹیپ صدر کافرستان کو بھیج دوں گا اور پھر میرا خیال ہے کہ تحقیقات کا مسئلہ بھی نہ رہے گا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پاپ۔ پاپ۔ پاپ۔ عمران۔ پاپ۔ دیکھو۔ پاپ۔ شاگل اس بڑی طرح بوکھلایا کہ سوائے پاپ کے اس کے منہ سے اور کوئی لفظ ہی نہ نکل سکا۔ ٹیپ کی بات سن کر وہ واقعی دو اس باخشا ہو گیا تھا۔ ایک شہ ط پر تمہاری جان بخشش ہو سکتی ہے چیف شاگل۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

شہ ط۔ لونسی شہ ط۔ کیا مطلب۔ شاگل نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

شرط یہ ہے کہ تم وعدہ کرو کہ آئندہ تمہاری سیکرٹ سروس وادی مشکبار میں مشکباریوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی مشن ہو تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ میں انکار کر دوں۔ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

میرا مطلب ہے کہ نہتے معصوم اور بے گناہ مشکباریوں کے خلاف تم یا تمہاری سیکرٹ سروس کوئی کارروائی نہیں کرے گی۔ عمران نے کہا۔

ہاں۔ یہ وعدہ میں کر سکتا ہوں۔ میں تو ویسے ہی اس بات کے خلاف ہوں۔ شاگل نے فوراً کہا۔

کہ شاگل کو کس طرح اس کام سے باز رکھوں اور آج وہ موقع مل گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اب اس کی سیکرٹ سروس ایسی کوئی کارروائی نہیں کرے گی اور اس لحاظ سے ہم نے تیسرا مشن بھی کامیاب کر لیا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

تیسرا مشن۔ کیا مطلب۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

پہلا مشن بیس کیمپ کی تباہی اور صادق چکری کی زندہ واپسی۔ دوسرا مشن غمزدل کی دستیابی اور تیسرا مشن کافرستان سیکرٹ سروس کے ہاتھوں بے گناہ مشتبہ کاریوں کا تحفظ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ہاں۔ واقعی اس بار ایک مشن کے دوران تین اہم مشن مکمل ہوئے ہیں۔ دوسرے غفلتوں میں تھری ان دن مشن مکمل کیا گیا ہے۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

اصل مشن تو بیس کیمپ کا تھا۔ وہاں اس بار واقعی ہم ہر طرف سے بے بس کر دیئے گئے تھے۔ اگر عمران صاحب سرنڈر ہونے والا چکر نہ چلاتے تو ہم کسی صورت بھی یہ مشن مکمل نہیں کر سکتے تھے۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

مجھے تو اب تک یہ سوچ کر ہی اپنے آپ پر غصہ آتا ہے کہ ہم نے کیوں اپنے ہاتھوں میں کافرستانی ہتھکڑیاں ڈلوائیں۔ صفدر کی وجہ سے نجانے میں کیسے یہ ذلت برداشت کر گیا ور نہ..... تنویر نے جواب

۔ جھوٹ مت بولو شاگل۔ مجھے جھوٹ سے سخت نفرت ہے۔ میرے پاس اطلاعات موجود ہیں کہ وادی مشتبہ کاری میں تمہارے ہیڈ کوارٹر کے آدمیوں نے وادی مشتبہ کاری کے علاقے سبھارے میں ایک کارروائی کے دوران دس بے گناہ دیہاتی مشتبہ کاریوں کو گولیوں سے اڑا دیا تھا۔ ان کا قصور صرف اتنا تھا کہ انہوں نے تمہارے آدمیوں کی مغربی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ عمران نے مزید لہجے میں کہا۔

اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ نرائن نے ایسا کیا تھا میرے حکم کے بغیر اپنے طور پر۔ اور نرائن کو اس کی سزا مل چکی ہے۔ وہ اپنے تمام ساتھیوں سمیت ہلاک ہو چکا ہے۔ میرا وعدہ ہے کہ خصوصی طور پر اب میں ایسی کارروائی سے منع کر دوں گا۔ شاگل نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔
- ٹھیک ہے۔ مجھے تمہارے وعدے پر اعتبار ہے اور جن لوگوں نے ایسا کیا تھا قدرت نے خود انہیں تمہارے ہاتھوں ہلاک کر دیا ہے۔ اس لئے میں بھی اب صدر کافرستان کو کوئی رپورٹ نہ کر دوں گا لیکن یہ بات سن لو کہ اب اگر مجھے اطلاع ملی کہ تمہاری سیکرٹ سروس نے ایسی کوئی کارروائی کی ہے تو پھر تمہیں اس کا ہونا ک نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

آپ کو اس واقعہ کی اطلاع کیسے مل گئی عمران صاحب۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

مجھے صادق چکری صاحب نے بتایا تھا۔ تب سے میں سوچ رہا تھا

یہ مسدود۔ تم اس بوقت گزوں کی زوئیں ہو۔ اس لئے کسی قسم کی غلط حرکت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سامنے تمہارے ساتھ ہی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور تم ان میں سے اپنے ساتھیوں کی نشاندہی کرنا تو انہیں غلط کیا جاسکے۔ کرنل پرشاد نے کہا تو اس آدمی نے مڑ کر ادھر دیکھا جہاں سب لوگ واقعی بیہوش تھے۔

ان میں سے کوئی بھی میرا ساتھی نہیں ہے۔ میرا تعلق تو پاور انجنسٹی سے ہے اور میں مادام ریکھا کا منہ لو ہوں۔ میرا نام دیوان ہے۔ اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

اوہ۔ تو تم مادام ریکھا کے ساتھی ہو۔ پھر تو تم ان سب میں سے شامل ہو چکا ہو۔ کرنل پرشاد نے چونک کر کہا۔

ہاں۔ دیوان نے جواب دیا۔

تو بتاؤ ان میں سے کون ہے شامل تاکہ اسے غلط نہ کیا جا سکے۔ کرنل پرشاد نے کہا۔

پہلے تم اپنا تعارف کرواؤ۔ شامل سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ کوئی نام آدمی نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تم اس کے دشمن ہو اور اس کی نشاندہی ہوتے ہی تم اسے گولی مار دو۔ اس آدمی نے کہا۔

میرا نام کرنل پرشاد ہے اور یہ میرا نائب ہے کیپٹن راماتند۔ میں نیس کیپ کا انچارج ہوں۔ میں نے ایک مخصوص حربے کی مدد سے ہاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کو بے ہوش کر دیا ہے۔ اب ہم نے صدر

سلامت تھے جن میں دو مرد بے ہوش تھے جن میں سے ایک سوار چکاری تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ دوسرا شامل تھا لیکن اب کرنل پرشاد نے بات کرتے کرتے آخر میں پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

ان میں سے ایک کو ہوش میں لے آتے ہیں باس۔ یہ اکیلا اور ہمارا کیا بگڑے گا۔ کیپٹن راماتند نے کہا۔

ہاں۔ ٹھیک ہے۔ لیکن ایسا کرو کہ جسے ہوش میں لے آنا۔ اس کا خیال رکھنا۔ یہ اتنی خطرناک لوگ ہیں۔ کرنل پرشاد نے کہا۔

اسے اٹھا کر ایک طرف غلط کر لیتے ہیں۔ کیپٹن راماتند نے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہہ کر ان چھ افراد میں سے ایک آدمی کو اٹھا کر ایک طرف لٹا دیا اور پھر اس نے اس کے بازو پر انجنکشن لگا دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو وہ سب چوکنا ہو گئے۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے کر لیتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ حیرت بھرے انداز میں کرنل پرشاد اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔

تمہارا نام کیا ہے۔ کرنل پرشاد نے سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو۔ اس آدمی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

عمران میرزے میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا انڈیا نچر

ذہین اکینٹ

خاص نمبر

مکمل ناول

مصنف :- منظر کلیم ایم اے

گراہم — ایک میاں کا ذہین اکینٹ — جس نے ٹران اور پاکشیا سیکرٹ
سروس کے مقابل اپنی زبان ت ثابت کر دی۔ کیسے — ؟
گراہم — جس نے ایک ہی ٹران اور پاکشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے
میں کامیابی حاصل کر لی — کیا واقعی — ؟
وہ لمحہ — جب عمران اور پاکشیا سیکرٹ سروس باوجود انتہائی کوششوں
کے ذہین اکینٹ کے مقابلے میں شکست کھا گئے۔

وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں کے سامنے گراہم
نے اپنا مشن مکمل کر لیا۔ کیا واقعی وہ عمران سے زیادہ ذہین تھا۔ ؟
آخری کامیابی کے حاصل ہونی — گراہم کو — یا — ؟

انتہائی دلچسپ — ہنگامہ خیز اور زبان ت
سے بھرپور ایک منفرد انداز کا ناول —

یوسف برارزہ - پاک گیٹ ملتان

ایک خاموش بیٹھا ہوا تھا پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

اچھا۔ غیر ملکی ہتھکڑیاں پہنائی ہیں پھر تم خواہ مخواہ میرے رقیب
رو سفید بنے ہوئے ہو۔ واہ صغدر۔ یہ تو فوران دن مشن بن گیا۔
عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تنویر نے چونک کر حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

شادی کو بھی اہل نظر ہتھکڑیاں ہی کہتے ہیں اور ہتھکڑی چاب
کافرستانی ہو یا سوئٹزرلینڈ کی۔ بہر حال غیہ ملکی ہی کہلائے گی۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو کمرہ صغدر اور نائران کے ہتھکڑوں سے
گوخ اٹھا۔ کیپٹن شکیل بھی اس بار بے اختیار ہنس پڑا تھا۔

نائنس۔ تم کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہو۔ شادی کیسے
ہتھکڑی ہو سکتی ہے۔ تنویر نے بھی خلاف توقع مسکراتے ہوئے
کہا۔

ہتھکڑی سے بھی ہاتھ بندھ جاتے ہیں اور شادی کے بعد شوہر کو
بہر حال باقی ساری عمر دست بستہ ہی رہنا پڑتا ہے۔ عمران نے
جواب دیا اور کمرہ ایک بار پھر ہتھکڑوں سے گوخ اٹھا۔

ختم شد